اسلام اور امن عالم

مولانا بدر القادری
فاضل اشرفیہ مبارکپور
اسلامک اکیڈمی، دی ہیگ۔ ہالینڈ

فرید بک سٹال، ۳۸ اردو بازار لاہور ۲

marfat.com
Marfat.com

اسلام اور امن عالم

مولانا بدر القادری
فاضل اشرفیہ مبارکپور
اسلامک اکیڈمی، دی ہیگ۔ ہالینڈ

ناشر
فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۲

marfat.com
Marfat.com

جملہ حقوق بحق فرید بک سٹال و مکتبہ قادریہ محفوظ

کتاب ——— اسلام اور امن عالم

مصنف ——— مولانا بدر القادری مصباحی

تقدیم و تمہید ——— مولانا محمد احمد مصباحی

تصحیح ——— حافظ محمد شاہد اقبال

کتابت ——— دار الکتابت حضرت کیلیانوالہ

سال اشاعت ——— رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ

مارچ ۱۹۹۲ء

مطبع ——— رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور

ناشر ——— فرید بک سٹال لاہور

صفحات ——— ۳۵۴

قیمت — RS 54/00

marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
تقدیم	۱۱	انسان قابلِ احترام ہے۔	۳۵
تعارف	۱۵	مذہب کی آزادی	۳۶
تمہید	۲۵	ہر قوم کے پرسنل لا کی حفاظت۔	۳۶
نقارۂ خدا	۲۵	رہنمایان مذاہب اور معابد کی حفاظت	۳۷
ملکی بربری انسانیت پوچھتی ہے۔	۲۷	عدل واحسان سب کے لیے۔	۳۷
حکمرانی خدا کی	۲۸	معاش اور حوائجِ زندگی سب کا حق ہے۔	۳۷
جس خدا نے انبیاء اور کتابوں کے	۲۸	نفسانی بیماریوں کا خاتمہ	۳۹
ذریعے ہدایات دیں۔	″	انسانی اقدار اعلیٰ	۳۹
خدا کی آخری کتاب	۲۹	گھریلو امن	۴۰
دین کامل	۳۱	معاشرتی امن	۴۳
حقوق انسانی کے تحفظ میں اقوام متحدہ	۳۱	خیر امت	۴۸
کی قراردادیں۔		کتاب اسلام اور امن عالم	۵۱
اسلامی قوانین	۳۳	حوالے	۵۳
انسانی برابری	۳۳	باب اوّل	۵۵
اسلام میں تعصب نہیں	۳۴	اسلام میں انسانی عظمت کا تصور	۵۵

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
قرآنی اعزاز	۵۵	اسلام اور نظام عدل و مساوات	۸۶
کرامت انسانی کی وجہ اعظم	۵۷	اسلامی مساوات کے بنیادی خطوط۔	۸۷
ثریٰ سے ثریا پر	۵۹	عدل کا لغوی مفہوم	۸۸
وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي	۶۱	آیت عدل اور اس کی اہمیت	۹۲
اسلام کا مقصود	۶۲	راہِ عدل کے روڑے جسے اسلام نے ہٹا دیا۔	۹۴
وحدت انسانی کا داعی اسلام ہے۔	۶۵		
اسلامی قانون کی ایک نمایاں خوبی۔	۶۸	عدل کا ترازو	۹۷
اسلام نے انسان کو خلعت وقار دیا۔	۶۸	شاہ و گدا برابر اسلام کی نظر میں۔	۱۰۰
امانت الٰہیہ کا امین انسان ہے۔	۷۰	آج کی مسلم دنیا اور اسلامی نظام۔	۱۰۱
امانت سے مراد۔	۷۱	سیرت رسول اکرم اور عدل و مساوات۔	۱۰۳
اللہ تعالیٰ ہی سب کا رب ہے۔	۷۴	اسلامی مساوات کے تاریخی شواہد	۱۰۶
قرآن سب کی ہدایت کے لیے ہے۔	۷۶	عدل فاروقی	۱۰۸
حضور محمد رسول اللہ سب کے نبی ہیں۔	۷۹	نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز۔	۱۱۰
		ابوذر اور بلال	۱۱۱
اسلام نے جانوروں اور چوپایوں کے حقوق کی بھی رعایت کی ہے۔	۷۷	احساس مسئولیت	۱۱۲
		قانون کی بالادستی	۱۱۳
حوالے۔	۸۴	خدمت گذار خلیفہ	۱۱۳
باب دوم	۸۶	انسانی ذمہ داریوں کا احساس	۱۱۵
		شریعت کورٹ کے آداب	۱۱۶

marfat.com

Marfat.com

مضمون	صفحہ نمبر
کوئی مخالفت عدل و مساوات میں مانع نہیں ہو سکتی۔	۱۲۱
امارت متقیوں کے لیے آزمائش ہے۔	۱۲۲
صدیق اکبر کا احساس۔	۱۲۲
اپنی حیثیت اور حدود عمل کا تعین۔	۱۲۴
اسلامی قیادت کے رہنما اصول۔	۱۲۵
حوالے۔	۱۲۸
باب سوم	
اسلامی جہاد اور اس کا مقصد	۱۳۰
جہاد کا مفہوم	۱۳۰
جہاد کی بعض مشہور اقسام	۱۳۲
خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد۔	۱۳۶
کفار کے حامی۔	۱۳۸
اسلام دشمن عناصر کا غلط پروپیگنڈہ۔	۱۴۱
سایۂ رحمت۔	۱۴۱
جہاد کیوں؟۔	۱۴۵
اسلامی جہاد اور عام جنگوں کا فرق۔	۱۴۶
جہاد کی احتیاطیں۔	۱۴۷

مضمون	صفحہ نمبر
خطبۂ فتح	۱۵۱
دور نبوی میں جہاد اور اس کی برکات۔	۱۵۲
ترقی یافتہ دنیا کے کارنامے۔	۱۵۴
جنگ عظیم اول اور ثانی کی ہلاکت خیزیاں	۱
چند جنگی نمونے۔	۱۵۷
بدعہدی کی مثال	۱۵۸
تصویر کا دوسرا رخ۔	۱۵۹
اہل قدس کو پروانۂ امن	۱۶۲
عہد و معاہدے کی اہمیت اسلام میں	۱۶۴
معاہد اسلامی قانون میں۔	۱۶۷
عقل عیار ذرا غور کرے۔	۱۶۹
ہماری روشن تاریخ	۱۷۰
حضرت علی کا فیصلہ	۱۷۰
سیدنا عمر بن عبدالعزیز اور اہل ذمہ	۱۷۱
حوالے۔	۱۷۴
باب چہارم	۱۷۷
اسلامی سزائیں امن عالم کی ضامن ہیں۔	۱۷۷
خدا بیزار تہذیب کی تاریکی اور قانون	۱۷۷

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
فطرت کا اُجلا۔		آدابِ تعلق	۲۰۰
کیا ایڈز خدائی عذاب نہیں ہے؟	۱۷۹	نقاب و چادر پوشی	۲۰۱
خدا بیزار ذہنیت کا شاخسانہ۔	۱۸۰	سو کوڑے	۲۰۲
پابندیٔ نفس پر شاق ہے۔	۱۸۱	بہتان کی سزا	۲۰۲
خدائی احکام کی مثالیں۔	۱۸۳	ترغیبِ نکاح	۲۰۲
حد کی تعریف	۱۸۴	معاشرتی امن کے قرآنی دائرے۔	۲۰۳
اسلامی شریعت کے مقاصد و مصالح	۱۸۶	عبرت ناک سزا محافظ قانون ہے۔	۲۰۴
حجۃ اللہ البالغہ	۱۸۷	موجودہ دور کی ناآسودگی انسانی قوانین	۲۰۵
شہوانیت کے مفسدات	۱۸۹	کی دین ہے۔	
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ابلیس۔	۱۹۱	اسلام میں آبرو جان سے زیادہ قیمتی	۲۰۷
حجۃ الاسلام کا تجزیہ۔	۱۹۲	ہے	
شہوانیت سے اجتناب کی نتیجہ خیز	۱۹۳	حدِ زنا اور اس کی سخت شرائط	۲۱۳
بنیاد۔		رکنِ زنا	۲۱۳
تحفظات	۱۹۴	شرائطِ حدِ زنا	۲۱۴
پاکیزہ قانون کا پاکیزہ گمان	۱۹۴	ثبوتِ زنا	۲۱۴
استیذان	۱۹۴	اقرارِ زنا	۲۱۴
حفاظتِ نگاہ	۱۹۵	جرحِ شہادت	۲۱۵
پردہ	۱۹۸	گواہی کی احتیاطیں	۲۱۶
دافعِ فتن اندازِ کلام	۱۹۹	احسان کی تعریف	۲۱۷

marfat.com

Marfat.com

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
قیام حد کی کیفیت	۲۱۷	چوری	۲۵۷
عام شہادتیں اور حدود کی گواہی۔	۲۱۹	شریعتِ موسوی میں چور کی سزا	۲۶۲
نفاذِ حد میں ملزم کی حالت کا لحاظ	۲۲۳	رہزنی و بغاوت	۲۶۳
بے علمی مانع حد ہے۔	۲۲۴	قتل	۲۶۶
حد گناہ کو محو کر دیتی ہے۔	۲۲۷	انسانی خون کا احترام	۲۶۸
حدود میں سفارش روا نہیں۔	۲۳۰	ارتداد	۲۷۹
خدائے تعالیٰ پہلے جرم کی پردہ پوشی فرما دیتا ہے۔	۲۳۲	شراب نوشی	۲۸۰
		اسلامی سزاؤں کی حکمتیں	۲۸۵
حدود خدا کی رحمت ہیں	۲۳۲	حوالے	۲۸۸
حدِ زنا سے پہلے تسکین جنسی کی جائز راہوں کو ہموار کیا گیا۔	۲۳۳	**باب پنجم**	۳۰۰
تہذیب اسلامی کا اہم جز	۲۳۴	اسلامی انقلاب امن اور مصائبِ رسول	۳۰۰
یوسف ثانی	۲۳۷	جب آپ نے اسلام کی دعوت دی۔	۳۰۱
زنا سے توبہ	۲۳۸	دعوتِ اسلام کا پہلا مرحلہ	۳۰۳
عفت قلب و نگاہ کا دلگداز واقعہ۔	۲۳۹	جبل صفا سے دعوتِ اسلام	۳۰۴
حدود شرائع سابقہ میں	۲۴۳	معاشرتی مقاطعہ	۳۰۶
قدیم تہذیبوں میں جرم و سزا۔	۲۴۶	زہرہ گدازیاں۔	۳۰۷
تہمت۔	۲۵۰	مصائب کی بھٹی اور ایمان کا نکھار	۳۰۸
بے حیائی اور اس کی اشاعت	۲۵۴	سفرِ طائف اور مصائب	۳۱۰

marfat.com

Marfat.com

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
محلِ وقوع اور حالات	۳۱۱	پیر فرتوت	۳۲۸
شیشہ و تیشہ	۳۱۲	گستاخی کی سزا	۳۲۸
عداس کا قبولِ حق۔	۳۱۳	شاطر عورت	۳۲۸
دعائے طائف	۳۱۴	تمسخر	۳۲۸
مطعم کی حمایت	۳۱۵	جاہلی منصوبہ	۳۲۹
ہجرت کے وقت کفار کی ستم رانیاں۔	۳۱۵	معند مسیحی	۳۲۹
دار الندوہ کا ریزولیشن	۳۱۶	ایک گال دینے والی	۳۲۹
نور و ظلمت کی آویزش	۳۱۷	ابولہب کی حمایت	۳۲۹
رسولِ رحمت تلواروں کی چھاؤں میں۔	۳۱۸	ولید کا پروپیگنڈہ	۳۳۰
چلے گئے وہ کسی کو مگر خبر نہ ہوئی	۳۱۹	بے تکی منطق	۳۳۰
دلگداز شبِ ہجرت	۳۲۰	خاک اور غلاظت ڈالی گئی۔	۳۳۰
شکار کرنے چلا تھا شکار ہو کے رہا۔	۳۲۲	راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔	۳۳۰
سات روز بعد	۳۲۳	دردناک اذیت رسانی	۳۳۰
غور فرمائیں۔	۳۲۴	سر مبارک پر غلاظت ڈالی گئی	۳۳۱
سیرتِ رسول اور اوراقِ مصائب	۳۲۵	گلوئے مبارک میں پھندا لگایا گیا۔	۳۳۲
یہود اور ایذائے رسول۔	۳۲۵	اعظم المصائب	۳۳۲
ذلت آمیز گستاخی	۳۲۶	رذالت کی انتہا	۳۳۳
ایذا دہی کی قسم	۳۲۷	نت نئی گستاخیاں	۳۳۳
ابن شرف یا ارذل	۳۲۷	رسولِ رحمت پر دھول مٹی پھینکنے والا	۳۳۳

marfat.com

Marfat.com

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
گالی گلوچ	۳۳۴	سازش	۳۴۲
حالتِ نماز میں گستاخی	۳۳۴	نفاق کا زہر	۳۴۲
بدزبانی	۳۳۴	دامنِ رسول پر کیچڑ اچھالنے کی جسارت	۳۴۳
منافقوں کی سرگرمیاں	۳۳۵	لب و لہجے کا نفاق	۳۴۴
رسول پر عدمِ اعتماد کا فتنہ	۳۳۷	مسجد ضرار	۳۴۵
عیب چینی	۳۳۸	کھا کے پتھر دشمنوں پر پھول برساتا	۳۴۷
تمسخر اور استہزاء	۳۳۹	تیرا۔	
قبائلی عصبیت انگیزی	۳۴۰	حوالے۔	۳۵۱

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بصد نیاز و ادب

ماں ــــــ !

میری مشفقہ، محسنہ ماں،
تو نے مجھے اپنا خون جگر پلایا،
شب و روز کی محنت شاقہ سے پرورش کی،
سرد و گرم حالات میں اپنی آغوش محبت کو میری پناہ گاہ بنایا،
تیری نیازمندی میرا مذہب،
تیری خوشنودی میرا سرمایہ،
تیرے زیر قدم میری جنت،
میرے افق تا بہ افق سایہ گیر، تیری بے حد و حساب دعائیں،
یہی تو ہیں
کارگاہ حیات میں میری کامرانیوں کا سب سے مستحکم ذریعہ،
لو ماں! تمہارا فرزند، اپنی دینی تحریروں کا مختصر ہدیہ بصد نیاز و ادب،
تمہارے حضور پیش کرتا ہے۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف،

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا ۝

بدر القادری

اسلامک اکیڈمی، دی ہیگ ــــــ ہالینڈ

marfat.com

Marfat.com

بسمہ وحمدہ والصلوٰۃ علی رسولہ وجنودہ

تقدیم

اب تک دنیا بے شمار سیاسی، اقتصادی اور سماجی نظاموں کا تجربہ کر چکی ہے اور آج بھی عالمی آبادی میں جمہوریت، سامراجیت، سرمایہ داری، کمیونزم اور سوشلزم وغیرہ ناموں سے مختلف نظام فکر و عمل رائج ہیں۔

لیکن ایک تو زندگی کے ان تمام نظاموں میں انسان کی اخلاقی قدروں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور بعض اخلاق سے اعتنا ہی کیا گیا ہے تو صرف اس لیے کہ مالی اور سیاسی مفاد سے ان کا گہرا رشتہ ہے اگر ان کو چھوڑ دیا جاتا تو بہت سے اقتصادی اور ملکی فوائد بری طرح مجروح ہوتے اور کسی دنیاوی مفاد پر حرف آنا ان نظاموں کی شریعت میں سب سے بڑا گناہ ہے۔

دوسرا نقص یہ ہے کہ روحانی اقدار اور مابعد الموت کے تصور سے یہ سارے نظام یکسر خالی ہیں۔ اور اس فضائے محدود سے ماورا کسی عالم بسیط کا خیال محض ایک فریب سمجھتے ہیں جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

تیسری خرابی یہ ہے کہ جس بنیادی نصب العین کے خوش نما اور نشاط انگیز تصور پر ان نظاموں کی اساس قائم ہے اس کی تکمیل سے بھی تجربات کی وسیع دنیا میں وہ ناکام ہی ثابت ہوئے۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آج جبکہ سارے نظاموں کی خرابیاں طشت از بام ہو چکی ہیں جن کے باعث دنیا ایک متعفن آتش کدہ بنتی جا رہی ہے تو کیا اسلام اس صورتحال میں مظلوم انسانیت کی دستگیری کر سکتا ہے اور تباہ حال دنیا کو فیروزمندی و سعادت سے

marfat.com
Marfat.com

ہمکنار کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اسلامی نظام حیات، انسان کے اندر خوفِ خدا، آخرت کے تصور، پھر اپنی اور ساری مخلوق کی خیرخواہی اور بھلائی کے افکار و جذبات بروئے کار لانے کے اصولوں پر قائم ہے۔ اس لیے وہ عبادات اور معاملات دونوں ہی پر مشتمل ایک جامع اور باہم مربوط و مضبوط دستور پیش کرتا ہے، جو بندہ اور خدا، فرد اور خاندان، فرد اور معاشرہ فرد اور حکومت کے درمیان پائے جانے والے تعلقات کی مکمل تشریح و تحدید کرتا ہے۔ وہ جہاں نوع انسان کے دنیاوی مفادات کا پاس و لحاظ رکھتا ہے اور ان کی حدبندی کرتا ہے۔ وہیں انسان کی اخلاقی قدروں اور روحانی توانائیوں کے اصول و ضوابط بھی پیش کرتا ہے ـــــــ اور ان سب کو بروئے کار لانے پر پورا زور صرف کرتا ہے اور اس کی حکیمانہ جامعیت کا عالم یہ ہے کہ دوسرے نظاموں میں جہاں سے مفاسد کے سوتے پھوٹتے ہیں، اور جہاں سے ظلم و تعدی کے دروازے خود بخود کھلتے ہیں اور اپنی حدوں سے تجاوز و سرکشی کا بازار اعلانیہ اور خفیہ طور پر خوب خوب گرم ہو جاتا ہے، ان سب کی پیش بندی یا علاج و مداوا اسلام میں پہلے ہی سے موجود ہے۔

اس لیے اسلام آج بھی انسانیت کی دستگیری اور عالمی امن و سلامتی کی ہی صلاحیت رکھتا ہے جس کا صدیوں تک دنیا بار بار مشاہدہ کرتی رہی ہے اور آج بھی دنیا کے مختلف گوشوں میں جس شعبہ تک اسلام کو عمل دخل حاصل ہے اس کی کارفرمائی کا حسن نمایاں ہے تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک مبسوط کتاب دعوے کی دلیل کے طور پر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اور نظام اسلام کے ہر پہلو پر تفصیلی گفتگو اور دوسرے نظاموں سے تقابل پر اور بھی قابل قدر تحریریں موجود ہیں۔

لیکن یہ انسانیت کی دردانگیز مظلومیت ہے کہ اسے اس کے امراض کی شفابخش دوا نہیں دی جاتی۔ جس کا سبب یہ ہے کہ ایک طرف ہر نظام چلانے والوں کے اندر جہاں اور نظاموں سے نفرت و بیزاری پائی جاتی ہے وہیں اسلام سے بھی حسد و عداوت اور تعصب و تنگ دلی

marfat.com

Marfat.com

کا عنصر پوری طرح کارفرما نظر آتا ہے۔ جبکہ یہی ان کا مسیحا اور ان کی لاینحل مشکلات کا حل ہے۔

دوسری طرف بیشتر مسلم ممالک کا با اقتدار طبقہ اسلام کی روحانی و ایمانی توانائیوں اور اس کی ہمہ گیر صلاحیتوں سے نابلد ہے۔ مزید برآں اس کا ذہن اس تعلیم و تحریر سے مسموم ہو چکا ہے جسے اسلام دشمن قوتیں پیاسی دنیا کو اس سرچشمۂ حیات سے محروم رکھنے یا دور کرنے کی خاطر وسیع پیمانے پر بڑی تیزی سے عام کر رہی ہیں۔ اس لیے یہ طبقہ جو اسلام کو اس کی ساری خوبیوں اور صلاحیتوں کے ساتھ عملی زندگی میں پیش کرنے کا اصل ذمہ دار ہے وہ خود دوسروں کا دست و بازو اور اسلامی نظام حیات کا حریف بن چکا ہے۔

ظاہر ہے کہ اسلام کی قوت و صلاحیت اس کا جلال و جمال اور اس کا حسن و کمال اسی وقت پورے طور پر جلوہ آرا ہو سکتا ہے جب اسے مکمل نفاذ حاصل ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے خود اسلامیان عالم اسے زندگی میں اس کا وہ مقام عطا کریں جس کے بغیر اس کی جلوہ سامانیوں کا ظہور ممکن نہیں۔

دوسرے نظام زندگی دیکھنے اور پڑھنے سے پہلے خود اسلام کا گہرا اور وسیع مطالعہ اسلامی مفکرین کے رشحات قلم کی روشنی میں کرنا ہوگا۔ پھر دوسرے نظاموں کا جائزہ، ان کے اعتراضات کی جانچ، اور اسلام کے ساتھ ان کا تقابلی مطالعہ بھی کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر اسلام کی طرف سے بددلی نہ صرف یہ کہ بہت بڑی ناانصافی ہے بلکہ اپنی خودکشی اور پوری انسانیت کی تباہی کا پیش خیمہ بھی ہے۔

☆

مبلغ اسلام برادر گرامی مولانا بدر القادری مدظلہ، کو رب کریم جزائے خیر سے نوازے کہ انھوں نے اسلام سے ناآشنائی اور اس کی طرف سے بدگمانی کا مرض دیکھ کر اس کا علاج پیش کیا اور زیر نظر کتاب میں اسلامی نظام حیات کے مختلف شعبوں پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے یہ بھی ثابت کیا کہ امن عالم آج بھی اسلام کی تنفیذ ہی سے قائم ہو سکتا ہے

marfat.com

Marfat.com

اس کے دامن میں اب بھی وہ بجلیاں پوشیدہ ہیں، جو دنیا کی بدحالی و ابتری کا قلع قمع کر سکتی ہیں۔ تعصب و تنگ نظری کی عینک اُتار کر دانش وران عالم اگر صاف دلی اور نیک نیتی سے تباہ حال انسانیت کی نجات پر غور کریں تو اس کی فلاح و بہبود کی مکمل اور جامع تدبیریں اسلام ہی کے دامن میں ملیں گی۔

کتاب کی تفصیلات سے کیف آشنا اور لطف اندوز ہونے کے لیے ورق الٹیے اور اس خزانۂ معارف کی حقائق نمائی سے اپنے دیدہ و دل کی دنیا آباد کیجیے ؎

توفیق دے جس دل کو خداوند تعالیٰ
دامن میں وہ لے رحمت و انوار کی سوغات
(بدر)

محمد احمد مصباحی
الجامع الاسلامی، مبارکپور (ہند)

دار العلوم اشرفیہ، مبارکپور
۷/ ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ، ۱۲/ جون ۱۹۸۹ء، دوشنبہ

marfat.com
Marfat.com

تعارف

نام :۔ محمد بدر عالم ۔ عرف :۔ بدر القادری ۔ تخلص : بدر

ولدیت :۔ حافظ محمد رمضان بن شیخ محمد اسحاق بن محمد حبیب

پیدائش :۔ ۲۵ ر اکتوبر سنہ ۱۹۵۰ء ۔

مقام :۔ محلہ ملک پورہ (مرزا جمال پور) قصبہ و پوسٹ گھوسی ۔ ضلع اعظم گڈھ ۔

ابتدائی تعلیم :۔ مدرسہ ناصر العلوم ملک پورہ اور مدرسہ خیریہ فیض عام گھوسی میں ہوئی ۔

تکمیل درس نظامیہ :۔ دار العلوم اشرفیہ "مصباح العلوم" مبارکپور میں ہوئی ۔

تاریخ فراغت :۔ ۱۰ ر شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۹ھ ۔ ۲۳ ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۹ء ۔

قطعات تاریخ فراغت

آج دستارِ فضیلت بدر کے سر پر بندھی
کیوں نہ اشرفیہ کا دنیا بھر میں روشن نام ہو!

برق تجھ کو فکر ہے تاریخ ہجری کی اگر
لکھ الٰہی بدر عالم خنجرِ اسلام ہو!

حافظِ ملت کے دل کی آج بر آئی مراد
بدر کے سر پر ہے دستارِ فضیلت ضو فگن ۱۳۸۹

برق کے دل کی دعا بھی ہے بتاریخ عیسوی
بدر عالم ہو الٰہی روشنی بخشِ زمن[1]

۱۹۶۹ء

---

[1] ۔ یہ قطعات مزید اشعار پر مشتمل جناب رحمت الٰہی برق صدیقی اعظمی کے لکھے ہوئے ہیں ۔ مکمل قطعات مولانا کی فائل میں ہیں ۔ ۱۲

marfat.com
Marfat.com

اساتذہ

☆ حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ، بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور۔

☆ حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف صاحب بلیاوی علیہ الرحمۃ۔

☆ حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی۔

☆ حضرت علامہ مظفر حسن ظفر ادیبی مبارکپوری۔

☆ حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اعظمی مبارکپوری۔

☆ حضرت مولانا سید حامد اشرف صاحب کچھوچھوی۔

☆ حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب مبارکپوری۔

☆ حضرت مولانا شمس الحق گجہڑوی (مرحوم)۔

بیعت و خلافت:۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت قطب زمانہ حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں[۲] علیہ الرحمہ بریلی شریف۔ بتاریخ ۲۳ رجمادی الآخرہ ۱۳۹۹ھ۔

خدمات تدریس

۱۔ بحیثیت صدر مدرس ـــــ دارالعلوم غوثیہ، ہبلی (کرناٹک) ۱۹۷۰ء

۲۔ 〃 〃 ـــــ مدرسہ سید العلوم بہرائچ شریف (یوپی) ۱۳۹۲ھ۔ ۱۹۷۳ء

۳۔ 〃 〃 ـــــ مدرسہ ضیاء الاسلام موراواں ضلع اناؤ (یوپی) ۱۹۷۴ء

خطابت و امامت

۱۔ جامع مسجد انکولا ـــــ ضلع کاروار (کرناٹک) ۱۳۹۰ھ۔ ۱۹۷۱ء

۲۔ ولادت ۱۳۱۰ھ۔ ۱۸۹۲ء۔ وفات ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ۔ ۱۳ نومبر ۱۹۸۱ء شب پنج شنبہ۔

marfat.com

Marfat.com

۲۔ مسجد باغ فردوس ـــــ بھیونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر) ۱۹۷۲ء

۳۔ جامع مسجد خورد وشن ـــــ ضلع بلسار (گجرات) رمضان ۱۳۹۱ھ / اکتوبر ۱۹۷۲ء۔

۴۔ پنویل ـــــ ضلع تھانہ (مہاراشٹر) ۱۹۷۱ء

مبارکپور میں

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں شعبۂ نشریات کے انچارج کی حیثیت سے یک شنبہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ مطابق ۹ جون ۱۹۷۴ء کو آئے۔

۷ مئی ۱۹۷۴ء کو جناب علیم الدین بن صوفی علی رضا شہر اعظم گڈھ کی صاحبزادی سے نکاح ہوا۔

قلمی خدمات

۱۔ تذکرۂ غازی حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے حالات و واقعات پر مشتمل کتاب ۱۹۷۳ء میں لکھی۔

۲۔ اشک خون:۔ چند انقلابی نظموں کا مجموعہ ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔

۳۔ اشرفیہ کا ماضی اور حال:۔ تاریخ اشرفیہ پر پہلی کتاب فروری ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔

۴۔ ماہنامہ اشرفیہ:۔ فروری ۱۹۷۶ء میں اپنی مساعی جمیلہ سے الجامعۃ الاشرفیہ کا علمی دینی ترجمان جاری کیا اور جب تک ہندوستان میں سب سے اعلیٰ معیار پر جاری رکھا اور اس کے مدیر مسئول رہے۔

۵۔ حافظ ملت نمبر:۔ اس سلسلہ کی آخری اور اہم کڑی ماہنامہ اشرفیہ کا پونے چھ سو صفحات پر مشتمل حافظ ملت نمبر ہے۔ جو پریس کے حوالہ کرنے کے بعد خود یورپ کے دورہ پر چلے گئے۔ یہ نمبر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اور تاریخ اشرفیہ پر اب تک سب سے ضخیم کتاب ہے۔

اشرفیہ کا ماضی اور حال، ماہنامہ اشرفیہ کی تاریخ اور حافظ ملت نمبر کو سامنے رکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ عزیزیات اور مصباحیات کا ذخیرہ فراہم کرنے میں مولانا سب سے اوّل ہیں۔

---

marfat.com

Marfat.com

سفر ہالینڈ

۷ اگست ۱۹۷۷ء بریڈ فورڈ انگلینڈ میں ورلڈ اسلامک مشن کی دوسری عالمی کانفرنس کے موقع پر ارسال کردہ پیغام (مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ اکتوبر ۷۷ء صہ۲ تا ۵) دراصل مولانا کے سفر ہالینڈ کا سبب بنا۔ اس کانفرنس میں الجمعیۃ الاسلامیہ ہالینڈ کا وفد بھی شریک تھا جس نے کانفرنس کے دوران علامہ قمر الزماں اعظمی سے مولانا کا تعارف حاصل کیا اور ہالینڈ آنے کی دعوت دی جس کے نتیجہ میں ۲۰ جولائی ۱۹۷۸ء کو نیدرلینڈ اسلامک سوسائٹی امسٹرڈم میں انھوں نے مشیر دینیات (NEATHERLAND ISLAMIC SOCIETY AMSTERDAM) کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی اور اس ملک میں اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ دین کا کام شروع کیا۔

ہالینڈ میں کوئی مسجد شرعی اصول وضوابط کی رو سے موجود نہیں تھیں۔ اس سینٹر اور عظیم مسجد کا پروگرام شروع ہوتے ہی سب سے اہم کام مسجد کے لیے زمین کا حصول تھا۔ اس ملک میں عام طور پر زمینیں حکومت کی ہوتی ہیں۔ اور حکومت اہلِ حاجت، کسانوں، تعمیراتی اداروں اور دیگر کمپنیوں کو کرایہ پر دیتی ہے۔ چنانچہ زمین کے مسئلہ پر کوششیں شروع ہوئیں تو یہ مسئلہ پارلیمنٹ تک گیا۔ اسلامی قانون میں مسجد کے لیے زمین وقف علی الدوام ہونی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں مولانا نے عالم اسلام کے عظیم مفتیوں سے فتاویٰ حاصل کیے اور اسلامی موقف کی بھرپور پیروی کی اور زمین کے حصول کی امیدیں روبہ تکمیل ہو چکی تھیں مگر.....

ادھر سعودی حکومت، کویت اور دیگر ممالک عرب کی متواترہ وعدہ خلافیوں کے بعد مولانا نے لیبیا کی عالمی تنظیم اسلامک کال سوسائٹی سے رابطہ قائم کرکے پندرہ ملین گلڈر کی رقم منظور کرالی۔ اس رقم کی منظوری کے آثار ظاہر ہوتے ہی تنظیم کے اندر بددیانتی کے پنجے دراز ہونے لگے۔ اور یہ پروگرام بننے لگا کہ مولانا کو کسی طرح ملک سے نکلوا دیا جائے۔ مگر ملک ہالینڈ کے ہر گوشہ میں پھیلے

marfat.com

Marfat.com

ہوتے مولانا کے قدر دانوں نے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا۔ اور نتیجۃً عظیم اسلامک سینٹر کا یہ پروگرام خاک میں مل گیا

وائس آف اسلام

جولائی ۱۹۸۰ء میں انٹرنیشنل سہ ماہی میگزین (VOICE OF ISLAM) انگلش اردو نیدرلینڈز زبانوں میں جاری کیا جو تنظیمی امور کے بعض اختلافات کے باعث جاری نہ رہ سکا۔ اس کا اردو ایڈیشن دو سال تک متواتر جاری رہا تا آنکہ تنظیم (N I S) نے خود ہی اسے بند کرنے کا فیصلہ کر دیا۔

مولانا میگزین کے اجراء تک مدیر مسئول کی جملہ ذمہ داریوں پر بحسن وخوبی کارفرما رہے اس دوران مولانا کے دو مذہبی رسالے شائع ہوئے۔

(۱) فلسفۂ قربانی:۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے قربانی کی حکمتوں پر مشتمل مؤثر رسالہ ہے ۱۹۸۱ء میں طبع ہوا۔[۱]

(۲) زمین پر اللہ کا گھر:[۲] فضائل مسجد اور احکام مسجد سے متعلق یہ رسالہ اس وقت تصنیف کیا گیا تھا جب تنظیم (N.I.S) امسٹرڈم میں ایک عظیم اسلامک سینٹر کے پروگرام پر ہمہ جہت مصروفیت تھی۔

طرابلس عالمی کانفرنس[۳]

۱۴ اگست ۱۹۸۲ء کو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے علماء اور دعاۃ کی عالمی کانفرنس میں مولانا

---

[۱] فلسفۂ قربانی انگلش زبان میں بھی ہو چکی ہے۔ ۱۲

[۲] اس کا ترجمہ عربی اور انگلش زبان میں بھی ہو چکا ہے ۱۲

[۳] اس موقع کا تیار شدہ مقالہ اور دیگر تفصیلات مولانا کی فائل میں محفوظ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

نے شرکت کی اور اطراف عالم سے آنے والے علماء و مفکرین سے ملاقات کی۔ عالمی سطح پر اسلام کی اشاعت کے پروگرام اور مسلمانوں کے درپیش مسائل کا قریب سے جائزہ لیا۔ اور یہ باحوصلہ و تازہ دم ہو کر واپس آتے۔ اس کانفرنس کے دوران مولانا جن عظیم شخصیتوں سے متاثر ہوئے ان میں شام کے مفتی اعظم شیخ احمد کفتارو اور یونان کے مفتی محمد احمد نیز اسلامک کال سوسائٹی کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر محمد احمد الشریف قابل ذکر ہیں۔ اسی دوران اسلامک کال سوسائٹی کے ذمہ داروں سے مل کر آپ نے تنظیم (WIS) کے حالات پر گفتگو کی اور منظور شدہ رقم منسوخ کرادی۔ مولانا کے از خود اس عمل نے اس عالمی تنظیم کے ارباب حل وعقد کو مولانا کا گرویدہ بنا دیا۔

تنظیموں کا قیام ؎

مولانا کی مساعی سے ہالینڈ اور گرد و نواح میں کئی اسلامی تنظیموں کو غذائے زیست مل رہی ہے۔ ہالینڈ کے علاوہ فرانس، بلجیم اور جرمنی ممالک کے اہل تعلق مولانا سے دینی و علمی استفادہ کرتے ہیں،

مالٹا کانفرنس

۱۰/ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو مالٹا میں منعقدہ کانفرنس (ائمہ و دعاۃ کانفرنس) میں شرکت کی۔ جس میں امریکہ اور کناڈا اور تمام یورپین ممالک میں کام کرنے والے عظیم علماء اور مفکرین کا اجتماع ہوا۔ اور خطہ ہائے ارضی پر اسلام اور مسلمانوں کو درپیش مسائل پر غور و خوض کیا گیا۔ ؎

(حاشیہ صفحہ سابقہ) نیز کانفرنس کی مکمل کارروائی کی اخباری معلومات بھی فائل میں موجود ہیں۔ ۱۲

؎ - انوار القرآن روٹرڈم کال آف اسلام امسٹرڈم اسلامک سینٹر نیدرلینڈ مولانا کی قائم کردہ ہیں۔ ۱۲

؎ - اس کی مکمل رپورٹ مولانا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی فائل میں محفوظ ہے۔

---

marfat.com

Marfat.com

لندن کانفرنس

ویمبلے میں اسلامک کال سوسائٹی کی جانب سے ائمہ اور دعاۃ کی ایک کانفرنس ۱۲ اپریل ۱۹۸۳ء کو منعقد ہوئی جس میں خاص بات یہ تھی کہ اردو زبان بولنے والے علماء کو خاص نمائندگی نصیب ہوئی تھی۔ واضح رہے ۸۲ء کی طرابلس کانفرنس میں شرکت کے بعد مولانا نے انگلینڈ اور یورپ کے سنی علماء کو اس طرف بھی متوجہ کیا تھا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ حضرات اس تنظیم سے وابستہ ہونے کی کوشش کریں اور اس کے طرق و مسائل پر مشورے اور خطوط ارسال کیے تھے۔

بالخصوص قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کراچی، مولانا ارشد القادری انڈیا، مولانا سید سعادت علی ہالینڈ اور علامہ قمر الزماں اعظمی و مولانا شاہد رضا نعیمی انگلینڈ کو مولانا نے متوجہ کرنے کی پوری پوری کوشش کی تھی۔ بہرحال لندن کی یہ کانفرنس اردو اسپیکرس کے ہاتھ میں رہی اور کئی لحاظ سے کامیاب رہی!

مولانا نے اسی کانفرنس کے دوران اسلامک کال سوسائٹی کے ارباب حل و عقد سے ملاقات کرکے امسٹرڈم کی نئی اسلامی تنظیم (ICN) کے لیے عمارتی ضرورت کی جانب متوجہ کیا جس کے نتیجہ میں (BESEMMER STRAAT 25, AMESTERDAM) ایک خطیر رقم موصول ہوئی۔ اس کانفرنس کے اختتام پر کال سوسائٹی کا ایک وفد انڈیا آنے والا تھا جس کی خبر ملتے ہی مولانا نے ہندوستان کے سنی حلقہ کو باخبر کیا؛ بالخصوص الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے ذمہ داروں کو اطلاع دی مگر وفد ہندوستان آکر واپس بھی جا چکا لیکن اپنا کوئی نمائندہ اور کسی ادارہ کا ذمہ دار اس سے ملاقات نہ کر سکا۔

ناروے کانفرنس

marfat.com
Marfat.com

۱۳ر جولائی ۱۹۸۴ء کو ناروے کے دارالسلطنت اوسلو میں جماعت اہلسنت کی جانب سے ایک سہ روزہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں مولانا نے شرکت کی اور "اسلام میں تربیت اولاد" کے عنوان پر مقالہ پیش کیا جو پسند کیا گیا۔ ؎

قبول اسلام

اس دوران مولانا کے ہاتھ پر ڈھائی سو سے زائد غیر مسلم اسلام قبول کر چکے ہیں ؎ اور بہت سے لوگ تائب ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ اسلام و شریعت کی دعوت و تبلیغ کا یہ سلسلہ مولانا کی یومیہ مصروفیات میں داخل ہے۔ رب کریم روز افزوں ترقی و کامیابی سے نوازے۔

اوقات الصلوٰۃ اور رویت ہلال

ہالینڈ اور دیگر ممالک یورپ کا حال ہمارے اسلام آشنا ممالک سے بہت مختلف ہے۔ وہاں کے مسلمان دینی احکام و مسائل سے عموماً ناواقف اور بہت دور ہیں۔ ان سے شرعی احکام اور مذہبی پابندیاں تسلیم کرانا پھر ان پر عامل بنانا بڑا ہی صبر آزما مرحلہ ہے۔

مولانا کی اس ملک میں آمد سے پیشتر ہالینڈ، بلجیم وغیرہ کے لوگوں کے پاس اپنا کوئی مستقل اوقات الصلوٰۃ چارٹ نہیں تھا۔ لوگ محکمہ موسمیات کی ناقص خبروں پر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ عام طور پر چارٹ میں صرف جماعت کے وقت ہی کو نماز کا وقت سمجھا جاتا تھا۔ زوال کے وقت کی بھی کوئی حقیقت ہے۔ اس سے کوئی واقف نہ تھا۔ وہاں دیگر دینی علماء اس پر اس وجہ سے بھی کام کرنے سے گریز کرتے تھے کہ سال کے کئی مہینوں میں یہاں فقہ حنفی کے مطابق عشاء کا وقت آتا ہی

؎ مقالہ اور کانفرنس کی رپورٹ مولانا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی فائل میں محفوظ ہے۔

؎ ان تمام نومسلمین کی فہرست WIS آفس میں محفوظ تھی۔

marfat.com
Marfat.com

نہیں۔ مگر مولانا نے مسلمانوں کو صحیح اوقات الصلوٰۃ سے آگاہ کیا۔ اس سلسلہ میں تحقیق و تلاش کے دوران کافی دشواریاں بھی اٹھانی پڑیں[۹] کچھ دنیا وار لوگ آڑے بھی آتے۔ مگر بحمداللہ ملک اور اطراف میں اسی پر اکثر لوگوں کا عمل ہے۔ یوں ہی رویت ہلال کا باقاعدہ شرعی طور پر اہتمام کیا۔ تاکہ لوگوں میں دین کی اہمیت راسخ ہو۔

اس سلسلہ میں یورپ میں بسے ہوئے علماء کی بے احتیاطیاں حد سے متجاوز ہیں۔ بغیر کسی شرعی ثبوت کے بعض تو اتنے جری ہیں کہ اپنے ماننے والوں سے کہتے ہیں کہ میرے رسک (RISK) پر روزہ شروع کردو۔ میرے رسک پر کل عید کردو۔ گویا اس کا میں ذمہ دار ہوں۔ بعض بہت محتاط ہیں تو ٹیلی فون کی خبر کو شہادت قرار دینے کے لیے کھینچ تان کر رہے ہیں۔ عزیمت پر کسی طور عمل کرنا بہت دشوار محسوس ہوتا ہے۔

مگر الحمدللہ کہ مولانا نے ہمیشہ چاند کے معاملے میں بھی اور مسائل شرعیہ کی طرح نہایت سختی سے عمل کرنے کی تحریک چلائی اور لوگوں کو عمل پر آمادہ کیا۔ جو اس مذہب بیزار ماحول میں نہایت دشوار امر ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ شریعت و احکام شریعت کی عظمت و سطوت دلوں میں پیدا کی جاتے۔ اگر علماء نے یہ نہ کیا اور شریعت بیزار لوگوں کی خاطرداری میں صرف رخصتیں اور سہولتیں ڈھونڈتے رہے تو یہ سلسلہ کہیں جاکر تھمنے والا نہیں لوگ تو یہ چاہیں گے کہ کوئی عمل نہ کرنا پڑے۔ پھر بھی پکے سچے صالح عادل مسلمانوں میں ہمارا شمار ہوتا رہے۔ اس کے عواقب و نتائج بہت خطرناک اور دوررس ہیں۔ اسلامی علماء و مفکرین خود غور کریں۔ ہر ملک میں اس طرف توجہ کی سخت ضرورت ہے۔

المجمع الاسلامی سے تعلق

المجمع الاسلامی (مبارک پور، انڈیا) ایک خالص علمی دینی اور قومی و ملی ادارہ ہے جس

---

۹ ۔۔ اس سلسلہ کی جملہ معلومات اگر مرتب کی جائیں تو سیکڑوں صفحات کی کتاب ہوگی۔ سب مولانا کی فائل میں محفوظ ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

کا سرمایہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ ان ہی مقاصد عامہ کے لیے خاص ہے جن کے لیے اس ادارہ کی تاسیس ہوئی۔ مولانا کا اس سے دیرینہ تعلق ہے۔ اور اب تو اس کے رکن رکین بھی ہیں۔ اندازہ ہے کہ مستقبل قریب میں اس سے بھی زیادہ قوی ربط و تعلق ہونے والا ہے

۵ محرم ۱۴۰۶ھ — محمد احمد مصباحی
۲۱ ستمبر ۱۹۸۵ء

marfat.com
Marfat.com

تمہید

نقارۂ خدا

طوفان بہت شدید ہے ـــــ کفر و طغیان اور سرکشی کا طوفان، ظلم و بدکرداری کا طوفان، انسانی قدریں پامال ہو رہی ہیں ـــــ خدا کے بندے خدا سے بغاوت پر کمر بستہ ہیں ـــــ رحیم و کریم رب کی رحمت انھیں اپنی آغوش میں سمیٹنے کو بلا رہی ہے ـــــ مگر موجودہ دور کا انسانی معاشرہ اپنی خدا بیزاری میں حضرت نوح (علیہ السلام) کے باغی بیٹے کنعان کی طرح خیالی پناہ گاہوں کے زعم میں ہلاکت خیز موجوں میں کھوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ کہتے ہوئے

سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ (القرآن) — میں بہت جلد کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔

مگر طوفان نوح میں کشتیٔ نوح سے الگ رہ کر قوم نوح غرقاب ہو گئی۔ کفر و کبر کا وبال انہیں لے ڈوبا۔ اس وقت سیدنا نوح علیہ السلام نے کسی پہاڑ کی پناہ لے کر خود کو بچانے کا خیال ظاہر کرنے والے بیٹے کو جتلا دیا تھا کہ آج تمہیں خدائی عذاب سے اس رحیم و کریم رب کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا اور ایسا ہی ہوا کہ کنعان بھی اور خدا دشمنوں کے ساتھ فنا ہو گیا۔

فرمودۂ نوح کو غور سے سنیئے:

قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیْنَهُمَا — کہا، آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں، مگر جس پر وہ رحم کرے اور ان

marfat.com

Marfat.com

اَلْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿﴾ — ان کے درمیان موج آڑے آئی اور وہ غرق ہونے والوں میں سے ایک ہوگیا۔

(القرآن)

—— اے ارباب سیاست وسیادت!

—— اے صاحبان اختیار واقتدار!

—— اے دورِ حاضر کے معلمینِ تہذیب واخلاق!

—— اے عالمی اقتصاد وتمدن کے کلید برادرو!

—— اے علوم جدیدہ کے ماہرو! اور اہل ایجاد واکتشاف

—— ہلاکت خیز طوفان کی موجوں میں گرفتار انسانی دنیا کو، خدا کی مرضی کے خلاف اپنی ہوس رانی کا شکار بنانے سے باز آؤ —— امن وسلامتی کے حاساختہ فطری قانون کو ملیامیٹ نہ کرو —— ورنہ

تم خود نیست ونابود ہو جاؤ گے۔ اور ہاں۔ تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔ ڈرو! اپنے اور ساری کائنات کے خالق ومالک کی گرفت سے

جس نے،

فرعون کو بحر احمر کی موجوں میں ڈبو دیا،

نمرود کو اس کے کیفر کردار تک پہنچایا۔ ہامان وشداد کی جھوٹی خدائی کا بھرم توڑ ڈالا،

قوم نوح کے باغیوں کو فنا کرنے کے لیے ایک لاکھ چالیس ہزار مربع کلومیٹر مساحت زمین کو غرقاب کر دیا۔

مختلف ادوار میں اپنے نافرمانوں پر سنگ باری، وبا، سیلاب، خسفِ زمین اور مسخِ صورت کا عذاب اتارا،

ابرہہ کے ہاتھی والے لشکر کو ابابیلی کنکریوں سے روند ڈالا،

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ — اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ

marfat.com
Marfat.com

لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۔

(القرآن)

آپ زندہ ہے اور اوروں کو قائم رکھنے والا، اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں، وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے، جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے، اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے اس کی کرسی میں سمائے ہوتے ہیں آسمان اور زمین اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند، بڑائی والا۔

بلکتی ہوئی انسانیت پوچھتی ہے

امن و سلامتی کا حقیقی داعی کون ہے؟ کس قانون میں یہ قوت اور ہمہ گیریت ہے، جو تمام انسانوں کو من حیث الانسان اس کا حق دینے اور دلانے کے محکم اصول رکھتا ہے؟ صدیوں سے متواتر جنگ و جدال کے الاؤ میں جلتی جھلستی ہوئی انسانیت کا سچا نجات دہندہ کون ہے؟ —— یہ اس دور کا ایک چبھتا ہوا سوال ہے جو دنیا بھر کے اہل فکر و نظر کے سامنے سوالیہ نشان بن کر کھڑا ہے۔

تحقیق و تفتیش اور تلاش و جستجو اگر اخلاص مندی اور عصبیت سے بے نیاز ہو کر کی جائے تو حقیقت تک رسائی ناممکن نہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ دنیا میں امن کا قیام صرف نظام اسلام کے نفاذ ہی سے ہو سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک پیکرِ عالم کے لیے نظام اسلام ایسے ہی ہے —— جیسے جسمانی ڈھانچہ کے ساتھ لگی ہوئی خوبصورت اور مناسب جلد، جلد کے

marfat.com
Marfat.com

بغیر ڈھانچہ، اور ڈھانچے کے بغیر جلد بے معنی ہیں۔

حکمرانی خدا کی اولین مرحلہ میں ہی یہ بات ذہن نشین کر لینی ضروری ہے کہ نظامِ اسلام کا مقصد ہے "خدائی قوانین کی حکمرانی"۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (القرآن)	حکم نہیں مگر اللہ کا۔
وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهٖٓ اَحَدًا (القرآن)	وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔
اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (القرآن)	اے لوگو! اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا، اور اسے چھوڑ کر اور حاکموں کے پیچھے نہ جاؤ، بہت ہی کم سمجھ پاتے ہو۔
اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا (القرآن)	تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ چاہوں؟ اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری۔

جس خدا نے انبیاء اور کتابوں کے ذریعہ ہدایات دیں خدا جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے، جس نے انسانوں کی بھلائی اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے انواع و اقسام کی نعمتوں سے دنیا کو آراستہ کیا۔ اور اپنی پسندیدہ راہ پر چلانے کے لیے انسانوں ہی میں سے نبی اور رسول بھیجے جن پر خدائی پیغامات نازل ہوتے تھے اور وہ دنیا میں بسنے والوں کو خدا کی وحدانیت ماننے، اس کی پرستش کرنے، اور شرک و سرکشی سے باز رہنے کی تعلیم دیا کرتے تھے ـــــ ان برگزیدہ پیغمبرانِ خدا میں سے بعض پر خدا کی کتاب بھی نازل ہوتی ـــــ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام تک جتنے پیغمبر اور رسول آئے، اور ان پر جتنی کتابیں نازل ہوئیں وہ سب اصلاً خدا کی سچی کتابیں تھیں۔ آخری نبی اور خاتم المرسلین

marfat.com

Marfat.com

کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ــــ خدا کی وحدانیت، شرک سے اجتناب، ایمان بالآخرۃ، قیامت، حیات بعد الممات، حشر ونشر، جنت و دوزخ، نماز و روزہ، زکوٰۃ، حرام و حلال کی تفریق، حسنات و سیئات کا بیان، عدل و انصاف، طہارت ونظافت، خوفِ خدا، طاعت و انابت کی وہ تمام الٰہی تعلیمات جنھیں لے کر ادوار ماسبق میں سیدنا آدم علیہ السلام، سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا ادریس علیہ السلام، سیدنا ہود علیہ السلام، سیدنا صالح علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام، سیدنا اسحٰق علیہ السلام، سیدنا لوط علیہ السلام، سیدنا یعقوب علیہ السلام، سیدنا یوسف علیہ السلام، سیدنا شعیب علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا ہارون علیہ السلام، سیدنا یوشع علیہ السلام، سیدنا حزقیل علیہ السلام، سیدنا الیاس علیہ السلام، سیدنا الیسع علیہ السلام۔ سیدنا شمویل علیہ السلام، سیدنا داؤد علیہ السلام، سیدنا سلیمان علیہ السلام، سیدنا ایوب علیہ السلام، سیدنا یونس علیہ السلام، سیدنا عزیر علیہ السلام، سیدنا زکریا علیہ السلام، سیدنا یحییٰ علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام۔ (وعلیٰ نبینا افضل الصلوات والتسلیمات ابداً دائماً) تشریف لاتے رہے۔ انہی بنیادی تعلیمات اور احکام الٰہیہ کو مکمل و مبسوط شکل میں لے کر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ آخری خدائی صحیفہ قرآن مجید ہمیشہ کے لیے کامل نظام حیات کا دستور بن کر نازل ہوا ــــ ماسبق صحیفے زمانہ کی دستبرد سے محفوظ نہ رہے ان میں انسانی ہاتھوں نے ترمیم و تنسیخ کر دی، اور رد و بدل کر دیا تھا ــــ رب تعالیٰ نے تمام صحیفوں کا جامع قرآن مجید نازل فرمایا ــــ اب یہی کتاب خدائی احکام کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید صوری و معنوی ہر لحاظ سے معجزہ ہے، اور منکرین کے لیے کھلا ہوا چیلنج بھی ہے ؎

آفتاب تازہ پیدا بطن گیتی سے ہوا !
آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک !

خدا کی آخری کتاب

اب دنیا میں خیر و شر کا معیار یہی خدا کی آخری کتاب ہے۔ اسی کا فیصلہ، فیصلہ حق ہے۔ کامل، مکمل اور غیر مبدل۔

marfat.com

Marfat.com

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ — اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات سچ اور
عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ — انصاف میں اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ — اور وہی ہے سنتا جانتا۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ — وہ جو اتباع کریں گے اس رسول امی،
الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا — غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا
عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ — ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل
يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ — میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا، اور
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ — برائی سے منع فرمائے گا، اور ستھری چیزیں
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ — ان کے لیے حلال فرمائے گا، اور گندی
(القرآن) — چیزیں ان پر حرام کرے گا۔

اس کتاب الٰہی کے عجائب لامتناہی ہیں۔ رب کائنات نے اس میں ہر چیز کا بیان رکھا ہے۔ ارشاد ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ — ہم نے کتاب میں کوئی چیز چھوڑ نہیں رکھی۔

سورۂ نحل میں فرماتا ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا — ہم نے اتاری تم پر کتاب، ہر چیز کا روشن
لِّكُلِّ شَيْءٍ (القرآن) — بیان بنا کر۔

شیر خدا حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

"اگر میں چاہتا تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹوں کو بوجھل کر دیتا۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ کتاب ہر شے کے واضح بیان میں نازل ہوئی ہے، اور ہمیں قرآن ہی کے ذریعہ ان میں سے کچھ کا علم حاصل ہوا —— یہ شعر آپ کی طرف منسوب ہے۔ ؎

marfat.com

Marfat.com

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ
قرآن میں سب علوم موجود ہیں لیکن انسانی عقلوں کی وہاں تک رسائی نہیں

دین کامل خاتم الانبیاء اور سید المرسلین بن کر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے، ان کا اتباع ہی ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، اور عیسیٰ مسیح اور تمام نبیوں رسولوں کی پیروی ہے ـــــ نیز احکام قرآنی نے تمام صحف سابق سے بے نیاز کر دیا۔ قیامت تک کے لیے خدا کا پسندیدہ دین صرف اسلام قرار پایا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ	آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ	کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی،
رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا [۱۲] (القرآن)	اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔
اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ [۱۳]	بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے
وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَکَ لِلدِّیْنِ	اور یہ کہ اپنا رخ دین کے لیے سیدھا رکھ
حَنِیْفًا [۱۴] (القرآن)	سب سے الگ ہو کر۔

اب یہی صحیفہ ہدایت رہتی دنیا تک عالم انسانی کو گمراہی سے بچانے والا مینار نور ہے۔ قوموں کو اسی کے دامن میں پناہ لینے سے حقیقی امان میسر آئے گی۔ اور اسی دین اسلام اور قرآن مجید میں تمام کامیابیاں اور کامرانیاں مضمر ہیں۔ اس سے بغاوت کرنے والے اور اسے چیلنج کرنے والے دنیا و آخرت میں ہر جگہ ذلیل و خوار اور رسوا ہوں گے ـــــ کیونکہ یہی دین کامل اپنے اندر وہی امن و امان کا سامان رکھتا ہے جو کہیں اور نہیں۔

حقوقِ انسانی کے تحفظ میں اقوامِ متحدہ کی قرار داد

المنجد فی اللغۃ والاعلام میں حقوق الانسان کے تحت

پطرس حرفوش نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو پیرس میں اقوام متحدہ کی پاس کردہ قرار دادوں کا ذکر کیا ہے جسے اہم وثیقے کی حیثیت سے دنیا بھر کے ممالک میں مشتہر کیا گیا۔ اس قرار داد کی

marfat.com

Marfat.com

تیس شقیں ہیں ـــــ جن میں سے بعض یہ ہیں ؛

۱۔ ہر انسان آزاد پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے انسانی شرافت اور حقوق ہر ایک کے لیے ہوں گے اور ہر انسان عقل و ضمیر کا سرمایہ بھی رکھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر ایک دوسرے کے لیے برادرانہ برتاؤ رکھے۔

۴۔ کوئی کسی کی آزادی سلب نہیں کرے گا، اور نہ کوئی کسی کو غلام بنائے گا۔

۱۸۔ حریت فکر، آزادیٔ ضمیر اور دینی خود مختاری ہر انسان کا حق ہوگا، اور یہ حق اسے اپنے دین اور اعتقاد کی تبدیلی کا اختیار دیتا ہے۔ تعلیم و تربیت، عبادات اور دینی شعائر کے اظہار کا بھی ہر ایک کو پورا حق ہوگا۔

۲۵۔ ہر انسان کو برابر معاشی حقوق حاصل ہوں گے جو اس کی اور اس کے خاندان کی خوش گوار زندگی کے لیے کافی ہوں۔

۲۶۔ والدین کو اپنی اولاد کے تربیتی معاملات میں برتری کا حق ہوگا۔

۲۷۔ اجتماعی تہذیب کو فروغ دینے میں ہر انسان کو آزادانہ اشتراک کا پورا حق ہوگا۔[۵]

مذکورہ تمام دفعات اور قرار دادیں یقیناً آزادی اور حقوق انسانی کے تحفظ پر دلالت کرتی ہیں اور ان قرار دادوں کے ذریعہ غلامی کا خاتمہ ہو جانا چاہیے ـــــ انسانی عقل و ضمیر کی سودے بازی بند ہو جانی چاہیے ـــــ دنیا میں برادرانہ برتاؤ ابھر کر سامنے آجانا چاہیے ـــــ سیاہ و سپید اور رنگ و نسل کا امتیاز مٹ جانا چاہیے ـــــ حریت فکر اور آزادیٔ ضمیر اور خود مختاری کو فروغ ملنا چاہیے ـــــ معاش سے مجبور ہو کر جان دینے والوں کا غم غلط ہو جانا چاہیے ـــــ اور ان تمام انسانی حقوق کی بحالی میں اقوام متحدہ کے سربراہ ممالک کو سب سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے ـــــ ایسی کوشش جو ہر قسم کے تسلط اور فریب سے صاف ہو ـــــ یہی تمنا دنیا کے ہر امن پسند انسان کی ہے ـــــ اور مسلمان ہونے کے ناطے ہم اس خواہش اور تمنا میں ہر ملت اور ہر مکتب فکر سے مقدم ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

اسلامی قوانین بیسویں صدی میں اقوام متحدہ نے عالمی رائے عامہ اور اسلامی اثرات کے تحت آزادی کی دھمک محسوس کر کے جن قوانین کو منضبط کیا، ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر اسلام نے انہیں مرتب و مدون کر لیا تھا ـــــ اور نافذ کر کے اس دور کو تاریخ عالم کا حقیقی پُرامن دور ثابت بھی کر دیا۔

انسانی برابری اسلام ہی نے نفرت بھری دنیا میں وحدت انسانی کا صور پھونکا اور تقویٰ کو بزرگی کا معیار قرار دیا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (القرآن)

اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو، بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

رسول اعظم واکرم رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر مجمع صحابہ میں اس آیت پاک کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"نہ تو عربی کو عجمی پر فضیلت ہے اور نہ عجمی کو عربی پر، نہ سفید رنگ والے کو سیاہ فام پر ترجیح ہے، نہ سیاہ فام کو سفید فام پر، مگر ہاں، فضیلت صرف تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے ہے۔"

خطبہ حجۃ الوداع میں وحدت انسانی کے لیے یہ اہم منشور بھی تھا، جو رسول رحمت نے عطا فرمایا۔

اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ (الحدیث)

تمام لوگ آدم کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

فتح مکہ کے موقع پر ظالم کفار قریش کے حق میں سرورِ کائنات علیہ السلام کا خطبہ بھی اسلام میں انسانی حریت پر روشنی ڈالتا ہے، جب آپ نے فرمایا:

اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ (الحدیث) " جاؤ! تم سب لوگ آزاد ہو۔

اسلام ہی نے غلامی کو دنیا سے ختم کرنے کی عملی اور دوررس تدبیروں کو نافذ کیا تاآنکہ غلاموں نے آقاؤں سا عروج وکمال حاصل کر لیا اور غلام وآقا ایک صف میں آگئے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ بندہ نواز

وفات سے پہلے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جلیل القدر صحابۂ کرام کا ایک لشکر ایک غلام زادہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں روانہ فرمایا۔ جس کو روانہ کرتے ہوئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسامہ کے گھوڑے کی رکاب سے لگ کر پیدل چلتے رہے اور وہ ادباً سواری سے اترنے لگے تو انہیں قسم دے کر اترنے سے باز رکھا ——

عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حضرت امام زہری خلیفہ کے پاس پہنچے تو اس نے امام زہری سے مکہ مکرمہ، یمن، مصر، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ کے سرداران کے نام دریافت کیے، امام زہری نے خلیفہ کو آٹھ مقامات کے آٹھ سرداروں کے نام گنوائے —— جن میں ابراہیم نخعی سردار کوفہ کے علاوہ سب کے سب پہلے غلام تھے۔ اور اسلامی قانون کی برکتوں نے آزادی دے کر ان سب کو علم وفضل سے نوازا اور مسلمانوں کا سردار بنادیا۔

عبدالملک بن مروان جیسے عربی عصبیت رکھنے والے خلیفہ کو کہنا پڑا کہ،

" واللہ! غلاموں کو بڑے بڑے لوگوں پر سردار ہونا ہی چاہیے، حتیٰ کہ برسرِ منبر ان کے نام کے خطبے پڑھے جائیں، اور عرب ان کے نیچے بیٹھے ہوں۔ " [۱۹]

اسلام میں تعصب نہیں

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:
جو بلاوجہ جنگ کرے اور تعصب کی جانب بلائے یا تعصب

marfat.com
Marfat.com

کی بنا پر غصہ کرے، وہ جاہلیت کی موت مرے گا"

ابن ماجہ کتاب الفتن میں ہے۔ حضرت فسیلہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں ان کے والد نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ	یارسول اللہ! کیا اپنی قوم سے محبت رکھنا
اَنْ يُّحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ قَالَ	بھی تعصب ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں،
لَا وَلٰكِنْ مِّنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يُّعِيْنَ	بلکہ ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرنا ــــــ یہ
الرَّجُلُ قَوْمَهٗ عَلَى الظُّلْمِ (الحدیث) [۱۵]	تعصب ہے۔

ان فرامین رسول نے اسلامی معاشرہ سے فاسد اور جاہلی تعصب کو یک قلم باطل قرار دے دیا۔

انسان قابلِ احترام ہے

انسانیت کے ناطے ہر آدمی کا ایک دوسرے پر کچھ حق ہے اور ہر آدمی ایک دوسرے کے لیے قابلِ احترام اور لائق عزت ہے۔

اَلْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّهُمْ	تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور تمام
اِلَى اللّٰهِ اَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهٖ۔ [۱۶]	مخلوق میں خدا کا سب سے زیادہ پیارا
(الحدیث)	وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ نفع پہنچائے۔

صحیح مسلم کتاب العتق میں ہے۔

اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ عِيَالٌ (الحدیث) [۱۷] سارے لوگ ایک کنبہ ہیں۔

اسی لیے اسلام نے یہ احکام عطا فرماتے کہ:

۱۔ بلاوجہ کسی انسان کو تکلیف نہ دی جائے گی، اور کسی کی جان ومال کو نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔

۲۔ کسی شرعی جواز کے بغیر کسی سے سخت کلامی، ترش زبانی نہیں کی جائے گی، نہ کسی کی

marfat.com

Marfat.com

کی بنا پر غصہ کرے، وہ جاہلیت کی موت مرے گا"

ابن ماجہ کتاب الفتن میں ہے۔ حضرت فسیلہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں ان کے والد نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ	یارسول اللہ! کیا اپنی قوم سے محبت رکھنا
اَنْ يُّحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ قَالَ	بھی تعصب ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں،
لَا وَلٰكِنْ مِّنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يُّعِيْنَ	بلکہ ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرنا ـــــ یہ
الرَّجُلُ قَوْمَهٗ عَلَى الظُّلْمِ (الحدیث) [۲۰]	تعصب ہے۔

ان فرامین رسول نے اسلامی معاشرہ سے فاسد اور جاہلی تعصب کو یک قلم باطل قرار دے دیا۔

انسان قابلِ احترام ہے

انسانیت کے ناطے ہر آدمی کا ایک دوسرے پر کچھ حق ہے اور ہر آدمی ایک دوسرے کے لیے قابلِ احترام اور لائق عزت ہے۔

اَلْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّهُمْ	تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور تمام
اِلَى اللّٰهِ اَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهٖ۔ [۲۱]	مخلوق میں خدا کا سب سے زیادہ پیارا
(الحدیث)	وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ نفع پہنچائے۔

صحیح مسلم کتاب العتق میں ہے۔

اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ عِيَالٌ (الحدیث) [۲۲]　　سارے لوگ ایک کنبہ ہیں،

اسی لیے اسلام نے یہ احکام عطا فرمائے کہ:

۱۔ بلاوجہ کسی انسان کو تکلیف نہ دی جائے گی، اور کسی کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔

۲۔ کسی شرعی جواز کے بغیر کسی سے سخت کلامی، ترش زبانی نہیں کی جائے گی، نہ کسی کی

marfat.com

Marfat.com

تذلیل کی جائے گی۔

۳۔ ہر انسان کی مصیبت پریشانی، بیماری، بھوک، پیاس، یا آفتِ ناگہانی میں مدد کی جائیگی۔

۴۔ شرعی سزاؤں یا جنگوں کے جواز کے سوا کسی حال میں کسی کو کوئی ایذا نہ دی جائے گی۔

انسانوں پر رحم و مروّت کا برتاؤ کرنے کی تعلیم اسلام اس اسلوب میں دیتا ہے۔

اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ — رحم کرنے والوں پر رحمٰن (اللہ تعالیٰ) رحم
اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْكُمْ — فرماتا ہے تم لوگ زمین والوں پر رحم
مَنْ فِی السَّمَآءِ (الحدیث) — کرو تو آسمان والا تم لوگوں پر رحم فرمائیگا۔

مذہب کی آزادی اسلام نے ہر انسان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی آزادی دی ہے کسی کو زور، زبردستی اور ڈرا دھمکا کر مسلمان بنانا جائز نہیں۔

لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ — دین میں کچھ زبردستی نہیں۔

کتاب الاموال میں ہے کسی غیر مسلم کو اس کے دین و مذہب کی تبدیلی کے سلسلے میں مجبور ہرگز نہ کیا جائے۔

وَلَا یُكْرَهُوْنَ عَلٰی دِیْنِهِمْ — ان کے دین میں کسی قسم کا زبردستی نہ کیا جائے۔

ہر قوم کے پرسنل لا کی حفاظت کسی بھی قوم کے مذہبی معاملات میں اپنی مخل اندازی جو ان کے مذہبی امور، کلچر، تہذیب یا پرسنل لا میں خلل کے مرادف ہو، اسلام نے اسے سخت ناپسند کیا ہے۔

وَلَا یُحَالُ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ — ان کے اور ان کی شریعتوں کے درمیان
شَرَائِعِهِمْ — حائل نہ ہوا جائے۔

ہر قوم و قبیلہ اپنے اصول و قانون کے مطابق نکاح، بیاہ، شہادت، معاملات وراثت پر عمل کرنے کا پورا پورا حق رکھتا ہے۔ کتاب الاموال میں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

"یہ لوگ (غیر مسلم) اپنی شہادت کے احکام، نکاح کے معاملات، وراثت کے قوانین اور دوسرے تمام مذہبی احکام میں آزاد ہیں۔" [۲۷]

چنانچہ شریعت اسلامیہ کے قوانین جس دور میں دنیا پر رحمت بن کر نافذ تھے۔ اس دور کے غیر مسلمین انہیں اپنی ہم مذہب ریاستوں پر ترجیح دیتے تھے ـــــ اس باب میں تاریخ اسلام میں وافر مثالیں موجود ہیں ـــــ سلطان صلاح الدین ایوبی کا دور بھی ایسے واقعات سے لبریز ہے جس کا اعتراف غیر مسلم مؤرخین نے بھی کیا ہے۔

رہنمایان مذاہب اور معابد کی حفاظت

اسلام نے ہر مذہب کے رہنماؤں، عبادت کے اصولوں اور مذہبی پیشواؤں کے لیے حفاظتی احکامات سنائے ہیں۔ کتاب الخراج میں ہے:

- یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے نہ گرائے جائیں یہ لوگ ناقوس بجانے اور اپنی عید کے دن صلیب نکالنے سے نہ روکے جائیں۔
- یہ لوگ رات اور دن میں جب چاہیں عبادتی ناقوس بجائیں۔ (بااستثناء اوقات الصلوٰۃ) [۲۸]

عدل و احسان سب کے لیے

عدل و انصاف کے قوانین دوست دشمن اپنے پرائے سب کے لیے برابر قرار پاتے۔ اور کسی بھی عالم میں کسی کے لیے ناانصافی اور ظلم کا دروازہ نہیں کھولا گیا۔ بلکہ جذبۂ معاندت و مخالفت جو عدل و انصاف کی راہ میں کبھی روڑا بن کر آپڑتا ہے، اسے بھی روند ڈالنے کی تاکید کی گئی۔

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ	کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں اس بات پر
عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ۔ اِعْدِلُوْا ھُوَ	آمادہ نہ کرے کہ تم ان سے عدل نہ کرو،
اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی [۲۹]	ہر حال میں عدل کرو یہ روشن تقویٰ سے
(القرآن)	زیادہ قریب ہے۔

معاش اور حوائج زندگی سب کا حق ہے

رب کائنات نے روئے زمین کی تمام

marfat.com

Marfat.com

نعمتیں انسان ہی کے لیے پیدا کی ہیں۔ اور ان سب نعمتوں کو مل بانٹ کر انصاف سے استعمال کرنا ہر انسان کا حق ہے۔ ــــ ہوا، پانی، غذا، لباس اور تمام لوازم حیات کی طرح انسانی عقل وعلم نے جو ایجادات واکتشافات رب کائنات کی توفیق سے کی ہیں، وہ سب بھی خدا ہی کی نعمتیں ہیں ــــ اور ان کا مستحق ہر انسان ہے۔ ان ایجادات واکتشافات کو امن عالم اور انسانی اخلاقی اقدار کی تشکیل وتعمیر پر خرچ کرنا خدمت انسانیت ہے ــــ اگر اس کے غلط استعمال سے بلاوجہ انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے تو یہ اس ترقی یافتہ دنیا کے لیے باعث ننگ ہے۔ کائنات کی تمام چیزوں سے یکساں طور پر سب کو فائدہ اٹھانے کا استحقاق ہے۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ۔ ۲۰ھ (القرآن)

اور تمہارے لیے اور ان کے لیے جنہیں تم روزی نہیں دیتے ہم نے زمین میں معیشت کے سامان بنا رکھے ہیں۔

سورۂ بقرہ میں ارشاد رب العلمین ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ (القرآن)

اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے وہ سب کچھ بنایا، جو زمین میں ہے۔

سورۂ ہود میں ہے:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ۔ ۲ھ (القرآن)

زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

رزاق حقیقی تو ہر ذی روح کی روزی کا نظم فرماتا ہے ۔ اب رہ گئے انسانوں کو اپنے مفاد رذیلہ کے لیے نسلوں، قوموں اور ملکوں کو معاشی بحران کے الاؤ میں نہیں دھکیلنا چاہیے۔ خدائے کریم تو اولاد کی روزی کے بارے میں ماں باپ کو بے فکر کر رہا ہے۔ فرماتا ہے۔

لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۔ ۳۳ھ

افلاس اور تنگی کی وجہ سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالا کرو۔ ہم ہی تمہیں اور انہیں

marfat.com

Marfat.com

(القرآن) روزی دیتے ہیں۔

رازق حقیقی خدائے تعالیٰ ہے اور اس نے مومن و کافر ہر ایک کو معیشت کی مساوات عطا فرمائی ہے اب کسی انسانی طاقت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس میں رخنہ اندازی کرے۔

یہ وہ اصول حیات ہیں جو اسلام نے دنیا کو اقوام متحدہ کے وجود میں آنے سے تیرہ سو سال پیشتر عطا فرمائے۔

نفسانی بیماریوں کا خاتمہ اسلام چاہتا ہے کہ قانون الٰہ کا احترام اور خوف خدا معاشرہ میں اس طرح رچ بس جائے کہ ہر انسان دوسرے کو بھی خود جیسا سمجھ کر اس سے برتاؤ کرے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي	لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے
خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ (القرآن)	تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔

آپس میں صلح و مروت کو فروغ دو، اور تمام نفسانی بیماریاں جو باہمی اختلاف و انتشار کو ہوا دیتی ہیں ان کو قریب نہ آنے دو۔

وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا	آپس میں ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔
وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ	اور نہ ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاؤ
بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ	نہ آپس میں بغض رکھو، اور نہ آپس میں کسی
إِخْوَانًا۔ (الحدیث)	کی پیٹھ پیچھے برائی کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی

کی بیع پر بیع کرے اور تم خدا کے بندو! بھائی، بھائی بن جاؤ۔

اور یہ ان جیسی تمام رذیل خصلتوں کو جو کاشت کی زمین میں خودرو گھاس اور کانٹوں کی طرح انسانی عادتوں میں جڑ پکڑ لیتی ہیں۔ اسلام نے بیخ و بن سے اکھاڑ کر انسانیت عظمیٰ کے مقاصد تک پہنچانے والے امور کی جانب متوجہ کیا۔

انسانی اقدار اعلیٰ دنیا میں اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کا عام رجحان ہے۔ مگر اسلام

marfat.com

Marfat.com

نے جو معاشرہ تشکیل دیا اس میں عفو و درگزر، اور ایک دوسرے سے تعلقات کے دوران پیدا ہونے والی بدمزگیوں کو انگیز کرنے، اخلاق کا ثبوت پیش کرنے اور غلطیوں کو معاف کرنے کا بڑا درجہ بتایا ہے اور یقیناً یہی انسانی اقدارِ اعلیٰ کی بنیاد ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ	نیکی اور بدی کا درجہ برابر نہیں ہو
ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا	سکتا، برائی کا جواب اچھائی کے ساتھ
الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ	دو اگر تم نے ایسا طرزِ عمل اپنایا تو تم دیکھو
كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا	گے کہ اچانک تمہارا دلی دشمن دوست
إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا	بن گیا ہے، البتہ یہ دولت نہیں مل سکتی
إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ	مگر صابروں کو، اور اسے نہیں پاتا مگر
(القرآن)	بڑے نصیب والا۔

ظلم و شقاوت کی جڑیں اکھاڑ پھینکنے کا بنیادی کارنامہ انجام دینے والوں کو اولاً اپنی ذات سے ان جرثوموں کو دور کرنا چاہیے۔ پھر معاشرتی امن کے قیام میں ان اسباق کو عام بنانا چاہیے تاکہ ماحول سے بداخلاقی، دلآزاری اور ظلم و بربریت کی خاردار جھاڑیاں صاف ہو سکیں۔ عفو و درگزر اور مرحمت و مغفرت کا الہام تناس سب کیلئے اللہ فرماتا ہے۔

فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ	جس نے معاف کیا اور صلح کی راہ اختیار
عَلَى اللَّهِ (القرآن)	کی اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

گھریلو امن اسلام نے فرد سے جمعیت تک کو سنوارا، اجتماعیت کے سب سے مختصر خاکے گھر اور خاندان سے لیکر عالمگیر انسانی برادری تک کی تطہیر و تعمیر کے اصول دیئے۔ گھریلو امن لطف و لطافت، مہر و محبت، اور خدمت و اطاعت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا اہل خانہ، اولاد اور خوردوں کے ساتھ والدین کا پیار اور شفقت تو جبلی اور خلقی امر ہے، مگر جب شفقت و رأفت کے جذبات کو خداوند قدوس کی خوشنودی کا بھی سراغ لگ جاتے اور ان

marfat.com

Marfat.com

تحریکات محبت والفت کو دین و مذہب کی حمایت بھی حاصل ہو جائے پھر کیا کہنا۔ گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے اسلام نے زوجین کو برابر حقوق عطا فرمائے ہیں۔ (البقرہ، ۲۲۸) البتہ مردوں پر ذمہ داریاں زیادہ ڈالی ہیں۔ اور انھیں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی بہترین تعلیمات سے نوازا ہے

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ ۔ تم میں وہی لوگ بہتر ہیں جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھے ہیں۔ (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ ۔ تم میں اچھے وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھے ہیں۔ (مسلم)

اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ ۔ عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو (ابو داؤد)

دوسری طرف عورتوں کو تعلیم دی کہ شوہروں کو اپنی آبرو کا رکھوالا، اور اپنی عزت سمجھیں ان کا ادب واحترام ملحوظ رکھیں ——— ارشاد رسول ہے:

"عورت جب پانچ وقتوں کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (مشکوٰۃ عن انس)

اچھی بیوی کی حفاظت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"شوہر کو خوش کرے جب وہ اس کی طرف دیکھے، اطاعت کرے جب وہ کسی کام کا حکم دے نیز اپنے مال کے بارے میں کوئی ایسا رویہ نہ اپنائے جو شوہر کو ناپسند ہو۔" (نسائی عن ابوہریرہ)

اسلام نے عورت کے حقوق کی کامل رعایت کی ہے، انھیں شوہروں کی ناشکری سے منع فرمایا ہے۔ انھیں شوہر کے گھر کی ملکہ اور امور خانہ داری کی حاکمہ قرار دیا ہے ——— ایک حدیث پاک کے الفاظ مبارک یہ ہیں۔

وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ ... اور شوہر اپنے گھر والوں کا نگران ہے،

وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ ... اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی نگران ہے تو تم میں سے ہر ایک نگران

marfat.com
Marfat.com

مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔ اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کی

(متفق علیہ عن ابن عمر) بابت پوچھ ہوگی۔

اُنس ومحبت اور حق شناسی کی اسلامی زندگی گزارنے والوں کو پرورش اولاد کے سلسلہ میں ترغیب دی گئی ہے کہ انھیں عمدہ تعلیم وتربیت سے آراستہ کریں ـــــ ماں باپ کا اولاد کے لیے سب سے وقیع تحفہ یہی ہے۔

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نَحْلٍ باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں

اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔ سب سے بہتر عطیہ اس کی اچھی تعلیم و

(مشکوٰۃ عن سعید بن مسیب) تربیت ہے۔

گھر کے ماحول اور عام معاشرہ میں بڑوں کا ادب واحترام اور چھوٹوں سے شفقت ومروت کا برتاؤ بنیادی چیز ہے، اولاد کی پرورش اور اسلامی نگہداشت کے لیے مصنف کی کتاب اسلام اور تربیت اولاد کا مطالعہ کریں ـــــ اسی لیے چھوٹوں اور بڑوں کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے ان کے ساتھ فروتنی عاجزی، خوش اخلاقی اور خدمت گزاری سے پیش آنے کو بتایا گیا ہے ان کی کسی بات کا اگر ناگوار بھی محسوس کیا جائے تو اس پر اُف کہنے کی اجازت نہیں۔ خاص طور سے ماں کی خدمت کو جہاد پر ترجیح دی گئی ہے۔ اس کے قدموں تلے جنت بتائی گئی ہے۔

اَلْزِمْ رِجْلَهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ماں کے قدموں میں رہو بے شک جنت

اَقْدَامِهَا۔ (احمد، نسائی) اس کے پیروں تلے ہے۔

والدین کے حقوق کو اللہ تعالیٰ نے حقوق اللہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ۔ اور یہ کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے والدین

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ کا اور عبادت کرو اللہ کی اور اس کے ساتھ

شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ

marfat.com

Marfat.com

حسن سلوک کرو۔

اسلام میں انہی اخلاق و فرائض کے ستونوں سے پُرامن گھریلو ماحول قائم ہے۔ کھلی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے کہ عام مسلمانوں کے گھروں میں بدامنی اور شکست و ریخت کی وہ ہنگامہ خیزی ہرگز نہیں جو اور ملتوں میں برپا ہے۔ مسلمانوں کا گھریلو امن تا ہنوز ملکی و سیاسی میدانوں سے زیادہ محفوظ ہے کیونکہ گھریلو امن پر ابھی اغیار کی چھاپ کم پڑی ہے۔

ظاہر بات ہے جن گھروں میں گھریلو امور کی اسلامی تعلیمات کو بھی محض چل چلاؤ کے لیے نہیں، بلکہ احکام دین سمجھ کر سرانجام دیا جاتے گا، عفت و عصمت، دینداری و وفا شعاری سے سجایا جائے گا۔ خدمت و اطاعت کی ذمہ داریاں محسوس کی جائیں گی، اور دکھ سکھ ہر حال کو صبر و شکیب سے برداشت کیا جاتا رہے گا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جس کی اساسوں میں شامل ہوگا، وہ گھر یقیناً جنت نشاں کہے جانے کے قابل ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ صالح مسلم معاشرہ میں غربت و فلاکت، تنگ دستی و علالت اور معاشی و اقتصادی دشواریوں نے کبھی مسلمانوں کے گھروں کا امن غارت نہیں کیا ——— اور نہ ان بنیادوں پر اختلاف و انتشار نے جگہ پائی بلکہ مصائب و تکالیف کے زمانے میں ایثار و قربانی کے جلوے اور زیادہ نمایاں نظر آتے رہے ہیں کیونکہ ان گھروں کی بندش اسلامی نظام امن و محبت سے ہوئی ہوتی ہے۔

معاشرتی امن

معاشرہ اور سوسائٹی کو راست رکھنے کے لیے اجتماعی زندگی کا پورا ڈھانچہ درست کرنا ضروری ہے۔ اللہ اور یوم آخرت، جزا و سزا پر ایمان کے ساتھ ساتھ معاشرہ میں خدائی گرفت کا شدید احساس اجاگر ہونا ضروری ہے جو انسان کو رزق حلال کے اصول پر آمادہ کرے، اور حرام کی آلودگیوں سے نفرت دلائے۔ چوری، ڈاکہ زنی، رشوت ستانی، دھوکہ دہی، فریب اور گداگری جیسی لعنتوں سے محفوظ رکھے۔ ——— فرمان رسول ہے:

marfat.com

Marfat.com

"اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے کبھی نہیں کھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔" (بخاری عن المقدام بن معدیکرب)۔

رشوت ستانی، سود، غصب اور خیانت سے پاک وصاف معاشرہ، جس میں تکبر، ظلم، فحش انگاری و بدزبانی، غیبت، دوزخانی، وعدہ خلافی، عیب چینی، حسد، بدنگاہی، جھوٹی شہادت استہزاء اور تمسخر، ناجائز حمایت و طرف داری جیسی لعنتوں کو انسانی اخلاق کی بدترین بیماریاں سمجھ کر ان سے پرہیز کرایا جاتا ہے ـــــ اور وقار و سنجیدگی، سادگی، صفائی، احقاق حق و ابطال باطل، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، تعلیم و تعلم، صبر و شکر، شرم و حیا، توکل و استغناء، اخلاص و استقامت، انفاق و سخاوت، حلم و مروت، عبادت و ریاضت، دنیا سے بے رغبتی اور فکر آخرت کے اسباق عام ہوں ـــــ جہاں اپنے پرائے ہر ایک کے ساتھ انصاف و عدل کا برتاؤ کیا جاتا ہو ـــــ یقیناً وہ خیر و برکت اور امن و سلامتی کا معاشرہ ہو گا۔ اسلامی تمدن میں جذبۂ غمگساری اور اپنے بھائی کی حمایت میں خود کو تکالیف کے حوالے کرنے کی روشن مثالیں ملتی ہیں۔

خود فاقوں پر فاقے برداشت کر کے دوسروں کا شکم سیر کرنا۔

خود عالم نزع میں پانی نہ پی کر دوسرے پیاسے بھائی کو سیراب کرنے کے جذبہ میں جاں بحق ہو جانا۔

حق و صداقت کی حمایت میں گھر خاندان اور خود اپنی جان تک قربان کر دینا، اسلامی تاریخ کا طرۂ امتیاز ہے۔

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی گزر چکا ہے ـــــ ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے تو ان میں سے خدا کو وہ زیادہ محبوب ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ نفع پہنچائے صحابی رسول حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ رحمت کا ذکر اکثر فرماتے رہتے ہیں حالانکہ

marfat.com

Marfat.com

ہم لوگ تو آپس میں رحم و کرم کا برتاؤ ہی اپناتے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا أُرِيدُ الرَّحْمَةَ بِالْكَافَّةِ۔ میری مراد سارے انسانوں کے ساتھ رحم سے پیش آنا ہے۔ (الحدیث)

یہ نظریہ غلط ہے کہ معاشرہ میں فساد محض معاشی بدحالی کے باعث رونما ہوتا ہے۔ ہاں! یہ بھی ایک جزوی سبب ضرور ہے اس سے کسی کو مجال انکار نہیں ـــــ مگر معاشرتی فساد کی اس سے قوی ترین وجہ بے حیائی کا فروغ ہے۔ (جس پر مفصل بحث اس کتاب کے باب چہارم میں موجود ہے) اسی لیے اسلامی نظام میں ڈھکی، چھپی یا ظاہر و باہر ہر قسم کی بے حیائی کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔!

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔ (القرآن)

تم فرماؤ! میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی،

صالح اور پُر امن معاشرہ باہمی اتحاد اور برادرانہ فضا چاہتا ہے جہاں لوگ ایک کنبے کی طرح زندگی گزار رہے ہوں ـــــ خوشیوں میں بھی لوگوں کے ہمدوش ہوں اور دکھ درد میں بھی غم گساری کریں ـــــ اس اسلامی جذبہ کو ہی انسانی جوہر کا نام دیا جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

اگر ہو انساں کسی کے کام آؤ
ورنہ کھاؤ پیو چلے جاؤ

بیع و تجارت میں دھوکہ دہی سے احتراز، احتکار و ربا کی ممانعت و مذمت، ناپ تول میں ایمانداری اور سچائی، امانتوں کے سلسلے میں خیانت سے اجتناب، اور دیانت داری کی ترغیب پر امن اسلامی معاشرہ کی بنیادیں ہیں۔ حاکم ہوں یا محکوم عدل و انصاف پر قائم

marfat.com

Marfat.com

رہیں اور حقوق کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کریں ـــــ جس کو معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں تعلیم فرمایا ـــــ

اِجْعَلُوا النَّاسَ فِی الْحَقِّ سَوَاءً حقوق میں تمام انسانوں کو برابر رکھو، اس
قَرِیْبُهُمْ كَبَعِیْدِهِمْ وَبَعِیْدُهُمْ طرح کہ اپنے بیگانوں کی طرح اور بیگانے
كَقَرِیْبِهِمْ ۔(الحدیث) اپنوں کی طرح ہوں۔

اس کی عملی تشریح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ میں ملتی ہے جب آپ نے فرمایا ـــــ

"ہر مظلوم ضعیف میرے نزدیک قوی تر ہے، جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلا دوں اور ہر ظالم قوی میرے نزدیک کمزور تر ہے، جب تک میں اس سے مظلوم کا حق وصول نہ کر لوں"

اسلامی قانون کی نگاہ میں اپنائیت یا غیریت کی بنیادیں رنگ و نسل زبان و بیان اور وطن ہرگز نہیں ہیں۔ جو لوگ افریقی ممالک میں ہر روز ہزاروں کی ہلاکت کیڑوں مکوڑوں کی موت سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے، وہی اپنے علاقوں میں کسی معمولی سی پریشانی پر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ انہیں اپنے دہری معیار انسانیت کا جائزہ لینا چاہیے ـــــ ۱۹۱۲ء کا ذکر ہے جنوبی ایران کو برطانیہ کے زیرِ سایہ رکھنے کی پاداش میں ایک گورا سپاہی کسی وطن دوست فدائی کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس واقعہ سے انگریزوں کا قومی غرور ابھر کر سامنے آگیا۔ اس بات کو لارڈ کرزن نے جو اس وقت وزیرِ خارجہ تھے بیان دیا کہ ایک انگریز کی زندگی کی قیمت پورے ایران سے زیادہ ہے۔ اور ایسا نہیں کہ یہ قدیم نشہ وقت کی ٹھوکروں کے بعد اتر گیا ہو ـــــ اطوار و انداز میں تبدیلیاں ضرور آئی ہیں مگر یونائیٹڈ امریکہ ہو یا یورپین ممالک آج بھی ان کے کارندے جو دنیا بھر میں اپنے سیاسی مفادات تلاش کرتے ہوئے کسی حادثہ

marfat.com
Marfat.com

کا شکار ہو جائیں تو ان ممالک کے حکومتی ایوانوں میں زلزلہ آجاتا ہے ۔۔۔ چاہے انہیں کی اسکیموں اور مفاد پرستیوں کی بنیاد پر افریقی اور ایشین حکومتوں میں ہزارہا جانوں کی بربادی کشت و خون اور تباہ کاریاں برپا ہوں۔ یہ سب ان کے لیے دل چسپ سیاسی مشغلہ، اور زور بیان بازی آزمانے کا عنوان فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

اسلام نے انسان کو من حیث الانسان اتنا سر بلند کیا ہے کہ ایک خون ناحق چاہے وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں ساری دنیا کے برباد ہو جانے کے مترادف قرار دیا ہے۔ امن و محبت کی اس اسلامی ہمہ گیریت کا اقرار ہندوستان کے سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے شاہ سعود کے دورۂ ہند ۱۹۵۵ء کے موقع پر لال قلعہ کے استقبالیہ میں تقریر کے دوران کیا تھا اور بہت سی باتوں کے ساتھ نہرو نے یہ بھی کہا تھا۔

"اسلام جو ایک بڑا عظیم الشان مذہب ہے اور جس نے دنیا پر گہرے اثرات ڈالے ہیں ہندوستان میں پُر امن دوستانہ طریقے سے داخل ہوا۔ وہ اپنے ساتھ امن و صلح کا پیغام لایا۔ ہندوستان نے بھی اپنی روایات کے مطابق اس کا خیر مقدم کیا۔ اور یوں ہندوستان میں اسلام کو قائم ہونے کا موقع ملا۔ اس کے بعد مختلف لوگوں نے زور آزمائیاں شروع کیں۔ مگر وہ سیاسی میدان تک محدود رہیں۔ بعض لوگ غلطی سے آپس کی لڑائیوں کو مذہبی لڑائیاں تصور کرنے لگے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس وقت بھی مذہب کو استعمال کیا گیا ہو، مگر مجموعی حیثیت سے یہ تمام لڑائیاں محض سیاسی تھیں"۔ [۲۰]

یہ معاملہ محض تاریخ ہند کا نہیں ہے دنیا کے تمام خطوں کی تاریخ کھنگالیے تو اسلام کی انسان نوازی اور پُر امن پیغامات کی ایسی ہی جلوہ ریزیاں نظر آئیں گی۔ ہم دنیا کے جغرافیہ پر مسلمانوں کے سیاسی تسلط کا تذکرہ نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ اسلامی تعلیمات کی حقیقی روشنی پہنچا کر ضلالت و گمراہی میں ڈوبی ہوئی ذہنیت کو انسانی اقدار سے مالا مال کرنے والی" امن

marfat.com
Marfat.com

عالم" تحریک کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔

خیر امت اہل مغرب کے لیے یہ بات ہمیشہ حیران کن رہی ہے کہ معاشی و اقتصادی لحاظ سے مسلمانوں کی اکثریت زیادہ تر خوشحال نہیں رہی۔ اور ابتدائی صدیوں کے بعد مسلمانوں کا حکمران طبقہ اکثر بے اعتدالی کا شکار رہتا رہا۔ پھر بھی وہ کون سی قوت محرکہ ہے جس نے ابھرتے ہوئے شدید طوفانوں کے بالمقابل اب تک اسلام کو غیر متزلزل رکھا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ معاش، اقتصاد اور تمدن کی حدود سے بلند ہو کر دیکھنے کا شعور آجائے تو یہی شمع ہدایت کی قندیل ثابت ہو جاتے ــــ خدائے واجب الوجود کی قدرت کاملہ کی یہ نہایت روشن دلیل ہے کہ انسانی بندوبست اور محض دنیاوی جتن سے تو دنیا کے اندر بہت ساری تحریکیں چل رہی ہیں اور پنپ رہی ہیں ــــ مگر اسلام کی ترقی محض انسانوں کی کدوکاوش، جدوجہد اور اسباب و وسائل کی محتاج نہیں ہے ــــ بلکہ مسلمان حقیقی مسلمان بن کر اسلام کے خیرات و حسنات لینے میں محتاج ہیں۔

اَلْحَقُّ يَعْلُوْا وَلَا يُعْلٰى

حقانیت بلند ہیں کی جاتی وہ تو خود سر بلند ہوتی ہے ــــ ہاں ایسے بلندی مقصود ہمارے حق تک پہنچنا چاہیے ــــ ایک سوال یہ بھی ہے کہ اسلامی نظام امن قائم کس طرح ہوگا ــــ و آسمان سے فرشتوں کی جماعت آکر تو یہ کام کرنے سے رہی، تو سنو! اس اہم ذمہ داری کی تکمیل کے لیے حقیقی جانباز مسلمانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو خدا کے لیے جیتے اور خدائی مذہب کی خدمت کرتے ہوئے دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ قرآنی اصطلاح میں خیر امت کہے جانے کے حق دار وہی لوگ ہیں ــــ خیر امت طاغوتی شکنجوں میں جکڑی ہوئی ــــ اور اقتدار و نفسانیت کے نشہ میں چور مسلمانوں کی حکومتیں نہیں جو مسلمان خود اپنی ذات پر اسلامی قوانین نافذ کرنے سے معذور ہو، اس کی جانب اسلامی نظام کے نفاذ کی نسبت کرنا بھی اس پاکیزہ نظام کی توہین ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مسلمان جب تک خود کو خیر امت نہ بنالیں اس وقت ان کے ذریعہ نظام اسلامی کا نفاذ نہیں ہوتا ـــــ اور خیر امت کا معیار صاف و شفاف آئینہ کی طرح ہر مسلمان کے رو برو ہے۔ حاکم و محکوم ہر ایک اس پر اپنی زندگی کو تول سکتا ہے۔ دنیا کی تمام قوموں اور ملتوں میں اسلام اور قرآن والی ملت کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ محض اپنے ایمان اور اعمال کی بنیاد پر منظم ہوتے ہیں۔ رنگ، نسل، زبان اور حدودِ زمین ان کے لیے مابہ الامتیاز نہیں ـــــ خیر امت کے اوصاف اور باطل کے مقابلہ میں اس کی حالت کا بیان اس آیت پاک میں ملاحظہ کیجیے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ	تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں
تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ	میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ	ہو اور برائی سے منع کرتے ہو، اور
اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا	اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر کتابی
لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ	ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا۔ ان میں
الْفٰسِقُوْنَ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ	کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر، وہ تمہارا
اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ	کچھ نہیں بگاڑیں گے مگر یہی ستانا، اور
الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ [۱]	اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے پیٹھ
(القرآن)	پھیر جائیں گے، پھر ان کی مدد نہ ہوگی۔

اسی سورۂ مبارکہ میں ایک اور مقام پر خیر امت کو خبردار کیا گیا ہے کہ اگر تم درحقیقت سچے ایمان کے امانت دار ہو تو غالب رہو گے، تم پر کوئی اور غالب نہیں ہوگا۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ	اور نہ سستی کرو، نہ غم کھاؤ، تم ہی غالب
الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ [۲]	آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

مسند احمد اور نسائی میں ابولہب کی بیٹی حضرت دُرّہؓ سے روایت ہے۔

"ایک شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا، اس وقت حضور منبر پر تشریف

marfat.com

Marfat.com

رکھتے تھے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! لوگوں میں بہتر شخص کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جو سب سے اچھا قاری، اور سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا، اور زیادہ نیکی کا حکم دینے والا، برائی سے روکنے والا ہو، نیز زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔

خیر امت پر دنیا میں خدائی انعامات کا تذکرہ آیات مذکورہ میں ہوا کہ اسے دشمنوں کے مقابلہ میں ہزیمت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، بلکہ سرخروئی، فیروزمندی اور فتح و کامرانی نصیب ہو گی۔

اخروی انعامات کا کیا حد و شمار ——— سنو! خوشخبری سنانے والے سرکار سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَنِیْ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا لَا یُحَاسَبُوْنَ مَعَ کُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔	میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار کا حساب نہ ہو گا اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔

سبحان اللہ یہ ہے اخروی سرفرازی امت کے لیے کہ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے، اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار داخل جنت کیے جائیں گے۔ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل امت مرحومہ کا یہ مرتبہ اور یہ عزت ہے ——— فرماتے ہیں:

"جنت تمام انبیاء پر حرام ہو گی، جب تک میں داخل نہ ہو جاؤں، اور تمام اُمتوں پر حرام ہو گی جب تک میری امت داخل نہ ہو جائے۔"

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت کریمہ کنتم خیر امۃ الآیۃ خطبہ میں تلاوت کی۔ اور فرمایا:

"جسے یہ پسند ہو کہ خیر امت میں سے ہو تو وہ اس شرط کو پورا کرے، جو اللہ نے اس آیت پاک میں لگائی ہے، اور جو اس شرط سے موصوف نہ ہو گا، وہ ان

marfat.com

Marfat.com

لوگوں سے مشابہ ہوگا جن کی مذمت اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں کی ہے"

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۔ (القرآن) نہیں رکتے برائی سے جس کو وہ کرتے تھے۔

کتاب اسلام اور امن عالم قیام ہالینڈ کے دوران کئی اہم اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کے مواقع حاصل ہوئے۔ جہاں امن عالم کے موضوع پر دور حاضر کے محققین اور ریسرچ سکالرز کے مقالات سننے کو ملے۔ کچھ اس وجہ سے بھی اس موضوع سے دلچسپی ہوئی اور بڑا سبب مغربی ذرائع ابلاغ کا اسلام کی بنیادی تعلیمات کے بارے میں گمراہ کن رویہ جسے میں نے شدت سے محسوس کیا اور اس موضوع پر قلم اٹھایا۔

موضوع کی اہمیت جس علمی وگیرائی کی متمنی ہے ___ میں اگر اس کا خیال کرتا تو یہ حقیقت ہے کہ میری کم مائیگی مجھے یہ اقدام نہ کرنے دیتی ___ اور محرومی کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ جہاں بیٹھ کر سپردِ قلم کیا جا رہا ہے وہاں نہ علماء کا حلقہ ہے، نہ اساتذہ کی بزم، کتابوں کا ذخیرہ ہے نہ اسلامی لائبریریاں ___ ممالک عرب، ہندوستان، انگلینڈ اور ناروے کے سفروں میں لائبریریوں اور کتب خانوں سے جو کچھ مآخذ جمع کر لایا تھا انہی کو ترتیب دیا ہے۔ دی ہیگ میں مبلغ اسلام مولانا سید سعادت علی القادری بانی القادری اسلامک سنٹر کے ذاتی کتب خانے سے بھی استفادہ کیا ___ جس کے لیے میں محترم کا شکرگزار ہوں۔

نظم ونثر میں اپنی تمام تحریروں کی طرح "اسلام اور امن عالم" بھی میں اہل علم وفضل کی خدمت میں برائے اصلاح پیش کرتا ہوں۔ کسی خامی پر مطلع ہوں تو براہ کرم آگاہ فرمائیں۔

"اسلام اور امن عالم" موضوع کا احتواء میں نے جن ابواب سے کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اسلام میں انسانی عظمت کا تصور۔ ۲۔ اسلام اور نظام عدل ومساوات

۳۔ اسلامی جہاد اور اس کا مقصد ۴۔ اسلامی سزائیں امن عالم کی ضامن ہیں۔

۵۔ اسلامی انقلاب امن اور مصائب رسول۔

marfat.com

Marfat.com

جس ماحول کو سامنے رکھ کر میں نے یہ کتاب ترتیب دی ہے، قارئین جگہ جگہ اسے جھانک سکیں گے۔ —— قوی امید ہے کہ کتاب یورپین زبانوں کا جامہ پہن کر ایک بڑے طبقے کی غلط فہمیاں زائل کرے گی، اور نظام اسلام، نظام مصطفےٰ کے روشن وتاباں نقوش اس کم عصبیت ماحول کو کاروان حیات کی صحیح جہت متعین کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔

اللہ رحمان ورحیم اسے میرے لیے ذریعۂ مغفرت فرمائے آمین —— یارب! میرے دفتر عصیان کو اپنے فضل وکرم کی بارش سے دھو دے —— میرے والدین کریمین اساتذہ ومشائخ کو آخرت کی سرفرازیاں عطا فرما —— واغفر لجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن اتبعھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اسیر گنبد خضرا —— بدر القادری
شب جمعہ مبارکہ ۲ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ / ۲۶ نومبر ۱۹۸۸ء

marfat.com
Marfat.com

حوالے

۱۔ القرآن، ہود ۴۳/۱۱

۲۔ " ، ہود ۴۳/۱۱

۳۔ " ، البقرہ ۲۵۵/۲

۴۔ " ، الانعام ۵۰/۶

۵۔ " ، الکہف ۲۶۱/۱۵

۶۔ " ، الاعراف ۲/۷

۷۔ " ، الانعام ۱۱۲/۶

۸۔ " ، الانعام ۱۱۶/۶

۹۔ " ، الاعراف ۱۵۷/۷

۱۰۔ " ، الانعام ۳۷/۶

۱۱۔ " ، النحل ۸۸/۱۶

۱۲۔ " ، المائدہ ۴/۵

۱۳۔ " ، آل عمران ۱۹/۳

۱۴۔ " ، یونس ۱۰۵/۱۰

۱۵۔ المنجد فی اللغۃ والاعلام ۲۷ ویں اشاعت ص ۲۳۹، مطبوعہ دارالمشرق بیروت

۱۶۔ القرآن، الحجرات ۱۳/۴۹

۱۷۔ سنن ابی داؤد باب التفاخر بالاحساب

۱۸۔ تفسیر روح البیان للعلامۃ اسمٰعیل حقی بن مصطفیٰ البروسوی الحنفی (المتوفی ۱۱۳۷ھ) جلد ۳ ص ۳۲۱۔

۱۹۔ سنن ابن ماجہ، الباب العتق جلد ۲ ص ۴۷۱، مطبوعہ لاہور

۲۰۔ سنن ابن ماجہ، الباب العتق جلد ۲ ص ۴۷۲، مطبوعہ لاہور

۲۱۔ طبرانی بحوالہ فیض القدیر لمحمد حسن ضیف اللہ، مطبوعہ قاہرہ، جلد ۲، ص ۶۵

۲۲۔ صحیح مسلم، کتاب العتق، ص ۱۶۔

۲۳۔ سنن ابی داؤد / مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲، ص ۴۲۳۔

۲۴۔ القرآن، البقرہ ۲۵۶/۲

۲۵۔ کتاب الاموال لابی عبید، ص ۱۴۰

۲۶۔ تاریخ الطبری جزء ۴ ذکر الخبر عن وقعۃ المسلمین والفرس بنہاوند۔

marfat.com

Marfat.com

۲۷ کتاب الاموال ص ۱۴۰

۲۸ کتاب الخراج للامام الاجل ابی یوسف ص ۲۷۔

۲۹ القرآن ، المائدہ ۹/۵

۳۰ " ، الحجر ۲۰/۱۵

۳۱ " ، البقرہ ۲۹/۲

۳۲ " ، ہود ۶/۱۱

۳۳ " ، الانعام ۱۵۱/۶

۳۴ " ، النساء ۱/۴

۳۵ القرآن، حم السجدۃ ۳۳/۴۱

۳۶ " ، الشوریٰ ۴۰/۴۲

۳۷ " ، لقمان ۱۴/۳۱

۳۸ " ، النساء ۳۵/۴

۳۹ " ، الاعراف ۳۳/۷

۴۰ روزنامہ الجمعیۃ دہلی سنہ ۲/دسمبر ۱۹۵۵ء کالم ۱ ص ۳۔

۴۱ القرآن ، آل عمران ۱۱۱/۱۱۰/۳

۴۲ " ، آل عمران ۱۳۹/۳

marfat.com
Marfat.com

باب اوّل

اسلام میں انسانی عظمت کا تصوّر

قرآنی اعزاز

اسلام ہی رب کائنات کا سچا دین ہے جو اپنی حقیقی شکل میں آج بھی موجود ہے، اور قیامت تک رہے گا اور اس کے قوانین و اصول اسی خالق و مالک کی طرف سے ہیں جس نے انسان اور تمام کائنات کو پیدا فرمایا —— کسی شئی کی اہمیت و عظمت اس کے بنانے والے سے زیادہ کون جان سکتا ہے؟ —— رب کائنات نے انسان کو بنایا اور اس طرح کہ تمام مخلوقات میں ہر لحاظ سے عمدہ، بہتر اور لائق و فائق بنایا —— صوری اور معنوی حسن و کمال میں کوئی شئے انسان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حیوانات، نباتات، جمادات میں کوئی بھی تو نہیں جو انسان کی ہمسری کر سکے۔ تنومند جانور، گرانڈیل حیوانات اور خونخوار درندے سب انسان کے سامنے سرنگوں ہیں —— اسی لیے کہ اسے پیدا کرنے والے حکیم مطلق نے اس میں ایسی صلاحیتیں رکھ دی ہیں کہ اپنی عقل و تدبیر سے کام لیکر یہ انسان تمام دیگر نوامیس فطرت کو مسخر کرے، فکر و نظر، عقل و شعور سے کام لے کر ترقی کرنے کی جو غیر معمولی صلاحیت انسان کو بخشی گئی ہے کسی اور کو نہیں —— فلاسفہ نے انسانی کمالات کا غائر نظر سے جائزہ لینے کے بعد ہی یہ کہا ہے کہ انسان عالم اصغر ہے۔

اپنا رزق کھانے کے لیے ہر مخلوق کو سر زمین کی طرف جھکانا ہوتا ہے اور انسان ہے کہ اسے اپنا رزق کھانے کے لیے سر نہیں جھکانا پڑتا، بلکہ ہاتھ لقمہ کو اٹھا کر اس کے منہ تک خود پہنچا دیتا ہے —— انسان، قدرت کا ایک ایسا نمونہ ہے —— جس کے بارے میں خالق و مالک خود ارشاد فرماتا ہے:

marfat.com

Marfat.com

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ؎ (القرآن) بیشک ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا۔

ہر مخلوق کی اپنی کوئی نہ کوئی صورت ہے، مگر ان میں ہر لحاظ سے حسین وجمیل، ہر لحاظ سے بہترین وافضل انسان ہے۔ تفسیر قرطبی میں اس آیت کریمہ کے تحت ابن عربی کا قول ہے۔

لَیْسَ اللہُ تَعَالٰی خَلَقَ اَحْسَنَ مِنَ الْاِنْسَانِ فَاِنَّ اللہَ خَلَقَ حَیًّا عَالِمًا قَادِرًا مُرِیْدًا مُتَکَلِّمًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا مُدَبِّرًا حَکِیْمًا۔ ؎

اللہ تعالیٰ نے انسان سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے ان صفتوں سے نوازا، حی، عالم، بااختیار، باارادہ، متکلم، سننے والا، دیکھنے والا، مدبر اور حکیم۔

انسانی صورت کا حسن وجمال ہر شے سے افضل و برتر ہے، دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:

وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ؎ (القرآن)

اور اس (اللہ) نے تمہاری صورتیں بنائیں اور تمہاری صورتوں کو خوبصورت بنایا، اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔

قابل غور امر یہ ہے کہ حسن وجمال کا پیکر، عالم وادا کا پتلا، زیب وزینت کا یہ شاہکار رب کائنات کی سب سے خوبصورت مخلوق ہے، سب حیوانوں سے برتر وافضل ہے۔ انسان کو کس شے سے اٹھا کر یہاں تک پہنچایا گیا، خود مالک و مولا سے سماعت کیجئے۔

مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ مِنْ نُّطْفَۃٍ خَلَقَہٗ فَقَدَّرَہٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَہٗ ؎ (القرآن)

کس چیز سے اللہ نے اسے پیدا کیا، ایک بوند سے اسے پیدا کیا، پھر اس کی ہر چیز اندازہ سے بنائی۔ پھر راہ چلنا اس پر آسان کر دی۔

تمام مخلوقات میں انسان سب سے مکرم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ	اور بیشک ہم نے بڑی عزت بخشی اولادِ
فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ	آدم کو، اور ہم نے سوار کیا انھیں (مختلف
الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ	سواریوں پر) خشکی اور سمندر میں، اور رزق
مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۞ (القرآن)	دیا انھیں پاکیزہ چیزوں سے، اور ہم نے
	فضیلت دی انھیں بہت سی چیزوں پر
	جن کو ہم نے پیدا فرمایا نمایاں فضیلت،

دنیا میں عزت وکرامت کا تاج انسان کو پہنایا گیا اور بحر وبر میں اسے غلبہ عطا ہوا۔

تفسیر مواہب الرحمٰن میں آیت بالا کے تحت ایک حدیث مبارک درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ملائکہ نے عرض کی اے رب! تُو نے ہمیں اور بنی آدم کو پیدا کیا، اولادِ آدم کے لیے ایسا کیا کہ وہ کھانا کھاتے ہیں، پانی پیتے ہیں، کپڑے پہنتے ہیں، نکاح کرتے ہیں، سواریوں پر سوار ہوتے ہیں اور آرام کرتے ہیں ـــــ اور ہمارے لیے ان میں سے کچھ بھی نہیں۔ ان کے لیے دنیا میں اتنا کیا تو ہمارے حصہ میں آخرت کر دے ـــــ تو حق تعالیٰ نے جواب دیا کہ جس کے حق میں میں نے خَلَقْتُ بِيَدِيْ لَاٰيَة فرمایا، اسے اس کی طرح ہرگز نہ کروں گا جسے "کُنْ" فرما کر پیدا کیا۔

صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

عقل وعلم وگویائی، پاکیزہ صورت، معتدل قامت اور معاش ومعاد کی تدابیر اور تمام چیزوں پر استیلاء وتسخیر عطا فرما کر اور اس کے علاوہ بہت سی فضیلتیں دے کر ہم نے آدم کی اولاد کو بڑی عزت بخشی۔

کرامت انسانی کی وجہ اعظم | آدمیت کے علو مرتبت اور عظمت درجت کے اسباب میں سے سب سے عظیم سبب یہ ہے کہ خدا کے محبوبوں اور پیاری منتخب شخصیتوں کا ظہور انھی میں ہوا۔

انسان ہی میں حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ (برگزیدہ) بن کر تشریف لاتے۔

marfat.com

Marfat.com

انسانوں ہی میں حضرت نوح علیہ السلام خلیل اللہ (اللہ کے دوست) بن کر تشریف لائے۔

انسانوں ہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ (اللہ سے ہم کلام ہونے والے) بن کر تشریف لائے۔

انسانوں ہی میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ (اللہ کی راہ میں قربان ہونے والے) بن کر تشریف لائے۔

انسانوں ہی میں حضرت داؤد علیہ السلام خلیفۃ اللہ (اللہ کے خلیفہ) بن کر تشریف لائے۔

انسانوں ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ (اللہ کی روح) بن کر تشریف لائے۔

اور انسانوں ہی میں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین حبیب اللہ (اللہ کے محبوب) بن کر تشریف لائے۔

علامہ آلوسی نے انسانوں کے مکرم ہونے کی وجہ میں لکھا ہے کہ انسانیت کے لیے باعث صد افتخار یہ ہے کہ ان میں سید الاولین والآخرین حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت محمد بن کعب کا یہ قول پیش کیا:

بِجَعلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم منهم۔
بنی آدم مکرم ہیں اس سبب سے کہ حضور ان میں سے ہیں۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ۔
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

گویا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور از آدم تا عیسیٰ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کا مقدس گروہ انسانوں ہی میں آیا۔ ان کے باعث انسان کو عظمت و کرامت ملی اور نوع بنی آدم معزز ہوئے۔

مالک ارض و سماء کا یہ کرم تمام اولاد آدم پر ہے کہ انھیں اپنی پیدا کردہ تمام مخلوق پر برتری اور افضلیت عطا فرمائی۔ اور ان کے اندر ایسی صلاحیت و قابلیت رکھی کہ جن سے

marfat.com

Marfat.com

تسخیر عالم کرسکیں ؎

عروج آدم خاکی سے لرزتے جاتے ہیں انجم
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

ثریٰ سے ثریا پر

انسانی شرافت اور بزرگی کو اس طرح بھی ظاہر کیا گیا کہ اس کی اوّلین تخلیق کا تفصیلی ذکر فرمایا گیا۔ چنانچہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتب میں موجود ہے اور پھر بنی آدم کی پیدائش کے طریقہ کو مفصلاً قرآن مجید ذکر فرماتا ہے کہ ایک ناقدر قطرۂ آب سے مختلف مراحل طے کر کے انسانی ڈھانچہ تیار ہوتا ہے اور اس میں رب کائنات پھر اپنی جانب سے روح پھونکتا ہے۔ روح جو امر الٰہی جب بدن انسانی میں پھونکی گئی تو اس کی عزت افزائی اور اکرام تو ملاحظہ کیجئے کہ خالق بے نیاز اس روح کی نسبت اضافت تشریفی کے طور پر اپنی جانب فرماتا ہے۔

الَّذِیٓ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِیۡنٍ ۚ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ ؎	(اللہ) وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور تخلیق انسانی کی ابتدا مٹی کے گارے سے فرمائی پھر اس کی نسل رکھی۔ ایک بے قدر پانی کے خلاصے سے پھر اس کے (قدو قامت) کو درست فرمایا۔ اور روح پھونک دی اس میں اپنی روح۔

اس سے قبل سورۃ الحجر میں تخلیق ابوالبشر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں اپنی خاص روح پھونک کر فرشتوں کو سجدہ کا حکم فرمایا۔

فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ؎	تو جب میں اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف سے خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا۔

marfat.com
Marfat.com

پیکر انسانی میں جاری وساری روح کی نسبت ذات واجب الوجود نے خاص اپنی طرف کر کے تمام مخلوقات میں اسے معزز ومکرم بنا دیا ـــــ قرآن مجید میں اس مخصوص شرافت کا بیان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والتسلیم کی پیدائش کے باب میں سورۂ صٓ (آیت ۷۲)، اور سورۂ تحریم (آیت ۱۲) میں ہوا ہے کہ عام آدمیوں کی تخلیق میں تو نطفہ اور سلالۃ الماء کو وسیلہ اور ذریعہ بنایا۔ مگر حضرت عیسیٰ مسیح بن مریم کو بغیر باپ کے، اپنی قدرت کاملہ کا مخصوص اعجاز دکھاتے ہوئے، اپنی روح سے نوازا، اسی اعجاز قدرت کے سبب حضرت مسیح علیہ السلام کو "روح اللہ" کہا جاتا ہے۔

اس انسان کی عظمت کا اعلان اللہ کے رسول حضور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں بھی ارشاد فرمایا جو تاریخ انسانی کا جامع منشور ہے۔ تمام اولاد آدم آدمیت کے رشتے سے منسلک ہونے کی بنیاد پر کس قدر محترم ہیں۔ اس کو سرکار نے کتنی جامعیت سے بیان فرمایا ہے ـــــ بعض اجزاء جو موضوع کے مناسب ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ	انسان سارے ہی آدم کی اولاد ہیں اور
اَلَا كُلُّ مَا ثَرَةٍ اَوْ دَمٍ اَوْ مَالٍ	حضرت آدم (علیہ السلام) مٹی سے بنائے
يُدْعٰى بِهٖ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمِيْ	گئے۔ اب بڑائی کے سارے دعوے
هَاتَيْنِ۔ (الحدیث)	خون اور مال کے سارے مطالبے اور
	انتقام میرے ان پاؤں تلے روندے
	جا چکے ہیں۔

اس آئینے میں صاف دیکھا جا سکتا ہے کہ اسلام نے انسان کی عظمتوں کو کس طرح بام عروج تک پہنچایا ہے۔ انسانی خون، انسانی جان ومال اور انسانی عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ لوگو! تمہارے خون اور مال اور عزتیں

marfat.com
Marfat.com

وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ۔ ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئی ہیں۔

اسلام ہی تو ہے جس نے جاہلی ادوار کی خونریزی اور غارت گری کی رسموں کو روند ڈالا۔

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ مَوْضُوْعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ۔ دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں سے روند دیا، زمانۂ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔

تجارت میں سودی نظام جو سرمایہ کاروں کو مالدار اور مجبوروں کو اور غریب بنانے والا اصول ہے۔ اسلام نے اسے حرام قرار دیا۔

وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ۔ دورِ جاہلیت کا سود کوئی حیثیت نہیں رکھتا، پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں عباس بن عبد المطلب کا سود ہے، اب یہ ختم ہو گیا۔

اِنِّیْ اصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ مذکورہ بالا نصوص اس بات کی شاہد عادل ہیں کہ اسلام میں انسان کو من حیث الانسان جو عزت و شرف حاصل ہے، وہ کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں۔ تمام چیزیں قوت و شوکت اور عزت و عظمت کے لحاظ سے بنی آدم سے کم تر ہیں۔ بشرطیکہ انسان اپنے خلقی وقار و شوکت کو سنبھال رکھے۔ عالم کی سب اشیاء انسان کے لیے بنائی گئی ہیں۔ سب انسان کی خدمت گذار اور اطاعت کیش ہیں ـــــ زمین و آسمان، سورج، چاند ستارے، پانی، آگ، مٹی سبھی حکم الٰہی کے تحت نظام عالم کو جاری رکھنے میں لگ کر انسان کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند ✗ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار ✗ شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

سطور بالا کا غائر نظر سے مطالعہ کیجئے تو اس ذات واجب الوجود کے حضور دل کی جبین اظہار

marfat.com
Marfat.com

عبدیت سے ختم ہو جائے گی۔ جس کے قہر و جلال سے سر بفلک پہاڑ لرزہ بر اندام ہیں ــــ برق و رعد کی ہیبت ناک آواز جس کی عظمت تسبیح کا اعلان کرتی ہے ــــ کچھ بھی موجود نہیں تھا اس نے کُنْ فرمایا، بس سب کچھ ہو گیا۔ وہ قدرت والا، مالک و خالق اپنی لاتعداد مخلوق میں انسان کو کرامت اور عظمت کا مستحق قرار دے رہا ہے ــــ ساری کائنات اس کی ملک ہے جسے چاہتا ہے جب تک زندہ رکھتا ہے، اور جب جسے چاہتا ہے موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے ــــ انسان کی زندگی کے لیے رب تعالیٰ نے حیوانات و نباتات کی ان گنت زندگیوں کو قربان ہونے کے لیے بنایا۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا عظیم مقصد ہے جس کے لیے انسان کی پرورش ہو رہی ہے، وہ مطلوب و مقصود ہے "ایمان و عمل صالح"

وَالْعَصْرِ ۙ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۙ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (القرآن)

اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (القرآن)

اور میں نے جن اور آدمی اسی واسطے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اسلام کا مقصود

انسانی جان کی حرمت اور اس کا احترام آپ نے واضح فرمایا یہی کہ انسان کو اتنا عظیم درجہ اور کرامت و بزرگی سے متصف کیا ہے:

خطبہ حجۃ الوداع میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جاہلیت کی جن بنیادوں کو اپنے پیروں سے روند ڈالا ہے وہ محض عرب اور اس مخصوص زمانہ سے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ رہتی دنیا تک انسانی حقوق کے استحصال کی جو بھی جاہلی تحریک اٹھے گی، اسلام اور سچے مسلمان قرآنی قوانین کی روشنی میں ہمیشہ اس کا دفاع کرتے رہیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

اب اہل بصیرت روشنی حاصل کریں کہ تمام موجودہ خود ساختہ ازم اور قوانین، جنسیت اور نیشن کی بنیاد پر کسی انسان کو کوئی حق فراہم کرتے ہیں ـــــ سوائے اسلام کے دنیا کا کوئی قانون نہیں جو انسان کو انسان ہونے کی بنیاد پر عزت و کرامت کا مستحق قرار دیتا ہو ـــــ کوئی کسی خاندان کا ہونے کی وجہ سے دنیا کی نظروں میں معتبر ہے، کوئی کسی خاص ملک کا باشندہ ہونے کی وجہ سے امتیازی سلوک کا حقدار ہے ـــــ نسل و قوم، رنگ اور زبان کی بنیاد پر انسانوں کی تقسیم خود انسانوں کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے۔ اسلام نے انسانی اکائی کو ان محدود خانوں میں تقسیم ہونے سے بچانے میں جو موثر بنیادی اور عملی کردار ادا کیا ہے۔ وہی دراصل اقوام متحدہ کی کتاب حقوق انسانی کی کاغذی کارروائی کا بھی محرک اعظم ہے۔

تفریق ملل حکمت افرنگ کا مقصود　　اسلام کا مقصود فقط ملت آدم

انسانیت کی بنیاد پر پوری جنس انسانی ایک آدم کی اولاد ہے۔ کوئی گورا کسی کالے پر، کوئی عربی کسی عجمی پر، کوئی اونچی ذات والا نیچی ذات والے پر اپنا تفوق اور برتری نہ جتلائے۔ کسی قوم یا نسل کا دوسرے پر فوقیت ظاہر کرنا، اسلامی اصولوں کے منافی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ	اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے
خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ	تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی
مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا	میں اس کا جوڑا بنایا، اور ان دونوں سے
كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ ؎	بہت مرد و عورت پھیلا دیئے۔

ایک حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ نسل انسانی شروع ہو کر آگے بڑھی اور دنیا کے شرق و غرب میں پھیل گئی۔ علاقوں کی آب و ہوا اور بود و باش کے تفاوت کے باعث نیز نوامیس فطرت کے فرق کے سبب شکل و شباہت، رنگ اور قد میں فرق نظر آتا ہے۔ زبان و بیان میں اختلاف ضرور ہے مگر آدمیت ہر ایک میں قدر مشترک ہے ـــــ اور سب سے قیمتی عنصر یہ ہے کہ پیدائشی لحاظ سے تمام یکساں انعامات الٰہیہ یعنی انسانی صلاحیتوں سے

marfat.com

Marfat.com

نوازے گئے ہیں۔ مگر ان کا صحیح اور برمحل استعمال کر کے خدا کا تقویٰ حاصل کرنے والا انجام کار میں سب سے بہتر و افضل ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ	اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک
ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَ	عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں شاخیں اور
قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ	قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ بیشک
عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔ ؎	اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ

ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ أَكْفَاءٌ أَبُوهُمْ آدَمُ وَالْأُمُّ حَوَّاءُ —— یعنی شکل وصورت کے لحاظ سے سب انسان برابر ہیں۔ آدم علیہ السلام ان سب کے باپ اور حوا سب کی ماں ہیں۔

اس تخلیقی برابری کے باعث آدم و حوا کی سب اولاد آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند

الگ الگ قومیں اور جدا جدا خاندانوں اور قبیلوں کا مصرف یہ ہے کہ انسانوں کا باہمی تعارف آسان ہو، اور ربط و تعلق میں سہولت پیدا ہو —— ان کے ذریعہ تفاخر و مباہات یا کسی دوسرے کی تحقیر و تذلیل ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ یہی وہ قدرتی قینچی ہیں جنہوں نے انسانی سوسائٹی کے درمیان قائم بعید بعاؤ، قبیلہ و نسل، زبان و رنگ کی تمام خاردار جھاڑیوں کو کاٹ کر پھینک دیا۔ ہزار ترقی کے باوجود خودساختہ قوانین کے دلدادہ آج تک جس کی گرد راہ کو بھی نہ پا سکے یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک کی سربراہی میں آج تک دنیا کے اندر عصبیت کا عفریت مضبوط سے مضبوط تر ہو رہا ہے —— طاقتور ممالک غریب اور مفلس علاقوں کو آج تک اسی طرح ظلم وستم کا نشانہ بناتے ہیں جس طرح بڑی مچھلی چھوٹی کو لقمہ تر سمجھ کر ہڑپ کر جاتی ہے جس طرح

marfat.com
Marfat.com

امریکہ کی سرزمین پر انسانوں کے جسم میں لہو ہے، اور انسانی قدر و منزلت کی بنیاد پر امریکی انسان قابل قدر ہے، بالکل اسی طرح فلسطین، ویت نام، افغانستان، کشمیر، عراق اور افریقی ممالک کے انسان بھی قابل قدر ہیں ـــــ مگر موجودہ دنیا کے رائج نظام ہائے حکومت جوئے کی ریس کے مانند ہیں۔ جہاں ہر اسپ سوار کا مقصد محض سب سے آگے نکل جانا ہے چاہے جیسے ممکن ہو۔ اس ریس کورس میں بھی کچھ اصول ہوں گے مگر سیاسی میدان کے گھوڑے ہر قانون سے آزاد ہیں۔ ـــــ قابل غور و فکر ہے کہ ناگاساکی میں ایک ہی ضرب میں لاکھوں انسانوں کی زندگیاں ضائع کرنے والے اپنے ملک میں دو چار جانی نقصانوں پر سات سات آنسو بہا کر کس طرح انسانی خدمت اور محبت کا ثبوت دے دیتے ہیں؟

سنو اے ملک و وطن، اور زبان و قوم کے نام پر غریبوں، مفلسوں اور کمزوروں کی جان و مال سے کھیلنے والو! خدا فرماتا ہے ـــــ وہ خدا جس نے ہر انسان کو انسانیت کی بنیاد پر مکرم و محترم بنایا، اپنی بہترین مخلوق کو انسانی خودساختہ اصولوں کی بنیاد پر قتل کرنے والوں کو آگاہی دیتا ہے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ﴿القرآن﴾　　اور کسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے محترم ٹھہرایا ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔

رب تعالیٰ نسل انسانی کو فروغ دے رہا ہے، تو انسان کو یہ حق کہاں سے ملتا کہ خدائی گلستان میں خود کانٹ چھانٹ کرے، اور نسل انسانی کے سلسلہ کو منقطع کرنے کی اسکیم بنائے۔ رب کائنات کی جانب سے انسانوں کو اس ظلم کا کبھی استحقاق نہیں۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ﴿القرآن﴾　　اور اپنی اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشہ سے قتل نہ کرو ہم انھیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔

وحدت انسانی کا داعی اسلام ہے　قرآن عزیز نے انسانی وحدت کو مرتب کرنے

marfat.com
Marfat.com

برابر کا پورا پورا دسیلہ ہے۔ اس لیے کہ تمام انسان ایک ہی درخت کی پھیلی ہوئی شاخیں ہیں، سب ایک ہی جڑ سے منسلک ہیں، ایک ہی ماں باپ کی سب اولاد ہیں ـــــ انسانیت کے کسی حصے کی تباہی و بربادی اسلام کو گوارہ نہیں۔ جس طرح ایک درخت اپنے تمام پتوں اور گل بوٹوں کو قوت حیات فراہم کرتا ہے اور تیز و تند ہوا کے جھونکوں میں پتے اور شاخیں لرزنے لگتے ہیں تو درخت کی مضبوط جڑیں انھیں سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہیں ـــــ اسلام وحدت آدمیت کو برقرار رکھنے اور بنی نوع آدم کی سلامتی و بہبودی کو قائم کرنے کا داعی ہے ـــــ اسی لیے جہاں ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوتے یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (اے ایمان والو) کہا گیا ہے ـــــ اسی قرآن مجید میں تمام اولاد کو متوجہ فرماتے ہوتے یَاَیُّھَا النَّاس۔ (اے لوگو!) ـــــ اور یَابَنِیْ اٰدَمَ۔ (اے آدم کے بیٹو!) کا خطاب بھی آیا ہے ـــــ تاکہ انسانی برادری اپنی اصلیت کو فراموش نہ کر دے ـــــ اور نسلی و طبقاتی فکر کا شکار نہ ہو جائے۔ ـــــ

تمام طبقات انسانی میں قرآن مجید نے اہل ایمان کو جند اللہ (خدائی سپاہی) کی حیثیت سے منظم فرمایا ہے، تاکہ مسلمان قوانین الٰہیہ کا نفاذ سارے عالم میں کریں۔ ان خدائی سپاہیوں کو انسانی دنیا میں عملی اقدام کرنے سے پہلے تقویٰ اور پرہیز گاری کی ٹریننگ دی گئی اور بتا دیا گیا کہ اسے میدانِ عمل میں اترنے والے سپاہی یہ یقین دل پر مرتسم رہے کہ

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔ ؎ (القرآن)

پس جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھے گا اور جو کوئی ایک ذرہ برابر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔

انسانی جان کی عظمت رب کائنات کے حضور کیا ہے۔ جب ہم اسلام کے قانونِ فوجداری کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر شخص کے لیے ایک ہی پیمانہ ہے۔ نظام اسلامی میں ہر جان کی ایک قیمت ہے جو بھی کسی کو ناحق قتل کرتا ہے، وہ قتل کیا جاتا ہے ـــــ جو بھی چوری کرتا ہے اس کا ہاتھ قلم کیا جاتا ہے ـــــ جو بھی ظلم کی راہ اپناتا ہے، اس کی سرزنش کی جاتی

marfat.com
Marfat.com

ہے ـــــ قاتل چاہے امیر ہو یا غریب، راعی ہو یا رعایا، عالم ہو یا جاہل، عربی ہو یا عجمی، گورا ہو یا کالا اسلام کا قانون سب پر یکساں نافذ ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ	اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق
الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ	مارے جائیں، ان کے خون کا بدلہ لو، آزاد
وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنثَىٰ	کے بدلے آزاد، اور غلام کے بدلے غلام،
بِالْأُنثَىٰ ۚ ؎ (القرآن)	اور عورت کے بدلے عورت۔

اس آیت کریمہ نے ہر قاتل بالعمد پر قصاص کا وجوب ثابت کر دیا ـــــ احکام القرآن للجصاص میں اس آیت کے تحت ہے کہ

"جان بوجھ کر قتل کرنے والے سے قصاص (جان کے بدلے جان) لینے کا وجوب اس آیت سے ثابت ہوتا ہے، خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو، مسلمان کو یا کافر کو، مرد کو یا عورت کو، کیونکہ قتلیٰ جو قتیل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے۔ ہاں جسے دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا۔"

اسی طرح شریعت موسوی کے قوانین جو توریت شریف میں نازل ہوئے تھے اور جنہیں شریعت محمدیہ نے منسوخ نہیں فرمایا ـــــ ان میں جروح و قصاص کے بھی قوانین ہیں۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ	اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ
بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ	جان کے بدلے جان، اور آنکھ کے بدلے
وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ	آنکھ، اور ناک کے بدلے ناک اور کان
وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ	کے بدلے کان اور دانت کے بدلے
فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ	دانت، اور زخموں میں بدلہ ہے پھر جو
لَّهُ ۚ ؎۱۹ (القرآن)	دل کی خوشی سے بدلہ کرا دے تو وہ اس
	کا گناہ اتار دے گا۔

marfat.com

Marfat.com

اسلامی قانون کی ایک نمایاں خوبی قوانین اسلام کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ مجرم قاتل یا جنایت کرنے والے کو سزا یاب ہو کر وبال معصیت سے منزہ ہونے پر برانگیختہ کرتے ہیں ـــــ چنانچہ تفسیر جلالین وجمل میں آیت پاک کے حصے فَمَنْ تَصَدَّقَ بِہٖ الآیۃ کے تحت ہے کہ

"جو قاتل یا جنایت کرنے والا اپنے جرم پر نادم ہو کر وبال معصیت سے بچنے کے لیے بخوشی اپنے اوپر حکم شرعی جاری کرائے، تو قصاص اس کے جرم کا کفارہ ہو جائیگا اور آخرت میں اس پر عذاب نہ ہوگا" (تفسیر جلالین وجمل)

چنانچہ حضرت ماعز صحابی رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ کا بارگاہ مصطفوی میں حاضر ہو کر اپنے گناہ کا اعتراف کرنا اور اس بات کا اصرار کرنا کہ طَھِّرْنِی یَا رَسُوْلَ اللہِ۔ (اے اللہ کے رسول مجھے پاک کر دیجئے) اس عقیدہ کی منہ بولتی تاریخی شہادت ہے۔ جس سے تاریخ شریعت اسلامیہ کا مبتدی طالب علم بھی ناواقف نہیں۔

اسلام نے انسانیت کو خلعت وقار دیا یہ اسلام کی انسان نوازی ہے کہ اس نے طاغوتی تہذیبوں کی دلدل سے نکال کر بنی آدم کو خدا بھاتی تہذیب وتمدن کا اُجالا بخشا، اور اسے رذیل اور نامناسب عادات واطوار سے دُور رکھ کر اخلاق حسنہ اور مستحسن خصائل کے زیور سے مزین کیا۔ اسلام کی تعلیمات میں ایک باوقار انسان کی شان یہ ہے کہ وہ مذاق اور تمسخر جیسے گھٹیا کاموں سے بھی دور رہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ	اے ایمان والو! یہ بات مردوں کے
مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا	لیے مناسب نہیں کہ کچھ لوگ دوسروں کا
مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی	مذاق اڑائیں۔ عجب نہیں کہ وہ ان سے
اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا	بہتر ہوں اسی طرح عورتوں کے لیے بھی
اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ	مناسب نہیں کہ دوسری عورتوں کا مذاق

marfat.com
Marfat.com

(القرآن)　　اڑائیں عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ زنی نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو۔

انسانی فطرت کے کمزور پہلوؤں سے جو غلط عادتیں انسانوں میں داخل ہو جاتی ہیں، اسلام نے ان میں سے ایک ایک کی نشاندہی کر کے اپنے پیروؤں کو ان سے دُور و نفور رہنے کی تلقین کی یہاں ہر ایک کا تفصیلی بیان مقصود نہیں ــــ چند ایک کی جانب محض اشارہ کافی ہے انہی عیوب میں تجسس اور غیبت بھی ہے۔ اس سے بھی سختی سے روکا گیا۔ اور قرآن مجید میں غیبت کرنے والے کو اپنے مُردہ بھائی کا گوشت خور بتا کر اس حرکت سے اسلامی معاشرہ کی تطہیر کی گئی۔ ایک جگہ ارشاد ربّی ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُم بَعْضًا [۲۱] (القرآن)　　ایک دوسرے کے عیوب نہ تلاش کرو اور نہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت کرے۔

سرکشی اور عدوان، ہلاکت کا سامان ہیں۔ ان میں مبتلا ہو کر اپنی تباہی و بربادی خریدنا انسان کے لیے نامعقول امر ہے۔ اس لیے صاف صاف فرما دیا گیا کہ

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ [۲۲] (القرآن) اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

افرادِ انسانیت حضرت آدم علیہ السلام سے تا ہنوز سب ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں، اور ان کی اصلاح و تربیت کے لیے رب تعالیٰ کی جانب سے انبیاء و رسل علیہم السلام تشریف لاتے رہے ہیں ــــ ان سب مقدس پیغمبروں کی تعلیمات ایک ہی منبع نور کی کرنیں ہیں۔ بعض لوگوں کو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے خصوصی ربط ہے۔ مگر وہ ان کی تعلیمات کی گہرائیوں سے ناآشنا ہیں۔ اور بعض کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلق ہے مگر وہ ان کی حقیقی دعوت سے نابلد ہیں ــــ گاہے گاہے قرآن کریم قدیم صحیفوں کے حوالے سے کلام فرماتا ہے اور ذہن مرحمت

marfat.com
Marfat.com

فرماتا ہے کہ قرآن مجید انہی احکامات وفرامین کا تکملہ ہے جو تمام رسولانِ ماسبق علیہم السلام لے کر تشریف لاتے رہے ـــــ ایک جگہ ترغیب عمل کے سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے

اَوَلَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰىٓ ۝ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ [۲۳]

ـــــ (القرآن)

کیا اسے خبر نہیں ملی کہ موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں میں کیا مذکور تھا، وہ ابراہیم جنہوں نے پورا پورا حق ادا کر دیا یہ کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھا سکے گا، اور یہ کہ انسان کے کام آنے والی چیز وہی ہے جس کی وہ کوشش (اس دنیا میں) کر گزرے۔

امانت الٰہیہ کا امین انسان ہے

رب کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر تمام مخلوق کا سردار کیا۔ اور نت نئی صلاحیتوں سے نواز کر ان پر عظیم ترین ذمہ داری ڈالی۔ اپنی باوقار امانتوں کا امین انہی انسانوں میں سے معزز ترین طبقہ کو قرار دیا۔ خود رب العالمین اس کا بیان اپنے کلام قدیم، قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۗ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ [۲۴]

(القرآن)

بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی، آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھا لی، بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

یہ وسیع و عریض آسمان جس کی وسعتوں کا ہم اندازہ نہیں لگا سکتے، یہ زمین چاند سورج، اور زمین کی پشت پر قوی ہیکل پہاڑ ہمارے نزدیک خاموش ہیں۔ مگر ان سب کا خالق و مالک، اور ہم سب کا پیدا فرمانے والا ان سے کلام بھی فرماتا ہے۔ اپنی تمام تر وسعتوں اور عظمتوں کے باوجود

marfat.com

Marfat.com

آسمان و زمین اور پہاڑ وغیرہ کسی میں اتنا زور نہیں کہ امانتِ الٰہیہ کا بار اٹھا سکے۔ ربِ کائنات نے جب آسمانوں پر، زمین پر، پہاڑوں پر اپنی امانت پیش فرمائی تو اس امانت کی عظمت و جلالت سے سب خوفزدہ ہو گئے اور ہر ایک نے اٹھانے سے انکار کر دیا ___ ساری کائنات اس ذمہ داری کو سنبھالنے سے عاجز رہ گئی۔

امانت سے مراد

مفسرین اکرام کے نزدیک امانت سے مراد تکلیفاتِ شرعیہ ہیں جن میں عبادات، اخلاق اور ہر قسم کے قوانین شامل ہیں۔ گویا اختیار و ارادہ کی آزادی کے ساتھ اپنے کیے ہوئے اچھے اعمال کی جزا اور اعمالِ بد کی سزا اٹھانے کا عہد کرنے ہو؛ تو آسمان و زمین اور پُر ہیبت پہاڑوں نے اس بوجھ کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کر دی۔ اور صاف صاف کہہ دیا اے مالک و مولیٰ ہمیں اطاعات کے ثواب کی امید سے زیادہ، نافرمانی کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ ہم تیرے مسخر اور پابند رہ کر ہی تعمیل احکام کرتے رہیں گے۔ اے ہمارے خالق و مالک اس عظیم امتحان سے ہمیں باز رکھ،

اور یہی امانت جب حضرت آدم علیہ السلام پر اور حکمتِ الٰہیہ سے بالواسطہ تمام بنی آدم پر پیش کی گئی تو انہوں نے اسے اٹھانے کی حامی بھر لی۔ ربِ کائنات، مالک بے نیاز کی جانب سے آنے والی پیشکش کو انسان نے کس حیثیت سے قبول کیا ___؛ اس بارے میں اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر رُوح البیان میں حضرت جنید بغدادی امام الطائفہ کا قول بڑا پیارا ہے۔

"رب تعالیٰ نے حضرت آدم پر جب اپنی امانت پیش فرمائی تو اس وقت آپ کی نظر امانت اور اس کی ذمہ داریوں پر نہ تھی، بلکہ امانت پیش کرنے والے پر تھی اور پیش کرنے والے میں جو لذت و سرور تھا۔ اس نے امانت کی گرانباری کو نظر سے اوجھل کر دیا تھا۔"

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ آدم نے جب اس ذمہ کو اٹھا لیا تو رب کائنات کی رحمت و کرم نے خوش ہو کر فرمایا کہ "برداشتن از تو و نگاہ داشتن از من ___"

marfat.com

Marfat.com

اٹھانا تیرا کام ہے اور توفیق و کامیابی دینا میرا کام۔ ۲۵

اس موقع پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں صوفیائے کرام کا مسلک بہت دل نشین انداز میں فرمایا ہے ــــ تفسیر ضیاء القرآن سے ہم ایک جامع اقتباس پیش کرتے ہیں ــــ علامہ پانی پتی فرماتے ہیں،

"میں کہتا ہوں کہ اس آیت کا سیاق، اس بات کا متقضی ہے کہ یہاں جو امانت مذکور ہے اس سے وہ امانت مراد ہے جسے صرف انسان اٹھا سکتا ہے اور کوئی مخلوق اسے اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتی۔ ــــ اگر اس امانت سے مراد احکام شرعیہ ہوں۔ تو انسان کی خصوصیت نہیں، بلکہ جن اور ملائکہ بھی مکلف ہیں اسی طرح ملائکہ کی افضلیت انسان پر لازم آئے گی، کیونکہ ان کی شان تو یہ ہے کہ...

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ .... وہ دن رات تسبیح میں مصروف رہتے ہیں اور ذرا نہیں تھکتے، اور انسان کی یہ حالت نہیں اسی لیے صوفیائے کرام نے امانت کی تفسیر "نور العقل" اور "نار العشق" سے کی ہے ــــ یعنی نور عقل استدلال کے ذریعہ معرفت الٰہی حاصل کرتا ہے اور عشق کی آگ حجابات کو جلا کر معرفتِ الٰہی تک پہنچاتی ہے۔ بیشک فرشتے بھی اس کے مکرم بندے ہیں، لیکن ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک مخصوص مقام ہے جس سے آگے وہ تجاوز نہیں کر سکتے اور سوزش عشق کے باعث غیر متناہی درجات تک ترقی کرتے جانا یہ حضرت انسان کی خصوصیت ہے

فَالتَّرَقِّيْ اِلَى مَرَاتِبِ الْغَيْرِ الْمُتَنَاهِيَةِ بِنَارِ الْعِشْقِ اِنَّمَا هُوَ مِنْ خَصَائِصِ الْاِنْسَانِ

اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں،

"حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے جو نتیجہ میں نے اخذ کیا وہ یہ ہے کہ امانت سے مراد وہ استعداد ہے جو اللہ تعالیٰ نے ماہیت

marfat.com
Marfat.com

انسان میں ودلیعت کی ہے جو تجلیات ذاتیہ دائمہ کو قبول کرتی رہتی ہے۔ ملائکہ جن بھی عبادت وریاضت سے ملائکہ کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں، پھر بھی ان کے حصّہ میں تجلیات صفاتی آتی ہیں۔ تجلیات ذاتیہ کی اہلیت نہیں ہوتی۔"

آخر میں علامہ موصوف ظَلُوْمًا جَھُوْلًا۔ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انسان میں دو قوتیں ہیں ایک سَبُعیہ اور ایک بہیمیہ، سبعی قوتوں سے اس کے دل میں تفوق اور برتری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس سے وہ معرفت کی اونچی سے اونچی چوٹیوں کو سر کرتا ہے ____ اور بہیمی طاقتوں کے باعث اس میں جفاکشی اور مشقت جھیلنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جس کے باعث وہ طویل ریاضتوں اور مشکل عبادتوں کا بوجھ، صبر و تحمل سے برداشت کرتا ہوا منزل محبوب کی طرف بڑھا چلا جاتا ہے ____ اگر یہ دو قوتیں انسان میں نہ ہوتی تو وہ بھی ساحل عافیت پر خیمہ زن رہتا اور کبھی آزمائش کے تند و تیز طوفانوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار نہ ہوتا۔"

مولانا جامی رحمہ اللہ علیہ نے بھی ظَلُوْمًا جَھُوْلًا۔ کا معنی خوب کیا ہے ؎

غیر انساں کس نہ کرد قبول ✻ زانکہ انسان ظلوم بود وجہول،

انسان کے بغیر اس امانت کو کسی نے قبول نہ کیا، کیونکہ انسان ظلوم اور جہول تھا۔

ظلم او آنکہ ہستی خود را۔ ✻ ساخت فانی بقائے سرمدرا،

اس کا ظلم یہ تھا کہ اس نے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تا کہ بقائے سرمدی حاصل کرے۔

جہل او آنکہ ہر چہ جز حق بود ✻ صورت آں زلوح دل زدود،

اور اس کی جہالت یہ ہے کہ حق کے بغیر جو کچھ تھا اس نے اپنے دل کی لوح سے مٹا دیا۔

نیک ظلمے کہ عین عدلت است ✻ لغز جہلے کہ مغز معرفت است،

وہ ظلم بہت اچھا کہ جو عین عدل ہے، اور وہ جہالت بہت عمدہ ہے جو معرفت کا مغز ہے[۲۶]

marfat.com
Marfat.com

ان تمام آیات بالا اور تفاسیر و تقاریر سے یہ بات واضح اور مبرہن ہوتی ہے کہ انسان رب کائنات کی سب سے اچھی، خوبصورت، سب سے باہمت اور سب سے عظیم المرتبت مخلوق ہے۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید ✕ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند،

آسمان جس امانت کے بوجھ کو نہ اٹھا سکا۔ وہ قرعۂ فال مجھ دیوانہ کے نام نکل آیا۔

گویا ــــــ انسان ہی احسن المخلوقات ہے ــــــ انسان ہی اکرم المخلوقات ہے۔ انسان ہی اجمل المخلوقات ہے۔ رب تعالیٰ کی سب سے پسندیدہ مخلوق انسان ہے۔ بار امانت کو اٹھانے والی مخلوق انسان ہے۔

یہ ہے اسلام کے نزدیک انسان کی حیثیت، یہ ہے دین حنیف میں انسان کی وقعت یہ ہے نظام مصطفےٰ میں انسان کا احترام، اب جس مذہب میں انسان کو اتنا بڑا درجہ حاصل ہے، وہی انسان امن و سلامتی کے حقیقی راستوں، اور انسانی بہبودی کے طریقوں کو پیش کر سکتا ہے۔ لعل و جواہر کی قدر و قیمت جاننے والے ہی اس کی حفاظت و ضیافت کا بہترین بندوبست کر سکتے ہیں۔ جو لوگ انھیں بھی کانچ کی گریاں سمجھتے ہوں وہ اس کی وقعت کیا کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی سب کا رب ہے

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ رب المسلمین ہی رب العالمین ہے۔ مسلمانوں کو تخلیق کرنے والے پروردگار ہی نے ساری کائنات کی تخلیق فرمائی ہے۔ اسلام صرف ایک فرقہ ایک طبقہ کے لیے نہیں، ساری انسانیت کا مذہب ہے۔ یہی کلام الٰہی کی دعوت ہے اور یہی رسول عربی کا پیغام بھی۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ	اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو،
الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ	جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا

marfat.com

Marfat.com

قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝ الَّذِىۡ	کیا یہ امیدیں کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیز
جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا	گاری ملے، اور جس نے تمہارے لیے
وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنۡزَلَ	زمین کو بچھونا، اور آسمان کو عمارت بنایا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ	تو آسمان سے پانی اُتارا تو اس سے کچھ
بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّكُمۡ	پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ
فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا وَّ	تعالیٰ کے لیے جان بوجھ کر برابر والے
اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝ (القرآن)[27]	نہ ٹھہراؤ۔

ہم قرآن مجید پر غور کرتے ہیں تو سارے عالم کے لیے ہدایت و رحمت کا سرچشمہ پاتے ہیں۔ اور رب کائنات اپنے اس مقدس کلام میں سب عالم والوں کو اپنی رحمت والی چادر میں اس طرح سمیٹے ہوتے ہے کہ قرآن مجید کی پہلی آیت میں خود کو سارے عالم کا پروردگار ہونے کی حیثیت سے متعارف کراتا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝[28] (القرآن)	سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہاں والوں کا۔

اور سب سے آخری سورہ کا نام ______ النّاس "لوگ" فرما کر انسانوں سے اپنے خصوصی تعلق کا اظہار فرماتا ہے۔ سورۃ الناس کی تلاوت کیجیے۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝	تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب
مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ	لوگوں کا رب، سب لوگوں کا بادشاہ،
مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ	سب لوگوں کا خدا، اس کے شر سے جو
الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ	دلوں میں بُرے خطرے ڈالے اور
النَّاسِ ۝ مِنَ الۡجِنَّةِ وَ	دبک رہے، اور وہ جو لوگوں کے
النَّاسِ ۝[29] (القرآن)	دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن

marfat.com
Marfat.com

اور آدمی۔

اے لوگو! نگاہ بصیرت سے دیکھو، رب تعالیٰ اس آخری سورہ میں اپنا تعارف، سب انسانوں کا رب، سب انسانوں کا بادشاہ، سب انسانوں کا خدا ہونے کی حیثیت سے کرا رہا ہے کیا انسانوں کے لیے اس سے زیادہ شرف کی احتیاج ہے؟۔

قرآن سب کی ہدایت کے لیے ہے

اسی طرح کلام الٰہی قرآن مجید لوگوں کے لیے رحمت اور سامان ہدایت بن کر تشریف لایا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ۳۰ (القرآن) — رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۟ۙ ۳۱ (القرآن) — بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

حضور محمد رسول اللہ سب کے نبی ہیں

ذات وحدہٗ لاشریک ہی خالق کائنات ہے اور سب اسی کی مخلوق ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید اس کا پاک لازوال کلام سب کے لیے ہدایت کا مینار اور راہِ نجات ہے ـــــ اور اس کے آخری پیغمبر حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت اور ساری خدائی کے نبی ہیں۔

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۟ ۳۲ (القرآن) — اے محبوب ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ — تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا ۝ (القرآن)[۳۳] کا رسول ہوں۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۝ (القرآن)[۳۴] اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے۔

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ۝[۳۵] (القرآن) اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

رب العلمین نے اپنے آخری رسول کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ وہ رحمت تمام پوری انسانی برادری کو اپنی آغوش رحمت میں سمیٹ لے۔ حضور صرف مسلمانوں، اور مومنوں کے لیے ہی رحمت نہیں ہیں، بلکہ ساری کائنات اور ساری خدائی کے لیے رحمت ہیں ـــــ اور آپ کے کرم کا دائرہ خدائی کی کلی خدائی تک وسیع ہے۔

اسلام نے جانوروں اور چوپایوں کے حقوق کی بھی رعایت کی ہے!!

چنانچہ اسلامی نظام حیات جو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نافذ فرمایا اس میں نہ صرف افراد انسانی کے پورے پورے حقوق کی نگہداشت ہے، بلکہ حیوانات و نباتات کے ساتھ ظلم و ستم کو بھی ناروا رکھا گیا ہے ـــــ وہ اسلام ہی ہے جس نے جانوروں تک کے حقوق کے لیے قوانین مقرر کیے ہیں اور تعلیم دی ہے کہ کسی جانور پر اس کی اوقات سے زیادہ بوجھ ہرگز نہ لادا جائے ـــــ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ احساس تھا کہ میرے حدود خلافت میں اگر کوئی خارشی بکری اپنے مرض کا علاج نہ پا سکی تو مجھے خوف ہے کہ رب تعالیٰ کے حضور مجھ سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام عاملین (گورنروں) کو یہ حکم جاری فرمایا تھا کہ کسی اونٹ پر چھ سو رطل سے زیادہ وزن ہرگز نہ لادا جائے ـــــ یہ انہی پاکیزہ تعلیمات کا اثر ہے، جو رسول آخر الزماں سید ناسرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا

marfat.com
Marfat.com

کر دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"ایک انصاری کا اونٹ سرکش ہو کر بھاگ گیا، وہ انصاری حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا یارسول اللہ! میرا اونٹ سرکش ہو کر فرار ہو گیا ہے اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کے نزدیک جا سکوں، کیونکہ میں ڈرتا ہوں وہ مجھے ہلاک نہ کر دے ——— حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹ کی طرف چلے، جب اونٹ نے حضور کو دیکھا تو آواز نکالتا ہوا آیا اور حضور کے آگے اپنا سر رکھ دیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری سے فرمایا:

اَرٰی بَعِیْرَکَ یَشْکُوْکَ	یہ اونٹ تمہاری شکایت کر رہا ہے۔
فَاَحْسِنْ اِلَیْهِ فَجَآءَ بِحَبْلٍ	اس کے ساتھ اچھا سلوک رکھو پھر رسی
فَاَلْقَاهُ بِرَاْسِهٖ [۳۶]	لے کر اس کے سر میں ڈال دی اور اس کے حوالے کر دیا۔

جس قانون کی نگاہ جانوروں اور چوپایوں کی تکالیف پر اتنی گہرائی سے پڑ رہی ہے کیا کوئی ذی عقل یہ باور کر سکتا ہے کہ وہ قانون انسانی حقوق کے کسی گوشہ کو اپنی فیض رسانیوں اور شاہانہ رحمت سے محروم رکھے گا۔!

رسول رحمت صلے اللہ علیہ وسلم ذی روح کے حقوق کی نگہداشت کے لیے حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اِتَّقُوا اللّٰهَ فِیْ هٰذِهِ الْبَهَآئِمِ	ان حیوانات کے معاملے میں خدا کا خوف
الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً	کرو جو بول نہیں سکتے ان پر سواری کرو
وَاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً۔	جبکہ وہ اس کے قابل ہوں اور انہیں

marfat.com
Marfat.com

(رواہ ابوداؤد) چھوڑ دو جبکہ وہ اچھی حالت میں ہوں۔

سواری کے جانور پر بیٹھے بیٹھے دیر تک رک کر کسی سے باطمینان بات چیت کرنے لگنا بھی اس جاندار کی حق تلفی ہے، ایسے میں جانور کو آرام دینے کے لیے سواری سے نیچے اتر آنا چاہیے۔ اسلام نے یہی تعلیم دی ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لَا تَتَّخِذُوا ظُهُورَ دَوَابِّكُمْ كَرَاسِيَ اپنے حیوانات کی پشتوں کو کرسیاں نہ

(رواہ احمد وحاکم) بناؤ۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کے چہرے پر مارنے اور اسے داغنے سے منع فرمایا ہے۔"

اسلامی تعلیمات کے مطابق بعض اوقات حیوانوں کے ساتھ رحم و شفقت کے باعث انسان جنت کا مستحق بن جاتا ہے اور ان کے ساتھ سنگ دلی، بے مروتی اور ظلم کرنے کی وجہ سے عذاب میں ڈالا جاتا ہے۔

بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں؛

"رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک آدمی کہیں جا رہا تھا اسے سخت پیاس لگی، تلاش کرنے پر ایک کنواں ملا وہ اس میں اترا اور پانی پی کر باہر نکل آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا ہے، اور پیاس کی شدت سے مٹی چاٹ رہا ہے اس آدمی نے سوچا کہ یہ کتا بھی پیاس کی شدت سے اسی طرح بے تاب ہو رہا ہے جس طرح کہ میں بے تاب ہو رہا تھا ــــ وہ دوبارہ کنویں میں اترا، اور اپنے چمڑے کے موزے کو پانی سے بھر کر منہ سے تھامے باہر آیا اور کتے کو پانی پلایا۔"

فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ ۔ فَقَالُوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو پسند

marfat.com
Marfat.com

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنَّ لَنَا فِی الْبَھَائِمِ اَجْرًا؟ فَقَالَ نَعَمْ فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبَۃٍ اَجْرٌ (رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ)	کیا اور اسے بخش دیا لوگوں نے سوال کیا کہ چوپایوں پر بھی رحم کرنے سے ثواب ملتا ہے یارسول اللہ! آپ نے فرمایا، ہر جگر دار، چارہ کھانے والے کے ساتھ رحم پر ثواب ملتا ہے۔

خدا کی بے زبان مخلوق حیوانات، چرند پرند کے ساتھ سنگدلی اور ظلم کا برتاؤ غضب ربانی کا موجب ہوتا ہے، انہیں بلاوجہ ستانا، مار ڈالنا اور لطف اندوزی کے لیے انہیں ایذا دہی کا کھیل کھیلنا اسلام میں سخت ممنوع ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ

"ایک عورت محض ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں ڈالی گئی کہ اس نے اسے باندھ رکھا تھا، نہ اسے کھانے کو دیا اور نہ ہی آزاد کیا کہ وہ زمین پر رینگنے والی چیزیں کھالیتی"

تمام مخلوقات میں انسان کو یقیناً معزز بنایا گیا ہے ــــ اور خالق کائنات نے اشیاء کو انسان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بنایا ہے۔ ــــ مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ انسان خدا کی مخلوق کو اپنے من مانے ظالمانہ طریقوں سے بازیچۂ اطفال بناتا رہے۔ حلال جانوروں کے گوشت سے انسانی غذا مہیا ہوتی ہے ــــ مگر ان جانوروں کو بھی ذبح کرنے کے آداب ہیں کہ انہیں کم سے کم اذیت ہو ــــ اور اسلامی طریقہ ذبح ہی ترقی یافتہ تحقیق کے مطابق جانوروں کے لیے کم سے کم تکلیف دہ ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح مسلم سے حضرت شداد بن اوس کی روایت کا مختصر سا حصہ نقل کیا جاتا ہے ــــ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ	اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے
وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَہٗ وَ	ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک کو چاہیے

marfat.com
Marfat.com

لیُرِحْ ذَبِیْحَتَہٗ۔ (رواہ مسلم عن شداد بن اوس) کہ اپنی چھری تیز کرلے اور ذبح ہونے والے جانور کو راحت پہنچائے (یوں ذبح کرے کہ جانور زیادہ دیر تک نہ تڑپے اور بآسانی جان نکل جائے۔)

اور آقا ومولیٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ترہیب فرمائی ہے۔

"جس نے کسی گوریا یا اس سے بھی چھوٹی چڑیا کو ناحق قتل کیا تو اس کے بارے میں خدائے تعالیٰ بازپرس فرمائے گا، پوچھا گیا یا رسول اللہ! چڑیوں کا حق کیا ہے؟ تو حضور نے ارشاد فرمایا" ان کا حق یہ ہے کہ ان کو ذبح کرکے کھایا جائے، اور سرکاٹ کر یونہی پھینک نہ دیا جائے۔ (المشکوٰۃ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص)

اس حدیث پاک نے بتلایا کہ خلق خدا جانداروں کی اسلام میں کیا قدر و منزلت ہے اور دین فطرت نے ذوی الارواح کے دکھ درد اور ان کی تخلیقی مقصدیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔

قابل غور ہے کہ اسلام نے یہ احکام و قوانین اس وقت دئے جب انسانوں پر انسانی پنجۂ استبداد نے وحشیات تنگ کر رکھا تھا ــــ ظلم و بربریت سے زمین کا سینہ اُبال کھا رہا تھا روم و ایران کی استبدادی حکمرانی کے درمیان انسانی عظمت و اقدار چکنا چور ہو رہی تھی ــــ اس کا ایک معمولی حصہ یہ بھی تھا کہ انسانوں کو درندوں سے لڑایا جاتا تھا، جانوروں کی جانوروں سے بازی کی جاتی، اور سُرخ سُرخ انسانی خون شرارے مارتے ہوا اُچھلتا تو تماشا بینوں کی تالیاں بجتیں اور شور مسرت اُبل پڑتا۔

آئیے تاریخ اخلاق یورپ" سے اس سلسلہ میں رومی قوم کی حالت دیکھتے چلیں۔

رومی قوم میں سیاتی کے نام سے انسانوں کو انسانوں سے جان لیوا لڑائیاں کرائی جاتیں، کبھی انسانوں کو خونخوار جانوروں سے لڑایا جاتا، ان لوگوں میں اس رسم کو مذہبی حیثیت حاصل تھی، ان کے خیال میں ایسا کرنے سے روحوں کو خوشی حاصل ہوتی تھی، اسی لیے وہ لوگ یہ خون آشام تماشہ قبرستانوں میں کیا کرتے

marfat.com

Marfat.com

تھے۔ بعد میں یہ رسم اتنی ترقی کر گئی کہ ہر خوشی مسرت کے موقع پر، شادی غمی پر، جنگ میں کامیابی وغیرہ کے مواقع پر انسانی جان سے کھیلنے کا تماشا ہونے لگا۔ اور ایک موقع پر سیکڑوں سیافوں (لڑنے مرنے والوں) کی جانیں چلی جاتیں ـــــ زمانہ آگے بڑھا تو کچھ بادشاہوں نے اس پر پابندی لگانے کے قوانین بنائے مثال کے طور پر آگسٹس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے یہ قانون بنایا تھا۔

"ایک موقع پر ایک سو بیس سے زائد سیافوں کو اپنے کرتب دکھانے کی اجازت نہ دی جاتی، اور کوئی شخص یہ تقریب خون ریز سال میں دو بار سے زیادہ نہ منائے۔"

(تاریخ اخلاق یورپ باب ۲، اخلاق قبل مسیح)۔

انہی لوگوں سے مستعار لے کر بعض دیگر اقوام میں سے بعض میں تادیر یہ خطرناک تماشا کاری رائج رہی۔ تا آنکہ اسلام کی روشنی نے تہذیبوں کی کثافت چاک چاک کر دی۔

رسول خاتم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جاندار جانوروں کو تختۂ مشق اور سامانِ تماشا بنانے سے منع فرمایا۔ اور ایسا کرنے والوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ صحیحین میں ہے۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّخَذَ شَیْئًا فِیْہِ الرُّوْحُ غَرَضًا۔	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت بھیجی ہے جو کسی ذی روح کو بطور نشانہ استعمال کرتا ہے۔

اور فرمایا کہ جس کسی نے ایک چڑیا کو بھی کھیل کے طور پر قتل کیا، تو وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے فریاد کرے گی کہ اے اللہ اس نے مجھے کھیل کے لیے مار ڈالا کسی فائدہ کے لیے نہیں ـــــ شریعت اسلامیہ میں جانوروں کو باہم لڑانا، ان کو نشانہ بنانا، ان کے چہرے کو جھلسانا، انہیں گرم سلاخوں سے داغنا ممنوع ہے ـــــ رسول رحمت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے گدھے کو دیکھا جس کے چہرے پر داغا گیا تھا۔ تو فرمایا جس شخص نے یہ کام کیا ہے، اس پر خدا کی لعنت" ـــــ ابو داؤد میں چڑیا کے ان بچوں کا واقعہ آیا ہے جنہیں

marfat.com
Marfat.com

صحابہ نے پکڑ لیا تھا اور ان کی ماں پر کھولے منڈلانے لگی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر بے چین ہو گئے تھے، اور انھیں چھڑوا دیا تھا ——— اسی طرح چیونٹیوں کی بلیں جن میں لوگوں نے آگ لگا دی تھی، رسول رحمت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو لوگوں کو اس کام سے باز رہنے کا حکم دیا۔

marfat.com
Marfat.com

حوالے

۱ القرآن، التین ۹۵/۴،۳
۲ تفسیر احکام القرآن تحت آیت مذکورہ علامہ ابوبکر جصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ
۳ القرآن، التغابن ۶۴/۳
۴ " ، عبس ۸۰/۱۷،۱۸،۱۹
۵ " ، بنی اسرائیل ۱۷/۷۰
۶ " ، ابن عساکر عن انس رضی اللہ عنہ۔
۷ تفسیر خزائن العرفان للعلامۃ الشیخ محمد نعیم الدین المراد آبادی علیہ الرحمۃ
۸ القرآن ، السجدہ ۳۲/۷،۸،۹
۹ " ، الحجر ۱۵/۱۹
۱۰ ابوداؤد، ابن ماجہ مناسک باب مرض النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔
۱۱ القرآن ، العصر ۱۰۳/۱،۲،۳
۱۲ " ، الذاریات ۵۱/۵۶
۱۳ " ، النساء ۴/۱
۱۴ القرآن، الحجرات ۴۹/۱۳
۱۵ " ، الانعام ۶/۱۵۱
۱۶ " ، بنی اسرائیل ۱۷/۳۱
۱۷ " ، الزلزال ۹۹/۷،۸
۱۸ " ، البقرہ ۲/۱۷۷
۱۹ " ، المائدہ ۵/۴۵
۲۰ " ، الحجرات ۴۹/۱۱
۲۱ " ، البقرہ ۲/۱۹۵
۲۲ " ، النجم ۵۳/۳۶،۳۷،۳۸،۳۹۔
۲۳ القرآن ، الاحزاب ۳۳/۶،
۲۴ تفسیر روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی بن مصطفےٰ الحنفی بروسوی، متوفی ۱۱۳۷ھ، تحت آیت مذکورہ بالا
۲۵ تفسیر ضیاء القرآن للعلامۃ پیرکرم شاہ الازہری جلد ۴، ص ۱۰۳، ۱۰۴
۲۶ القرآن، البقرہ ۲/۲۱، ۲۲

marfat.com
Marfat.com

۲۷ القرآن، البقرہ ۲/۲۱، ۲۲

۲۸ " ، الفاتحہ ۱/۱

۲۹ " ، الناس ۱۱۴/ ۱تا۵

۳۰ " ، البقرہ ۲/ ۱۸۵

۳۱ " ، الفرقان ۲۵/۱

۳۲ " ، السبا، ۳۴/۲۸

۳۳ " ، الاعراف ۷/ ۱۵۸

۳۴ القرآن ، الاعراف ۷/ ۱۵۸

۳۵ " ، الانبیاء ۲۱/ ۱۰۷

۳۶ " ، الکوثر ۱۰۸/۱

۳۷ " ، الخصائص الکبریٰ للعلامۃ جلال الدین السیوطی، المتوفی ۹۱۱ھ جلد ۲، ص ۵۸۔

marfat.com
Marfat.com

باب دوم

اسلام اور نظام عدل و مساوات

دنیا میں امن و سلامتی کا قیام صرف وہی نظام کر سکتا ہے جو انسانی خود بردو اور دسیسہ کاریوں سے مامون و محفوظ ہو، جس کے نفاذِ عمل کی زمام ایسے ہاتھوں میں ہو جو انسانی ہمدردی کی تڑپ کے ساتھ ساتھ اپنے قلوب میں اپنے پیدا کرنے والے کا خوف رکھتے ہوں، جو خالقِ کائنات پر یقین رکھتے ہوں، اور ان کے سینے میں یہ احساس زندہ ہو کہ ہمیں بھی اپنے اعمال و کردار کا پورا پورا حساب چکانا ہے۔ اس احساس کے بغیر کوئی [illegible] ظلم و سرکشی کے چنگل سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ صرف اسلام اپنے اندر یہ ساری صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اسلام میں اصل قانون اللہ کا قانون ہے، حاکم اعلیٰ صرف وہی پروردگار ہے۔ اور نفاذِ قانون کے سلسلہ میں ہر وہ ادارہ، جماعت یا ریاست کا سربرآوردہ ہوگا، اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ وہ ایمان باللہ، ایمان بالرسل اور یوم الحساب پر مستحکم ہو، اور قوانین اور احکام الٰہیہ کا سب سے زیادہ اپنی ذات پر نفاذ کرنے والا ہو جسے تقویٰ اللہ کے جامع لفظ میں سمیٹ دیا گیا ہو۔

ارشاد رب العالمین ہے:

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ (القرآن) — حکم نہیں مگر اللہ کا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ

اور کسی مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور رسول کسی چیز کا فیصلہ کر دیں تو انھیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے، اور جو حکم (فیصلہ)

marfat.com

Marfat.com

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝[۲] (القرآن) — نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا بیشک وہ کھلی گمراہی میں بہک گیا۔

اسلامی مساوات کے بنیادی خطوط

ان خدائی قوانین نے اسلام کو منظم اور مرتب کیا۔ اور نا قدینِ قانون کو اسلامی سانچے میں ڈھلنے کی تاکید فرمائی۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۝[۳] (القرآن) — تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار ہے۔

ان خدائی قوانین سے کوئی بلند و بالا نہیں اور نہ ہی کوئی اس سے مستثنیٰ ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝[۴] (القرآن) — پس جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کرے اسے دیکھے گا، اور جو ذرہ برابر برائی کرے ، اسے دیکھے گا۔

شارع علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہایت واضح اصول امت کو مرحمت فرماتے کہ رب تعالیٰ کے نزدیک ظاہری وجاہت اور صوری حسن و جمال ہرگز مطلوب نہیں، وہ پاک بے نیاز ہر ایک شخص کے قلب و دل کے لحاظ سے فیصلہ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ ۝[۵] (الحدیث) — یقیناً اللہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ دلوں کو دیکھتا ہے۔

اور نیکی اور بھلائی کا انحصار محض انسان کی نیتوں پر ہے۔ انسانی فلاح و بہبود اور خیر خواہی کی نیتیں کبھی ضائع نہیں ہوں گی اور بدخواہی کا گھناؤنا چہرہ چاہے تصنع کے کتنے ہی دبیز پردوں میں کیوں نہ لپٹا ہو، رب کائنات کی نگاہوں سے مخفی نہیں۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى ۝[۶] (الحدیث) — اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اور ہر شخص کو وہی کچھ حاصل ہو گا جس کا اس

marfat.com
Marfat.com

نے ارادہ کیا ہے۔

عدل کا لغوی مفہوم امام راغب اصفہانی، جن کا اصل نام ابو القاسم الحسین بن محمد بن المفضل ہے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "المفردات" میں "عدل" کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اَلْعَدَالَۃُ وَالْمُعَادَلَۃُ لَفْظٌ یَقْتَضِیْ مَعْنَی الْمُسَاوَاۃِ۔ عدالت اور معادلت کے معنی مساوات کے ہیں۔

آگے لکھتے ہیں ــــــ "عدل اور عدل قریب المعنی ہیں۔ مگر عدل کا استعمال ان موقعوں پر ہوتا ہے جو غور و فکر سے سمجھ میں آتے ہیں، جیسے آیت اَوْ عَدْلُ ذٰلِکَ صِیَامًا میں ہے اس لیے عدل کے معنی ہوتے سب کے ساتھ برابر کا معاملہ کرنا"۔

پھر علامہ موصوف عدل کی ایک خاص قسم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایک قسم عدل مطلق کی ہے جس کے بہتر ہونے کا عقل تقاضا کرتی ہو اور جو کسی زمانہ میں منسوخ نہ ہو"۔

عدل کی ایک دوسری قسم کا بیان اس طرح کرتے ہیں:

"اور ایک عدل وہ ہے جس کا عدل ہونا شریعت سے معلوم ہوتا ہے، جیسے قصاص اور تعزیرات"۔

عدل کی بحث کا خلاصہ کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

فَالْعَدْلُ ھُوَ الْمُسَاوَاۃُ فِی الْمُکَافَاۃِ ؕ عدل اچھائی کے مقابلے پر مساوات کا نام ہے

قرآن مجید نے عدل کو لفظ میزان سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَھَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ ؕ (القرآن) اللہ نے آسمان کو سربلند کیا، اور (قیام عدل کے لیے) میزان رکھا۔

خدائی نمائندے یعنی رسولانِ عظام اور پیغمبرانِ حق جن مقاصد جلیلہ کی تکمیل کے لیے مبعوث

marfat.com
Marfat.com

کیے گئے، ان میں اہم ترین مقصد قیام عدل ہی تھا۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ	بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلائل
وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ	کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب
الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ	اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف
بِالْقِسْطِ ۚ (القرآن)	پر قائم ہوں۔

فلاسفہ میں سے امام غزالی عدل کی تعریف میں لکھتے ہیں:

هُوَ ضَبْطُ الشَّهْوَةِ وَالْغَضَبِ	شہوت و غضب کی قوت کو اس حد تک
تَحْتَ اِشَارَةِ الْعَقْلِ وَالشَّرْعِ	ضبط کرنا کہ وہ عقل و شرع کے تابع ہو جائیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس طرح تعریف فرمائی ہے۔

هِيَ مَلَكَةٌ فِي النَّفْسِ تَصْدُرُ عَنْهَا	عدالت ایک ملکہ ہے جس سے ان افعال
الْاَفْعَالُ الَّتِيْ يُقَامُ بِهَا نِظَامُ	کا صدور ہو، جن سے بآسانی شہر اور
الْمَدِيْنَةِ وَالْحَيِّ بِالسُّهُوْلَةِ ۔	گاؤں کا نظم و نسق چلتا ہے۔

علامہ ابو البقاء کلیات العلوم، فصل العین میں "العدل" کے تحت لکھتے ہیں کہ

عدل وسائل ظلم کی ضد ہے

عدل کی اس تعریف نے عدل کے محدود مفہوم کو اجاگر کیا، مگر دیگر متعدد لغات قرآنی کے محققین، اور رازداران رموز کتاب نے نہایت واضح اور جامع تعریفیں کی ہیں۔

علامہ سید شریف لکھتے ہیں کہ

"افراط اور تفریط کے درمیان اعتدال کا نام عدل ہے۔"

ممتاز مفسر قرآن علامہ شہاب الدین آلوسی نے روح المعانی میں سورۃ نحل آیت ۹۰ کی تفسیر کرتے ہوئے نہایت جامع تقریر فرمائی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

"آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۔ کا مطلب افراط و تفریط کے درمیان توسط کا پاس و لحاظ ہے۔ عدل ام الفضائل ہے۔ سارے فضائل اس میں داخل ہیں غیر معمولی ذہانت اور حد درجہ غباوت کے درمیان متوسط درجہ کا نام عقل ہے کہ جس کی فضیلت ہے، خواہش نفس کی شدت اور بے حسی کے درمیان توسط کا نام عفت ہے۔ غیر معمولی طاقت و شہ زوری اور بزدلی کے درمیان متوسط درجہ کو اصلاً شجاعت کہتے ہیں ۔"

اعتقاد کے امور میں تعطیل، و نفی صانع (جیسا دہریوں کا خیال ہے) اور شرک (جو بت پرستوں اور ثنویوں کا خیال ہے) کے درمیان معتدل درجہ کا نام "توحید" ہے۔ ابن عباس نے عدل کی تفسیر میں اسی کو بیان کیا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جبر و قدر کے درمیان معتدل درجہ کسب بھی عدل ہے، اور اسی طرح عملی امور میں مطلب ہے کہ غل، اباحت پسندی اور ترک مباحات کے بیچ میں واجبات کی ادائیگی پر قناعت کرنے کا مطلب ہے، اخلاقی امور میں بخل و اسراف کے درمیان درجہ متوسط جود و سخاوت بھی عدل ہے۔

علامہ موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں:

حضرت عمر بن عبد العزیز نے حضرت [illegible] قرظی سے عدل کے بارے میں سوال کیا ——— تو انھوں نے کہا خوب، تم نے ایک بڑی بات پوچھ لی ——— چھوٹوں کے لیے آپ بڑوں کے لیے بیٹا، برابر والوں کے لیے بھائی اور اسی طرح عورتوں کے لیے بھی بھائی بن جاؤ۔ لوگوں کو ان کی غلطیوں کے مطابق اور ان کی طاقت کے مطابق سزا دو، غصہ کا اظہار ہر ایک سے یکساں ہو کر دو، ورنہ ظلم کرنے لگو گے۔ [1]

خلیفہ عبد الملک کا ایک واقعہ لسان العرب میں مذکور ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے خلیفہ عبد الملک نے دریافت کیا کہ عدل کا کیا مفہوم ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ عدل کی چار شکلیں ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

۱۔ فیصلہ کے وقت کا عدل، جیسا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا "کہ جب تم فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ ان کے درمیان فیصلہ کرو۔" [۱]

۲۔ گفتگو کے وقت کا عدل، جیسا کہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے "جب تم بات کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔" [۲]

۳۔ عدل فدیہ کے مفہوم میں، جیسا کہ ارشاد رب العالمین ہے "اس (انسانی نفس) کے عوض کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔" [۳]

۴۔ عدل فی الشرک، جیسا کہ رب کائنات کا فرمان ہے "منکرین اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔" [۴]

قرآن وحدیث میں عدل وانصاف کے سلسلہ میں "العدل" کی طرح "القسط" بھی استعمال ہوا ہے۔ اس کی لغوی توضیح بخاری شریف میں حضرت مجاہد کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے، جو وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ۔ کی تفسیر میں آئی ہے ــــ آپ نے فرمایا:

"قسطاس رومی زبان میں عدل کو کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قسط مقسط کا مصدر ہے، جس کے معنی عادل کے ہیں اور قاسط کے معنی ظالم کے ہیں۔" [۵]

لسان العرب میں ہے۔

اَلْمُقْسِطُ هُوَ الْعَادِلُ يُقَالُ اَقْسَطَ	مقسط یعنی عادل، کہا جاتا ہے اَقْسَطَ
يُقْسِطُ فَهُوَ مُقْسِطٌ إِذَا عَدَلَ۔۔۔	يُقْسِطُ تب وہ عدل کرنے والا ہو تو
وَالْقِسْطُ الْعَدْلُ۔ ۔۔۔ اَقْسَطَ	اسے مُقْسِط کہا جاتا ہے۔
فِيْ حُكْمِهٖ عَدَلَ فَهُوَ مُقْسِطٌ [۶]	القسط، العدل ہے اقسط فی حکمہ
	یعنی عدل کیا ہے، تو وہ مقسط ہے۔

رب تعالیٰ کے کلام بلاغت نظام قرآن عظیم میں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں یہ دونوں مادے آتے ہیں ـــــ عدل اور انصاف کے موضوع پر کلام کرتے

marfat.com
Marfat.com

ہوئے ان دونوں کا مختصر لغوی بیان ضروری سمجھتے ہوئے یہ سطور قلمبند کی گئیں، تاکہ قاری کو نکتہ ام الفضائل ”عدل“ کے اسلامی مفہوم تک رسائی ممکن ہو۔

آیت عدل اور اس کی اہمیت

قرآن مجید کی وہ آیت کریمہ جو عدل وانصاف کی بنیاد ہے، وہ ائمہ اسلام اور رازدارانِ قوانین شریعت کی نگاہ میں کتنی اہم ہے، پہلے آیت مبارکہ کی تلاوت کا شرف حاصل کرنے کے بعد ہم چند جید اسلاف کے تبصرے تحریر کرتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل)

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا، اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔

تفسیر روح المعانی میں صاحب تفسیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

قَالَ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْعُلَمَآءِ لَوْ لَمْ یَكُنْ فِی الْقُرْاٰنِ غَیْرُ هٰذِهِ الْاٰیَةِ لَكَفَتْ

علماء کی بڑی تعداد کا یہ قول ہے کہ اگر قرآن میں صرف یہی ایک آیت نازل ہوتی تو ہدایت کے واسطے کافی تھی۔

حافظ الحدیث علامہ عماد الدین ابن کثیر اپنی تفسیر میں مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

اِنَّ اَجْمَعَ اٰیَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ فِیْ سُوْرَةِ النَّحْلِ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

قرآن کی جامع ترین آیت سورہ نحل میں ہے، اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ۔

اسلام میں عدل وانصاف قانونی احکام ہیں جن پر عمل درآمد لازمی وضروری ہے۔ ان سے گریز اور سرتابی دنیا میں تباہ کاری وخذلان اور آخرت میں سزائے سخت کا موجب ہوتا ہے

marfat.com

Marfat.com

اور دوسری قوموں کی طرح انصاف اور عدل محض اخلاقی چیز نہیں ـــــ اسی اہمیت کے پیشِ نظر خلیفۂ راشد سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو خطبۂ جمعہ کا مستقل جزء بنا دیا تھا۔

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ اس کے تحت لکھتے ہیں۔

"ابن عیینہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ عدل ظاہر و باطن دونوں میں برابر حق و طاعت بجا لانے کو کہتے ہیں اور احسان یہ ہے کہ باطن کا حال ظاہر سے بہتر ہو اور فحشاء و منکر و بغی یہ ہے کہ ظاہر اچھا ہو، اور باطن ایسا نہ ہو۔ بعض مفسرین نے فرمایا ـــــ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا اور تین چیزوں سے منع فرمایا ـــــ عدل کا حکم دیا اور وہ انصاف و مساوات ہے اقوال و افعال میں، اس کے مقابل فحشاء یعنی بے حیائی ہے اور وہ قبیح اقوال و افعال ہیں اور احسان کا حکم فرمایا، وہ یہ کہ جس نے ظلم کیا اس کو معاف کرو، اور جس نے بُرائی کی اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ اس کے مقابل منکر ہے یعنی محسن کے احسان کا انکار کرنا، اور تیسرا حکم اس آیت میں رشتہ داروں کو دینے اور ان کے ساتھ صلۂ رحمی اور شفقت و محبت کرنا، اس کے مقابل بغی ہے، اور وہ اپنے آپ کو اونچا کھینچنا اور اپنے علاقہ داروں کے حقوق تلف کرنا ہے ـــــ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تمام خیر و شر کے بیان کو جامع ہے ـــــ یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون کے اسلام لانے کا سبب ہوئی، جو فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے ایمان میرے دل میں جگہ پکڑ گیا ـــــ اس آیت کا اثر اتنا زبردست ہوا کہ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل جیسے سخت دل کفار کی زبانوں پر اس کی تعریف آ ہی گئی" ۲۰ؔ

تقویٰ اور پارسائی تعلیماتِ اسلامی پر عمل درآمد کا اعلیٰ ثمرہ ہے۔ قرآن مقدس نے عدل و انصاف کو تقویٰ کی کلید فرمایا ہے ـــــ ارشاد رب العالمین ہے:

marfat.com

Marfat.com

اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿القرآن﴾

انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

راہ عدل کے روڑے جنہیں اسلام نے ہٹا دیا

انسان کی فطرت میں جذبات رکھے گئے ہیں جو گاہے گاہے اسے انصاف سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انسانی فکر و نظر اور کردار و عمل کی بخیہ گری جن اجزاء سے ہوئی ہے۔ خالق کل اور مالک حکیم کو سب کچھ معلوم ہے۔ اسی لحاظ سے عدل و انصاف کے تقاضوں کی تکمیل میں جو روڑے حائل ہوتے ہیں، احکام قدرت نے ان کی وضاحت سے نشاندہی فرما دی اور مرض کی شناخت کے بعد اس کا علاج آسان ہو جاتا ہے۔ عدل و انصاف کی راہ میں عام طور پر دو چیزیں حائل ہوتی ہیں۔

۱۔ کسی کی بے جا رعایت و طرفداری ۲۔ کسی سے مخالفت و دشمنی

رب تعالیٰ نے ان دونوں راستوں سے انصاف کی پامالی کو ہمیشہ کے لیے بند فرما دیا اور حکم نازل کیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا
قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ
وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ
وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ
فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا
تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا
وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا
فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم
ہو جاؤ اللہ کی گواہی دیتے ہوئے چاہے
اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا
یا رشتہ داروں کا، جس پر گواہی دو وہ غنی
ہو یا فقیر ہو، بہرحال اللہ کو اس کا سب
سے زیادہ اختیار ہے تو خواہش کے پیچھے
نہ جاؤ کہ حق سے الگ جا پڑو، اور اگر تم ہیر
پھیر کرو یا روگردانی کرو تو اللہ کو تمہارے

marfat.com

Marfat.com

خَبِیۡرًا ۔ ۲۲ (القرآن) کاموں کی خبر ہے۔

اپنی ذات کے لیے رشتہ داروں اور اہلِ تعلق کے لیے انسان ناروا کو بھی روا کرتا رہتا ہے جائز کو بھی ناجائز گردانتا ہے، ناحق کو بھی حق سمجھ کر اپنا تا رہتا ہے، اس آیت مبارکہ نے ایمان والوں کو اس غلط کاری سے بچانے کے لیے ہدایت فرمادی۔ اسی طرح کسی کی مخالفت اور معاندت کسی سے دشمنی کا جذبہ بھی گاہے گاہے انسان کو انصاف کے توازن پر قائم نہیں رہنے دیتا۔ ربِ کائنات نے اس کمزوری کو بھی مومنوں سے دُور فرمانے کے لیے حکم صریح فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا	اے ایمان والو! اللہ کے حکم پر خوب قائم
قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَ	ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے
لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی	ہوئے اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر
اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ۔ ۲۳ (القرآن)	نہ اُبھارے کہ انصاف نہ کرو۔

کوئی کیسا ہی دوست یا قریبی کیوں نہ ہو، اہلِ ایمان کے انصاف کا ترازو اسے اگر مجرم ہے تو قرار واقعی سزا دے گا، جیسا کہ خیر القرون میں اور اس کے بعد ہوا ____ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان اور یہودی کے نزاع میں یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے پر حد جاری فرمائی۔

عدل و انصاف کا دائرہ پوری زندگی کے معاملات کو محتوی ہے۔ جیسا کہ آپ پر سطور بالا میں علمائے اسلام کے بیان سے واضح ہوا ____ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر چند اور آیات قرآنیہ درج کی جائیں۔

ارشاد رب العالمین ہے

اِنَّ اللّٰهَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا	بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں
الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهۡلِهَا ۙ وَ اِذَا حَکَمۡتُمۡ	جن کی ہیں ان کے سپرد کر دو، اور یہ کہ جب
بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ	تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ

marfat.com

Marfat.com

إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝

فیصلہ کرو، بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے، بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

(القرآن)

سورۃ انعام میں حلت و حرمت کی اہمیت، شرک کی مذمت، والدین کے ساتھ حسن سلوک، مفلسی کے خوف سے قتل اولاد کی مذمت، بے حیائیوں سے اجتناب کی تاکید، انسانی جانوں کے ضیاع سے بچنے، یتیموں کے مال کی حفاظت کے اصول، صحیح ناپ تول کی تعلیم اور ظلم و ستم سے کنارہ کشی کی تعلیم کے بعد، ہر معاملہ میں عدل و انصاف کی راہ پر گامزن رہنے کی تاکید اس طرح فرمائی جا رہی ہے

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ (القرآن)

اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو، اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو، اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو، یہ تمہیں تاکید فرمائی، تم نصیحت قبول کرو۔

قرآن مجید میں ایک جگہ پر اپنے محبوب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا ہے اور حضور اکرم کے واسطے سے اُمت کے تمام افراد کے لئے اس پر عمل ضروری ہے۔

وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۝ (القرآن)

اور ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعہ میں ان کے خلیفہ عدل و انصاف سے فیصلہ کرنے کا حکم فرماتے ہوئے ارشاد ربانی ہے۔

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً

اے داؤد! بے شک ہم نے تمہیں زمین

marfat.com
Marfat.com

فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ (ص القرآن) کا نائب کیا، تو لوگوں میں سچا حکم کر۔

عدل کا ترازو

اسلامی عدل کے ترازو میں تمام انسانوں کو مساویانہ حق ہے۔ کسی شریف کی شرافت اور کسی غیر شریف کی ذلت سے عدل اسلامی سے محروم نہیں کرتی، کسی کمزور کی کمزوری اور کسی قوی کی قوت اسلامی عدل پر اثر انداز نہیں ہوتی، وہ ایسا غیر متعصب ترازو ہے جو اپنے فرائض میں کسی سے غفلت اور کسی کی رعایت نہیں کرتا۔ اس کے تحت ظالم اپنے ظلم کے مطابق ضرور سزا یاب ہوگا۔ —— آئیے! اسلام کے تعزیری قوانین کے باب میں نص قرآنی سے آنکھ روشن کیجئے۔

فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱﴾

اور جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو (شریعت کورٹ کے ذریعہ) اتنی ہی جتنی اس نے کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے۔

سورہ نحل میں ہے۔

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ﴿۲﴾

اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی تھی۔

ظلم کے مطابق سے بدلہ اور قصاص کے لحاظ سے برابری کے سلسلہ میں یہ آیت مبارکہ قانون اسلامی کا ماخذ ہے۔

اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ﴿۳﴾ (القرآن)

جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان، اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔

یعنی اگر کسی نے کسی کو قتل کیا، تو اس کی جان مقتول کے بدلے میں ماخوذ ہوگی، خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، مسلم ہو یا ذمی، اسلامی قانون کا سایۂ کرم ہر ایک پر یکساں سایہ

marfat.com
Marfat.com

گستر اور کرم طراز ہے ــــ اپنی نظم "فلسفۂ غم" میں ڈاکٹر اقبال مرحوم اسی رمز کی عقدہ کشائی کرتے ہیں :

ایک اصلیت میں ہے نہر روان زندگی!
گر کے رفعت سے ہجوم نوع انساں بن گئی

انسانی جسم و جان کے خالق و مالک سے نسبت پہ الٰہی نظام میں اسی لیے انسانی جان کے احترام کا حکم صراحت سے فرمایا ہے ــــ اقضی القضاۃ علامہ ابوالحسن بصری ماوردی اپنی معروف کتاب "الاحکام السلطانیہ" میں اصول قضا کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

التَّسْوِيَةُ فِي الْحُكْمِ بَيْنَ	کمزور اور قوی اور شریف و غیر شریف
الْقَوِيِّ وَالضَّعِيفِ وَالْعَدْلُ	کے مابین برابری کا سلوک کرنا
بِالْقَضَاءِ بَيْنَ الْمَشْرُوفِ	اور فیصلہ میں انصاف کا تقاضا پورا کرنا
الشَّرِيفِ ؎۱۳	

[illegible]

علامہ موصوف نے قرآن حکیم کی [illegible] مساوات کی [illegible] کیا ہے۔ اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے [illegible] ہے۔ جو آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو تحریر فرمایا تھا۔ اس مکتوب [illegible] :

"اپنی مجلس میں بیٹھے لوگوں کے درمیان انصاف سے [illegible]
تم سے ظلم کی امید نہ رکھے [illegible]"

٭

عدل و مساوات کے قرآنی قوانین اور اصول کے ساتھ ساتھ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ مساوات انسانی اور انصاف و عدالت کے سلسلہ میں چند فرامین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی تحریر کر دیے جائیں جو حقیقتاً اسلامی مساوات کے بنیادی خطوط ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل اسلامی کی راہ میں آنے والے تمام روڑوں کو کس طرح ہٹا کر انصاف و مساوات کو غبار و خس سے صاف

marfat.com
Marfat.com

کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ وَّلَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ[۳۳] (الحدیث)

اللہ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع اور انکساری کے ساتھ رہو ـــــ تاکہ کوئی شخص دوسرے پر فخر نہ کرے، اور نہ کوئی کسی پر ظلم و ستم کرے۔

احساس برتری اور فخر نسبی بھی اسلامی عدل و انصاف میں کبھی حائل نہ ہو۔ فرمانِ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پیش نظر رہے ـــــ فرمانِ حضور ہے:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ أَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ[۳۴] (الحدیث)

اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباؤ اجداد پر فخر کو دور کر دیا ہے۔ اب یا تو پرہیزگار مومن ہے یا بدبخت نافرمان سارے لوگ آدم کے بیٹے ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی۔

معاشرے کی بلند و پست خلیج کو فرمانِ رحمت للعالمین نے ختم کرنے میں انقلابی کردار ادا کیا ہے۔ کاش مسلمان ان قدروں کو اپنا کر اپنے عملی کردار کی زینت بنائیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْسَابُكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰى أَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُوْ آدَمَ طَفُّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلَئُوْهُ لَيْسَ لِأَحَدٍ عَلٰى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِدِيْنٍ وَّتَقْوٰى۔ (الحدیث)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کا نسب اس کے لیے گالی اور عیب کی بات نہیں تم سب آدم کی اولاد ہو، ایک منزل میں ہو کسی کو کسی پر اس حیثیت سے امتیاز کا حق نہیں ـــــ ہاں دین اور تقویٰ کے لحاظ سے فرق مراتب ہو سکتا ہے۔

چنانچہ قرون اولیٰ میں حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اپنے بے داغ کارناموں سے

marfat.com
Marfat.com

ان قوانین اسلامیہ کے خاکوں میں رنگ بھر کر یہ ثابت بھی کر دیا کہ اسلامی اصول عدل و انصاف کی نگاہ میں حاکم و محکوم، قومی حیثیت، امیر و فقیر، مرد و عورت اپنے پرائے۔ کسی کا کوئی امتیاز نہیں ہے —— آگے کے صفحات میں اس کی روشن مثالیں آرہی ہیں۔

شاہ و گدا برابر اسلام کی نظر میں

اسلامی قوانین اور تہذیب کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ عبادات سے معاملات تک ہر جگہ اسلام میں مساوات کا یکساں دور دورہ ہے —— آیئے دیکھئے یہ اسلامی عبادت گاہ مسجد ہے، جہاں خدائے واحد کی عبادت کی جاتی ہے۔ ایک ہی صف میں شاہ و گدا، امیر و غریب سب کھڑے ہیں۔ کسی امیر کبیر، کسی راجہ و حاکم کے لیے یہاں کوئی مخصوص نشست گاہ نہیں ہے۔ امیر الامراء صف میں کھڑا ہے، ایک فقیر نادار آیا وہ بھی اس کے شانے سے شانہ جوڑ کر بے تکلف کھڑا ہو گیا۔ اس عبادت خانے کے دروازے پر کسی کے لیے "داخلہ ممنوع" کا سائن بورڈ نظر نہیں آئے گا۔

لیجئے رمضان المبارک کا مہینہ آگیا۔ ایک مخصوص وقت سے مخصوص وقت تک ہر ایک کو کھانے پینے اور جماع سے باز رہنا ہے۔ امیر و غریب سب یکساں اس قانون کے پابند ہیں۔ بادشاہ کو بھی کھانا پینا حرام ہے۔ فقیر بھی اسی قانون کا پابند ہے۔ اور اگر کسی عالم و فقیہ، یا امیر و کبیر اور بادشاہ و ملک نے بھی حرمت صوم کو توڑا تو خلاف قانون کا مجرم ہوگا۔ اسے بھی اپنی تعزیرات کے مطابق سزا بھگتنی ہے، کفارہ ادا کرنا ہے، جس طرح ایک عام غریب مسلمان کو کرنا ہے۔

مساوات اسلامی کا نظارہ کرنے کے لیے مشاعر مقدسہ کی طرف دو قدم بڑھیئے۔

دنیا بھر کے حجاج کرام مرکز توحید کی طرف حج کے ارادے سے جمع ہوتے ہیں۔ ان میں امیر و کبیر بھی ہیں، اور نادار و کم حیثیت بھی۔ مگر قربان جایئے اسلامی مساوات کے قانون پر کہ دو کپڑوں کا فقیرانہ "احرام" بادشاہوں کے جسم پر بھی ہے اور بالکل ویسا ہی احرام عام مسلمانوں نے بھی پہن رکھا ہے۔ عالم انسانیت کو یہ درس نشر ہو رہا ہے کہ یہاں بھی نہیں

marfat.com
Marfat.com

ہر جگہ اسلام نے امارت اور تفوق کی بنیادوں پر تیشہ زنی کی ہے۔ دولت اور حکومت کے خمار سے مخمور، انسانوں کو مساوات کا ترش و تلخ گھونٹ پلایا ہے تاکہ انسان اپنی اصلیت کو فراموش نہ کرے، کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوتے کسی امیر کی امارت یا فقیر کا فقر اسے ایک دوسرے پر امتیاز نہیں بخشتا۔ وہاں سب کے سب صرف ایک خدا کے ایک جیسے "بندے" ہونے کی حیثیت سے حاضر ہیں۔ وہاں چھوٹے بڑے، کالے گورے، شرقی غربی سب مل کر ایک ہی نغمہ سنا رہے ہیں۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔	حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں بے شک تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں بیشک سب تعریفیں، ساری نعمتیں تیری ہی ہیں، اور ملک بھی تیرا ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

تلبیہ کے آخری فقرہ سے بھی اس عنوان پر روشنی پڑتی ہے کہ ملک و سلطنت، سب کا اختیار اعلیٰ محض خدائے تعالیٰ کے پاس ہے۔ اب ملک خدا میں قانون خدا کا نفاذ، احکام خدا کے مطابق کرنے والا ہی رب کا برگزیدہ بندہ ہے۔

آج کی مسلم دنیا اور اسلامی نظام

اہل مغرب اور مغربی افکار و نظریات سے متاثر لوگوں کا عام طریق مطالعہ یہ ہے کہ وہ اسلام کو موجودہ دنیا کے مسلم ممالک کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ اور انہی آئینوں میں اصل اسلام کو نہ پاکر معاذ اللہ مذہب کو الزامات کا نشانہ بناتے ہیں لیکن اگر ذرا تامل سے کام لیا جائے تو یہ طریقہ نہایت غیر منطقی ہے۔

آج کی مسلم ریاستیں مسلمانوں کی آبادکاری کا مرکز ضرور ہیں مگر وہاں اسلامی قوانین کا نفاذ کہاں تک ہے وہ ڈھکی چھپی بات نہیں، زمین کی پوری گولائی آج "امریکن" اور "روسی

marfat.com

Marfat.com

شکار گاہ کہی جاتی ہے ـــــ یعنی امریکہ اپنے ورلڈ آرڈر کے ذریعے روئے زمین پر حکمرانی چاہتا ہے۔ جہاں کھلے بندوں انسانی حقوق کی پامالی کا کھیل کھیلا جاتا ہے۔ یہ معاملہ صرف ویت نام، فلسطین، افغانستان، یمن، گریناڈا، لیبیا، کشمیر و عراق تک ہی محدود نہیں رہا، حق و انصاف رکھنے والے خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلم ممالک میں کوئی ان دونوں طاغوتی پنجوں سے آزاد نہیں۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ ہر جگہ ان کا اثر و نفوذ ضرور موجود ہے۔ اور جب اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ کے بجائے الا امریکہ یا الا روسیا ہے تو اس زمین پر الٰہی قانون کا نفاذ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟۔

مگر ہاں! الحمد للہ کہ زمین کے ہر گوشہ میں تکبیر کی آواز ابھر رہی ہے۔ اور بالخصوص صدیوں سے ظلم کے شکنجہ میں گرفتار مسلمان ریاستیں اب انقلابی کروٹ لے رہی ہیں ـــ اور تمام مسلم ملکوں میں نظام اسلام، نظام مصطفےٰ اور شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کی جانب پیش قدمی ہو رہی ہے۔ اس وقت مسلمان ممالک عالمی [illegible] پر سپر پاورز کے ویٹو جال میں اس طرح گرفتار ہیں کہ انہیں صلح و جنگ اور [illegible] کے لیے بھی اسلامی قوانین کی رعایت دشوار ہو رہی ہے ـــ یاد رہے کہ [illegible] نہیں توڑا جا سکتا۔ تاکہ اندرونی طور پر مسلم ریاستیں خود اپنا اسلامی [illegible]

جس طرح ابتدائے اسلام میں [illegible] ختم کرنے کا [illegible] گئے۔ اسلام ہی دنیا میں غلامی کا سب سے بڑا اور سب سے پہلا دشمن ہے کہ [illegible] غلام سازی، یا غلامی کی دلدل میں گرفتار [illegible] لخت اس عالمگیر وبا کے خلاف مسلسل احتجاج [illegible] دنیا سے غلامی [illegible] کرتے ہیں کامیاب ہو جاتے۔ مگر رفتہ رفتہ نظام اسلام اپنے کمال عروج کو پہنچتا گیا۔ یہاں تک کہ عرب سے اور پھر اسلام اور مبلغینِ اسلام کے ذریعے دنیا سے غلامی کا خاتمہ ہو گیا۔ دنیا کے جن جن خطوں میں مسلمانوں کی کثرت ہے، وہ مسلم ریاستیں ضرور ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کو بھی اسلامی ریاست اس وقت کہا جائے گا جب وہاں من کل الوجوہ خدائی قانون کا نفاذ ہو۔

marfat.com

Marfat.com

سیرتِ رسول اکرم اور عدل و مساوات

رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں عدل و مساوات کی جلوہ گری کا نظارہ کرنے کے لیے تو سیرتِ پاک کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیے ـــــ مگر یہاں میں سیرتِ پاک کے چند آبدار موتی حاضرِ خدمت کرتا ہوں۔

"غزوۂ بدر کبریٰ کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی صفیں درست کر رہے ہیں، آپ کے دستِ مبارک میں لکڑی کی ایک چھڑی ہے۔ ایک صحابی صف میں برابر نہیں تھے، آپ نے انہیں چھڑی سے بغل میں کچوکا لگایا تاکہ وہ برابر ہو جائیں وہ معلم عدل و مساوات صلے اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو آپ نے اعلانِ عام کیا کہ اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہو تو وہ مجھ سے لے لے۔ وہ صحابی آئے اور کہا، یا رسول اللہ! بدر کے روز آپ نے مجھے لکڑی سے کچوکا لگایا تھا، جس سے مجھے تکلیف ہوئی تھی، میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں ـــــ حضور نے فرمایا: میں حاضر ہوں ـــــ بدلہ لے لو ـــــ صحابی نے کہا جس وقت آپ نے مجھے کچوکا لگایا تھا میرے جسم پر کرتا نہیں تھا، میں آپ سے اسی انداز میں بدلہ لینا چاہتا ہوں ـــــ حضور نے کرتا اٹھا کر پہلو اور پشت مبارک اس پر پیش کی ـــــ اس صحابی نے بے تاب بڑھ کر پشت رسول اور مہرِ نبوت شریف کو بوسہ دیا ـــــ اور کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، تمنا یہ تھی کہ زندگی میں ایک بار آپ کی مہرِ نبوت شریف کو بوسہ دے کر سامانِ آخرت کروں۔

اس عاشقِ رسول صحابی کی تمنا تو کچھ اور تھی ـــــ مگر قربان جائیے عدل و مساوات کے معلم حقیقی سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعلیم اور نمونۂ عمل پر کہ حالتِ علالت میں ایک شخص کو اس کا حق دینے کے لیے جسدِ مبارک کو پیش فرما دیتے ہیں۔ عدل اسلامی مساوات

marfat.com
Marfat.com

حقیقی کی اس عملی تصویر سے ہی اسلامی اصولوں کی ترتیب ہے۔

غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمان بہت خستہ حالی کا شکار تھے، وسائل حرب اور سواریاں بھی کم تھیں۔ ایک اونٹ پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روانہ ہوتے تھے۔ ایک وقت میں دو آدمی اونٹ پر سوار ہوتے، اور تیسرا مہار تھام کر پیدل چلتا تھا۔ صحابہ کرام کی خواہش اور جانثاری کا یہ عالم تھا کہ حضور کے اشارۂ ابرو پر اپنی جانیں تک نثار کرنے کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔ اثنائے راہ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو چشم فلک نے دیکھا کہ حضرت علی اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما شتر پر سوار ہیں اور حضور اس کی مہار پکڑے پیدل پیدل چل رہے ہیں۔ ان کا بس چلتا تو وہ کائنات علی المرتضیٰ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما نے عرض کیا ہوگا کہ سرکار آپ سواری پر تشریف رکھیں، ہم بھی شرف حاصل کرنے کے لیے کیا کم ہے کہ ہم جیسا نبی کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر چلیں ہمیں وہ سعادت نصیب ہو

حضور! ہم پیدل چلنے کی طاقت رکھتے ہیں ___ اس بات سے کہ حضور پیدل چلیں ___ آقا نے فرمایا ہوگا کہ میں تو دنیا میں مساوات قائم کرنے کے لیے آیا ہوں ___ میری یہی شان ہے

إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القرآن) — اور بے شک تمہاری خو تو بڑی شان کی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (القرآن) — بے شک تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مساویانہ برتاؤ کی عملی تصویر آپ ابھی آگے چل کر

marfat.com

Marfat.com

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سفر بیت المقدس میں پائیں گے۔

حجۃ الوداع کا موقع ہے۔ شمع رسالت کے جلو میں شیدائیانِ اسلام، قدسی نفوس صحابہ کرام حج ادا کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار کا مجمع اکٹھا ہے، مشاعر مقدسہ رسول آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے وجود مسعود سے نور علیٰ نور ہیں، چاہ زمزم کے گرد حجاج کی آمدورفت جاری ہے۔ کثرتِ ہجوم سے زمزم کا پانی گدلا ہو گیا ہے۔ حضور کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے حضور کے چہرۂ انور پر پیاس کے آثار دیکھے اور غلام سے کہا، سرکار کے لیے گھر کی صراحی میں رکھا ہوا آب زمزم پیش کرو ______ غلام لپکا ______ مگر سید عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا، اور فرمایا ______ میں گھر کی صراحی کا صاف و شفاف، اور ٹھنڈا پانی پینے کے بجائے حوض زمزم سے یہی زیادہ پسند کرتا ہوں، جس سے تمام مسلمان پی رہے ہیں ______ اللہ اللہ قربان ہو ہماری جان اور مال اس آقا و مولیٰ پر جس نے غلاموں سے برتاؤ کا ایسا اعلیٰ کردار دنیا کو بخشا جس کی نظیر سے تاریخ انسانیت نابلد ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَسَلَّمَ اَبَدًا۔ معلم عدل و مساوات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ گرامی کو بہ نگاہ عبرت دیکھیے، اور قول و عمل کا تطابق ملاحظہ فرمائیے۔

لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ	عرب کے کسی باشندے کو عجمی پر، اور عجم
وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا	کے کسی باشندے کو عربی پر، گورے رنگ
لِاَبْیَضَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ	والے کو کالے پر، اور کالے رنگ والے
عَلٰی اَبْیَضَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی	کو گورے آدمی پر، کوئی فضیلت نہیں،
	فضیلت کا ذریعہ محض تقویٰ ہے۔

وہ رحمتِ عالم ہے شہ اسود و احمر　✲　وہ سیدِ کونین ہے آقا ہے امام ہے

وہ عالمِ توحید کا مظہر ہے کہ جس میں　✲　مشرق ہے نہ مغرب ہے عرب ہے نہ عجم ہے

marfat.com

Marfat.com

اسلامی مساوات کے تاریخی شواہد

اسلامی قانون اپنے اندر مساوات کا مستحکم اصول رکھتا ہے اور یہ صرف کتابوں کی مرقوم باتیں نہیں بلکہ روئے زمین کے سچے حقائق ہیں ـــــــ تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ جب اسلامی قانون نافذ تھا تو راعی اور رعایا سب پر یہ احساس غالب تھا کہ ہم سب سے زبردست بھی ایک قوت رب العالمین اور احکم الحاکمین کی ہے جس کے روبرو ہمیں پیش ہونا ہے، اس قانون نے سب کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کیا تھا اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ قانون کی نگاہ میں کوئی ممتاز نہیں، سب برابر اور مساوی ہیں ـــــــ جس زمانے میں [illegible] بدترین [illegible] تصور کی جاتی تھی اور غلاموں کو حیوانوں سے بدتر درجہ دیا جاتا تھا [illegible] کیا برتاؤ [illegible] ملاحظہ کیجئے۔

"یہ لیڈی [illegible] حضور کے [illegible] [illegible] معزز لڑکی زینب بنت جحش سے [illegible] [illegible] ہے، جن کے [illegible] فرمایا۔"

مکہ مکرمہ سے ہجرت کے [illegible] مہاجرین [illegible] قائم فرماتے ہیں کہ ایک [illegible] [illegible] خشی کا بھائی بنا دیا ـــــــ [illegible] چارگی صرف الفاظ کی حد تک [illegible] [illegible] مسرت و شادمانی میں [illegible] شریک رہتے۔

غزوہ موتہ میں حضرت زید کو امیر لشکر بنایا اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ کو [illegible] بھیجے جانے والے لشکر کا کمانڈر مقرر فرمایا۔ جس لشکر میں صف اول کے جلیل القدر صحابہ کرام حتیٰ کہ حضرات شیخین ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، اور سعد بن ابی وقاص بھی تھے جو حضور کے رشتہ دار تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔

ابھی یہ لشکر روانہ نہ ہو پایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو جاتا ہے اور

marfat.com

Marfat.com

آپ اپنے رفیقِ اعلیٰ کے جوارِ کرم میں منتقل ہو جاتے ہیں (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) اور حضرت ابوبکر صدیق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین مقرر ہوتے ہیں اور لشکرِ اُسامہ روانہ کیا جاتا ہے۔ دنیا نگاہِ عبرت سے دیکھے کر

اُسامہ بن زید گھوڑے پر سوار مدینہ سے باہر نکل رہے ہیں، اور امیر المومنین جانشینِ رسولِ اکرم ابوبکر صدیق رکاب کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں، غبار اُڑ رہا ہے ـــــ حضرت اُسامہ پاس ادب سے رُک کر گھوڑے سے اُترنا چاہتے ہیں ـــــ تو آپ فرماتے ہیں تمہیں خدا کی قسم ہے ـــــ ہرگز نہ اُترنا ـــــ میں تمہاری سواری کے ساتھ چل کر راہِ خدا میں ہمو د کر غبار آلود کر لوں تو میرا کچھ نقصان نہ ہو جائے گا۔

خلیفۂ رسول اللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دیر تک جیش اسامہ کے ساتھ پیدل چلتے رہے اسی اثناء میں انہیں خیال آیا کہ امورِ خلافت کے سلسلہ میں مجھے عمر فاروق کی ضرورت ہو گی، تو یہ نہیں کرتے کہ انھیں رُکنے کا حکم دے دیں ـــــ بلکہ وہ چونکہ جیش اسامہ کے ایک سپاہی کی حیثیت سے اس لشکر میں شامل ہیں ـــــ اس لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ سے فرماتے ہیں کہ

"اگر آپ مناسب خیال کریں تو عمر کو میری معاونت کے لیے مدینہ میں چھوڑ جائیں۔"

کوئی اندازہ لگائے، اسلامی مساواتِ انسانی کی عظمت کا کہ ایک نو عمر غلام زادہ اسلام کے دامن میں آکر صدیق و عمر کے لیے لائقِ احترام بن جاتا ہے۔

اسی طرح امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں عمار بن یاسر کو کوفہ کا گورنر مقرر فرماتے ہیں، جو انقلابِ اسلام سے پہلے جاہلی عربوں کی غلامی میں شدید تکالیف کا شکار ہو چکے تھے ـــــ اور کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وقتِ اخیر چھ آدمیوں کی شوریٰ مقرر کر دی تھی کہ یہ اپنے مشورے سے خلیفہ مقرر کر لیں تو اسی کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ :

marfat.com
Marfat.com

"اگر ابو حذیفہ کے غلام سالم زندہ ہوتے تو میں انہیں منصب خلافت سونپ دیتا۔"

عدلِ فاروقی

پورا جزیرۃ العرب قحط کی لپیٹ میں آچکا ہے، خشک سالی نے انسانوں اور چوپایوں کو دُبلا کر دیا ہے، نخلستان، کھیتیاں اور چراگاہیں سبزہ زار نہیں، سوکھی گھاسوں اور کانٹوں کی آماجگاہ ہو چکی ہیں ـــــ ایسے عالم میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنی پشت پر غلے اور اناج لاد کر لوگوں تک پہنچاتے ہیں، شب و روز لوگوں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ آپ کا تنومند جسم لاغر ہو گیا ہے، کثرتِ مشاغل سے چہرہ پر سیاہی چھا گئی ہے، کیونکہ آپ نے اس روز سے کسی دن شکم سیر ہو کر کھانا تناول نہیں فرمایا جب سے قحط کی ابتدا ہوئی ہے۔ اسی زمانے میں آپ اپنے گھر میں داخل ہوتے ہیں تو اپنے فرزند کے ہاتھوں میں تربوز کی ایک قاش دیکھ کر پُرجلال ہو جاتے ہیں ـــــ "قوم کے لوگوں کو کھانے کے لیے کھانا اور پینے کے لیے پانی ملنا دشوار ہو رہا ہے، مگر عمر کے گھر تربوز کھایا جا رہا ہے؟ یہ نہیں ہو سکتا۔" بچے کے ہاتھوں سے قاش لے لیتے ہیں ـــــ غرض کہ ـــــ وہ احساس مسئولیت کے تحت جو ان پر رب تعالیٰ کی جانب سے ڈالی گئی تھی، ہمیشہ اس احساس سے زیر بار تھے۔

دورِ فاروقی میں مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے، ان کے بیٹے نے کسی بات پر کسی مصری کو کوڑا مارا، انصاف کے لیے اس مظلوم نے [illegible] بیان کیا اور مغرب ... کے مدینہ دربارِ فاروقی میں پہنچا، امیر المومنین نے مظلوم کی شکایت سنی اور حضرت عمرو بن عاص کے بیٹے سے اسی طرح بدلہ لینے کا حکم صادر فرمایا اور غصہ سے کہا:

"تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنا لیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد پیدا کیا ہے؟"

ان مقدس صحابہ کا مشکائے اسلامی پرچم لہراتا ہوا عرب کی سرزمین سے نکل کر اطراف عالم میں پھیلا تو فتح و ظفر نے بڑھ کر ان کا خیر مقدم کیا، یہ صرف ان کے کمالات حرب کی وجہ سے نہیں، بلکہ انسانی انس و محبت، اور ظلم و بربریت کے شکنجہ میں جکڑی ہوئی انسانیت کو آزاد کرانے کے جذبہ محکم خلوص و للہیت سے بھرپور تھا ـــــ روم کی زمین جب ان پاکیزہ نفوس کے قدموں سے

marfat.com

Marfat.com

بہرہ مند ہوئی تو ان رومی حق پرستوں نے اس جماعت کی شجاعت و بسالت کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ، اور انسان دوستی کی بھی تعریف کی۔ ایک رومی سردار لشکر کہتا ہے۔

"شب میں تم انھیں عبادت گذار پاؤ گے اور دن کو روزہ دار، عہد وفا کرتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، اور باہم پورا پورا انصاف اور مساوات برتتے ہیں۔" ؎

ایک دوسرے کا قول ہے:

"وہ دن کو شہ سوار ہوتے ہیں تو شب میں عبادت گذار، اپنے مفتوحہ علاقہ میں بھی وہ قیمت سے خرید کر کھاتے ہیں، سلام کر کے داخل ہوتے ہیں، اور اس طرح جم کر جہاد کرتے ہیں کہ دشمن کا صفایا کر دیتے ہیں۔" ؎

تیسرا اس طور پر اعتراف حقیقت کرتا ہے۔

"انھیں رات کو دیکھو گے تو کہو گے انھیں دنیا سے کوئی تعلق نہیں، اور ان کا عبادت کے سوا کوئی کام نہیں، اور دن میں گھوڑے کی پشت پر اس طرح نظر آئیں گے، گویا یہی ان کا کام ہے۔ بہترین تیر انداز، بڑے نیزہ باز، خدا کی یاد میں اس طرح مشغول اور تر زبان کہ ان کی مجلس میں کسی بات کا سننا مشکل ہے۔" ؎

مساوات کا نفاذ کامل عدل کا نتیجہ ہے، جہاں عدل اجتماعی اور عدل انفرادی دونوں پایا جائے گا، وہاں مساوات اور برابری کا بول بالا ہوگا، اسلام میں تمام جہتوں سے عدل کی تعلیم ہے، اسی لیے نظام اسلامی کے بروئے کار لانے سے ہی مساوات قائم ہو سکتی ہے۔

سلطنت غسان کا شہزادہ جبلہ بن ایہم عہد فاروقی میں عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو گیا۔ امیر المؤمنین احترام مسلمان اس کی بہت خاطر داری کرتے تھے ــــــ وہ ایک بار خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا، اس کا شاہی لباس طواف کے دوران کسی بدوی مسلمان کے پیر تلے دب گیا ــــ یہ دیکھ کر جبلہ کو بہت غصہ آیا کہ ایک معمولی شخص نے میرے جبّہ کو پاؤں سے

marfat.com
Marfat.com

دبا دیا ـــــ اس نے بدوی کو ایک تھپڑ مار دیا۔ امیر المومنین بھی موجود تھے ـــــ بدوی مسلمان نے ان سے شکایت کی ـــــ شہزادہ نے جبلہ سے جواب طلب ہوا کہ تم نے خانہ کعبہ میں بلاوجہ ایک مسلمان کو کیوں مارا، اس نے کہا کہ میرے قیمتی جبہ کو اس دیہاتی نے پاؤں سے دبا دیا تھا۔ میں نے اس پر ایک تھپڑ مار دیا تو کون سا ظلم کر دیا ـــــ؟ امیر المومنین نے فرمایا اسلام میں ہر انسان برابر کا درجہ رکھتا ہے، طواف کے درمیان اضطراراً ایسا ہو جانا ممکن ہے، تم نے اس پر زیادتی کی ہے اسے راضی کرو، ورنہ قانونی لحاظ سے اس کا بدلہ لیا جائے گا ـــــ جبلہ نے کہا مجھے ایک روز کی مہلت دی جائے، آپ نے ایک روز کا موقع دیا گیا ـــــ اور وہ راتوں رات بھاگ گیا، اور مرتد ہو گیا

انسانی مساوات کا اسلامی قانون [illegible] ہے کہ اس کے نزدیک شاہ و گدا میں کوئی امتیاز نہیں، جبلہ کی شہزادگی کے غرور پر یہ [illegible] بار گزرا اور اس بد نصیب نے اسلام کا قلادہ گلے سے اتار پھینکا، اور مستحق نار جہنم ہو گیا۔

نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

اہل شام کے مقابلہ میں مجاہدین اسلام کی [illegible] [illegible] ہیں اور دشمن زیر ہو رہے ہیں [illegible] میں دشمنوں کی طرف سے [illegible] [illegible] آپ لوگوں کے حوالے کر سکتے ہیں [illegible] اور امیر المومنین سے [illegible] کرنا چاہتے ہیں۔

مدینہ طیبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کا [illegible] ـــــ [illegible] کے لیے راضی ہو گئے۔ شام [illegible] بیت المقدس میں خلیفۃ المسلمین کی [illegible] وقت مقررہ پر اہل شام گھروں سے باہر نکل کر مسلمانوں کے باعظمت خلیفہ کی زیارت کرنے کے منتظر ہیں، بہت انتظار کے بعد گرد و غبار کا دامن چاک ہوا، اور ایک اونٹ پر ایک سوار اور مہار پکڑے ہوئے ایک شخص برآمد ہوئے۔ یہ تھے مسلمانوں کے امیر خلیفۃ المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام، مدینہ طیبہ سے یہاں تک کا سفر اس طرح ہوا کہ امیر المومنین اونٹ پر سوار

marfat.com
Marfat.com

ہوتے تو غلام پیدل چلتا، اور غلام اونٹ پر بیٹھتا تو آپ پیدل چلتے، اونٹ کی دوسری نشست کی جگہ امیر المؤمنین کا زادِ سفر ستو وغیرہ اور اونٹ کی خوراک کھجور کی گٹھلیاں لدی ہوتی تھیں۔ جب مستقر قریب آیا تو غلام نے عرض کیا ——— یا امیر المؤمنین! لوگ آپ کے استقبال کے لیے آ رہے ہیں، اور آپ پیدل چل رہے ہیں۔ آپ اونٹ پر تشریف رکھیں، اور میں پیدل چلتا ہوں ——— آپ نے قبول نہ فرمایا، اور کہا میرے اونٹ پر سواری کی باری ختم ہو چکی، اب تمہارے سوار ہونے کی باری ہے اور عمر سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسرے کی حق تلفی کرے ——— اہل شام نے شتر سوار غلام کو مسلمانوں کا امیر سمجھا، مگر غازیانِ اسلام نے بتایا کہ امیر المؤمنین دراصل وہ ہیں جو غلام کو اونٹ پر بٹھاتے ہوئے مہار پکڑ کر آ رہے ہیں، ——— مساوات اور ادائے حق کی اس تابندہ مثال کو دیکھ کر اہل شام نے سرِ اطاعت خم کر دیا ——— اور بیت المقدس کی کنجیاں آپ کے قدموں میں ڈال دیں۔

ابوذر اور بلال

حضرت ابوذر مشہور صحابیِ رسول ہیں، قبیلۂ غفار سے تعلق رکھتے ہیں، کسی بات پر بلال حبشی سے تکرار ہو جاتی ہے اور فرطِ غضب میں انہیں ابن السوداء (حبشن کے بیٹے) کہہ دیتے ہیں ——— رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تک بات پہنچتی ہے، آپ ابوذر سے پوچھتے ہیں، کیا تُو نے انھیں ایسا ایسا کہا؟۔

إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ الْجَاهِلِيَّةُ۔　　تم میں اب بھی کسی قدر جاہلیت باقی ہے

حضرت ابوذر پشیمان ہوتے اور توبہ استغفار کر کے بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ

"لو اے بلال! میرے چہرے کو اپنے پاؤں سے روند دو" (من روائع حضارتنا ڈاکٹر السباعی)۔

اللہ اللہ، یہ تواضع اور ندامت و شرمندگی کا احساس اس قوم میں جو غلاموں کو انسان

marfat.com
Marfat.com

سمجھنے کے لیے تیار نہیں تھی، کس نے تردد کیا ——— اگر یہ سوال فضا کی نیلگوں میں دل کے درد سے بلند کیا جائے تو بے داغ فضائیں شہادت دیں گی کہ یہ سب کچھ اسلام کے نظام عمل و معاملات کی برکت ہے۔"

احساسِ مسئولیت

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت میں اطراف مصر کے ایک قریہ نامی فرتونہ سے ایک حبشی نژاد خاتون نے سنہ ۱۰۰ھ میں امیرالمومنین کو خبر بھیجی کہ میرے گھر کی دیواریں بہت نیچی ہیں، لوگ آ کر مرغیاں چوری کر لے جاتے ہیں۔ امیرالمومنین نے مصر کے گورنر ایوب بن شرحبیل کو اس کے متعلق لکھا کہ

"مصر کی اس کالی عورت فرتونہ نے مجھے لکھا ہے کہ اس کے گھر کی دیواریں بہت نیچی ہیں، اس طرف سے چور داخل ہو کر اس کی مرغیاں چرا لیتے ہیں، وہ چاہتی ہے کہ اس دیوار کو مضبوط اور اونچا کر دیا جائے ——— لہٰذا میرا یہ مکتوب پاتے ہی خود سوار ہو کر وہاں جاؤ اور اس کی دیوار کا انتظام کرو۔"

گورنر کو جب یہ خط ملا تو خود اس مکان کی تلاش میں نکلے، اور اس کے مکان کی دیواریں مضبوط اور بلند کرا دیں۔

اسلامی قانون یہ سلوک صرف مسلمانوں کے ساتھ نہیں کرتا بلکہ حدود اسلامیہ میں بسنے والے غیر مسلم بھی اسلام کے نظام عدل و مساوات سے اسی طرح مستفید ہوتے ہیں جس طرح مسلمان۔ چنانچہ خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمیوں کے بارے میں فرمان ہے۔

دِمَاؤُهُمْ كَدِمَائِنَا وَ	ان کے خون ہمارے خون کی طرح ہیں، اور
اَمْوَالُهُمْ كَاَمْوَالِنَا۔	ان کے اموال ہمارے مالوں کی طرح۔

آئیے دیکھئے امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار مدینہ سے گزر رہے ہیں

marfat.com
Marfat.com

ایک بوڑھا کمزور یہودی بھیک مانگ رہا ہے، آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ ــــ اس نے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا کہ میں ایک غریب یہودی ہوں۔ جزیہ کی ادائیگی کے لیے گداگری کر رہا ہوں آپ نے اس کی بات سن کر فرمایا ــــ جب تم جوان تھے تو ہم نے تجھ سے جزیہ لیا، اور بوڑھا ہوا تو اس بدحالی میں مبتلا کر دیا ــــ افسوس! ہم نے تیرے ساتھ انصاف نہیں کیا آپ نے اس کو گھر لا کر کھانا کھلایا اور بیت المال کے خازن کو حکم فرمایا کہ اسے اور اس قسم کے لوگوں کو اتنا وظیفہ دیا جائے، جس سے وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی کفالت کر سکیں۔

اسلام کے دورِ عروج میں ایسے واقعات قدم قدم پر پیش آتے تھے جن سے انسانی تاریخ ہمیشہ ممتاز و مفتخر رہے گی۔

قانون کی بالادستی | قانونِ اسلام کی نظر میں سب کو مساویانہ حق حاصل ہے، اور جرم و تعزیر کے سلسلہ میں کسی کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔

دورِ نبوی میں خاندان بنو مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی۔ اسے خدمتِ نبوی میں حاضر کیا گیا۔ کچھ لوگوں نے سوچا کہ کسی طرح سفارش کر کے اس عورت کو چھڑا لیا جائے۔ چنانچہ اسامہ بن زید کے ذریعہ سفارش کی بات طے ہوئی اور اسامہ نے قریش کے معززین کی طرف سے حضور کی خدمت میں سفارش پیش کی ــــ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سخت غضب ناک ہوئے، سرکار کو جلال آ گیا ــــ اور آپ نے اسامہ پر ناراض ہو کر فرمایا کہ تم حدود اللہ کے بارے میں سفارش کر رہے ہو ــــ ؟ اس کے بعد آپ نے لوگوں کو جمع کر کے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:

"تم سے پہلے کی قومیں اسی سبب سے تہ و بالا کر دی گئیں کہ ان میں ان کے اشراف جب چوری کرتے تو چھوڑ دیے جاتے، اور اگر کوئی کمزور جرم کرتا تو اس پر حدِ شرعی جاری کرتے تھے۔ قسم ہے خداوند تعالیٰ کی اگر فاطمہ بنت محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین) بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔"

خدمت گزار خلیفہ | رات بھیگ چکی ہے، مدینہ طیبہ کی پوری بستی نور کی چاندنی میں نہا رہی

marfat.com
Marfat.com

ہے، دن بھر کے تھکے ماندے چرواہے اپنے مویشیوں کو ڈیروں پر چھوڑ کر میٹھی نیند سے رہے ہیں
امن وسلامتی کا زمانہ ہے، شب زندہ دار مقربانِ حق یادِ حق میں ڈوبے ہوئے ہیں
مسلمانوں کا خلیفہ، مومنوں کا امیر عمر فاروق اپنے فقیرانہ لباس میں مدینہ کے راستوں سے گزر رہا ہے۔ بستی کے ایک حصہ میں کچھ آہٹ سی ہوئی، شاید کوئی مسافر خیمہ زن ہے، تھکا ماندہ ہوگا ایسا نہ ہو کہ امن وامان والے شہر میں پہنچ کر تھکا ہارا گہری نیند سو جائے اور کوئی اس کا کچھ چرا لے جائے۔ میں باشندگانِ ریاست کی جان ومال اور حدودِ اسلامیہ کے امن وامان کا ذمہ دار ہوں مجھے اس کے خیمہ کی نگرانی کرنی چاہیے ـــــ قریب پہنچ کر دیکھا تو خیمہ سے کسی کی درد بھری سسکیاں ابھر رہی ہیں ـــــ اور خیمہ کے باہر ایک مرد کھڑا تھا ـــــ آپ نے سلام کر کے پوچھا کون ہو ـــــ مسافر نے بتایا میں ایک دیہات کا رہنے والا ہوں اور امیر المومنین کے پاس اپنی کچھ حاجت لے کر آیا ہوں۔ آپ نے پوچھا، خیمہ میں کس کے رونے کی آواز آ رہی ہے؟ مسافر نے کہا آپ اپنی راہ لیجئے ہر بات پوچھنے کی نہیں ہوتی ـــــ آپ نے جب بہت اصرار سے معلوم کیا تو مسافر نے بتایا کہ میری بیوی دردِ زہ کی وجہ سے رو رہی ہے اور افسوس کہ کوئی عورت بھی موجود نہیں جو اس وقت اس کی دستگیری کرے ـــــ آپ فوراً اپنے دولت کدہ پر لوٹ آئے اور اپنی اہلیہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کو ہمراہ لے کر کچھ غلہ اور کپڑا وغیرہ ساتھ لیا اور اس مسافر کے خیمہ کے پاس پہنچ گئے ـــــ حضرت ام کلثوم کو خیمہ کے اندر بھیجا اور خود خیمہ کے باہر آگ جلا کر کھانا تیار کرنے لگے اور ساتھ ہی ساتھ مسافر سے باتیں بھی کرتے رہے ـــــ تھوڑی ہی دیر بعد خیمہ کے اندر سے نومولود کی ننھی آواز گونجی ـــــ مسافر کو یہ کیا معلوم کہ اس سے خیریت پوچھنے والا، اس کی اہلیہ کی خدمت کے لیے بنت رسول اللہ کی بیٹی کو، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اپنی اہلیہ کو دایہ کی حیثیت سے پیش کرنے والا اپنی پشت پر غلے اور کپڑے کی گٹھڑی لاد کر لانے والا، اور لکڑیاں جلا کر یہ کھانا تیار کرنے والا، مسلمانوں کا وہ باجبروت خلیفہ عمر الفاروق بن الخطاب ہے جس کے نام سے قیصر وکسریٰ کے

marfat.com

Marfat.com

یا یاؤں میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے ــــــ حضرت ام کلثوم نے بچہ کی پیدائش کے بعد خیمہ کی اوٹ
ت سے آواز دی۔

امیر المومنین اپنے رفیق کو بچہ کی ولادت کا مژدہ سنائیے، مسافر نے امیر المومنین کا لفظ سنا
اور حیرت و استعجاب کے دریا میں ڈوب گیا، خوفزدہ ہو گیا اور آپ سے اپنے پچھلے رویہ پر معذرت
کرنے لگا، آپ نے اسے تسلی دی اور پکا ہوا کھانا زچہ کے لیے حضرت ام کلثوم کے ذریعہ بھیجا
اور جب وہ کھا چکی تو مسافر کو نہایت شفقت و محبت سے تھپک تھپک کر کھلایا۔ بہت تھکے
ہوئے ہو، رات بھر آرام نہ کر سکے، اور بیوی کی تکلیف سے بہت فکر مند تھے، کھاؤ، صبح کو میرے
پاس آ جانا ــــــ صبح کو مسافر دربار فاروقی میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کی حاجت روائی کی،
اور نومولود کا وظیفہ مقرر کر کے اسے شاد کام کر دیا۔

الغرض، دنیا کی تاریخ حکمرانی سے ایسی شاہکار مثالیں، جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دورِ
خلافت میں رونما ہوئیں، بہترین بات کہی علامہ شفیق جونپوری نے ؎

شفیق امکان ہے سقراط و جالینوس کا لیکن
زمانہ کر نہیں سکتا ابو بکر و عمر پیدا

انسانی ذمہ داریوں کا احساس

یہی لوگ اسلامی نظام کی روح کو سمیٹ کر دنیا میں عدل و مساوات قائم کر گئے، یقیناً ایسا نظام صرف قرآن عظیم
والی قوم ہی برپا کر سکتی ہے۔ جو ایمان اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو۔ محض بارِ خلافت کی وجہ
سے نہیں بلکہ انسانی ذمہ داریوں کا احساس حضرات شیخین کی حیاتِ مقدس میں اس قدر تھا کہ آپ
حضرات خواہش کیا کرتے تھے کہ کاش ہم انسان کی بجائے کچھ اور ہوتے، کیونکہ انسان ہونا اور
انسانیت کے فرائض کی ذمہ داریوں کا احساس کرنا بہت عظیم امر ہے۔

احمد نے نعامۃ الزہدمیں ابو عمران الجونی کے حوالے سے بیان کیا، حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

marfat.com
Marfat.com

"مجھے یہ پسند ہے کہ میں بندۂ مومن کے سینے کا ایک بال ہوتا۔"

امام احمد حسن سے روایت کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوا اگر میں ایک درخت ہوتا جس کو کھایا جاتا اور پھر کاٹ دیا جاتا۔"

قتادہ کی روایت ہے، حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا:

"کاش میں سبزہ کی طرح ہوتا کہ مجھے چوپائے چر جاتے۔"

حاکم، معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں ـــــــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک درخت پر ایک چڑیا پھدکتی دیکھی۔ آپ نے سرد آہ بھری، اور فرمایا۔

"تو بڑی خوش نصیب ہے کہ درختوں سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے۔ ان کے سائے میں آرام کرتی ہے، اور جہاں چاہتی ہے اڑتی پھرتی ہے (کہ تجھ پر اعمال کے حساب کا خوف نہیں) کاش ابوبکر بھی تجھ جیسا ہوتا۔"

اسی طرح احساس ذمہ داری سے سرشار ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے۔

"کاش میں پالتو دنبہ ہوتا، اور مجھے کھلا پلا کر خوب فربہ کر دیتے، ان کے احباب ان کے پاس آتے تو مجھے ان کی ضیافت میں ذبح کر ڈالا جاتا، لوگ میرا گوشت بھون کر کھاتے اور میرے گوشت کا قیمہ بناتے، گر میں انسان نہ ہوتا۔" ۴۳

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

مصر پر لشکر کشی کے بعد مسلمان جب بہت تیزی کے ساتھ اندرون ملک فتوحات کرتے ہوئے بڑھنے لگے تو مصر کے بادشاہ مقوقس کو فکر ہوئی۔ اور اس نے مصالحت کے لیے سلسلہ جنبانی کی، اور اپنا ایک وفد مسلمانوں کے پاس بھیجا۔ اس کے جواب میں حضرت عمرو بن عاص نے بھی دس افراد پر مشتمل ایک وفد روانہ کیا، اس وفد کے امیر حضرت عبادہ بن صامت تھے آپ

marfat.com
Marfat.com

سیاہ فام اور طویل القامت تھے، جب یہ لوگ بادشاہِ مصر کے پاس پہنچے اور گفتگو کے لیے امیر وفد عبادہ بن صامت آگے بڑھے تو مقوقش انھیں دیکھ کر ہیبت زدہ ہو گیا اور کہا انھیں مجھ سے دُور ہی رکھو، اور کسی دوسرے کو گفتگو کے لیے آگے بڑھاؤ ـــــ یہ سن سب ارکان وفد نے بیک زبان کہا ـــــ یہ ہم سب کے امیر ہیں، نیز علم و فراست، اور رائے میں ہم سب سے فائق ہم لوگ ان کو ہی گفتگو کا مجاز ٹھہراتے ہیں ـــــ مقوقش نے کہا تم لوگ ایک سیاہ فام کو اپنا سربراہ بنانے پر کیسے رضامند ہو گئے ـــــ ؟ مسلمانوں نے جواب دیا کہ جب یہ لڑائے اور بصیرت علم اور دانائی میں ہم سے افضل ہیں، تو سربراہی تو انہی کا حق ہے، رہی سیہ فامی تو اسلام کے نزدیک یہ کوئی عیب نہیں ـــــ ناچار بادشاہ مصر نے حضرت عبادہ بن صامت سے گفتگو کی۔

شریعت کورٹ کے آداب

عدل اور مساوات کا دور دورہ محض دورِ نبوی اور خلفائے راشدین کے زمانہ تک محدود نہیں، ہاں! یہ حقیقت ہے کہ اسلام کا سنہری دور وہی تھا۔ بعد کے زمانے میں حقیقی اسلام کی تابانی مدھم پڑتی گئی تا آنکہ مسلمان غیروں کے خوشہ چیں بن گئے۔ خلفائے راشدین کے بعد کے ادوار میں ایسی کثیر مثالیں موجود ہیں، جب خلفاء و سلاطین اسلامی قانون کے تحت قاضی کی عدالت میں عام شہریوں کی طرح حاضر ہوتے رہے ہیں۔

ہم پہلے آپ کی خدمت میں دورِ فاروقی کا ایک واقعہ پیش کرتے ہیں۔ پھر بعد کے زمانے کی مثالیں دیں گے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ ایک روز آپ کے خلاف کسی نے عدالت فاروقی میں مقدمہ دائر کیا۔ اس وقت آپ اور خلیفۃ المسلمین باہم بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ اس شخص کے شکایت کرتے ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابوالحسن! کھڑے ہو جائیے اور صفائی دیجئے۔ حضرت علی رضی

marfat.com

Marfat.com

اللہ عنہ کھڑے ہو تے، اپنی صفائی دی اور مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا۔ حضرت عمر نے حضرت علی کے چہرے سے کچھ ناگواری محسوس کی، کچھ دیر کے بعد پوچھا، آخر ایسا کیوں ہوا؟ کیا جاب دہی کے لیے میرا حکم دینا تمہیں ناپسند ہوا؟ حضرت علی نے فرمایا ـــــ نہیں یا امیر المومنین! بلکہ حکم فرماتے وقت آپ نے میرے نام کے بجائے کنیت استعمال کی (واضح رہے کہ اہل عرب کنیت کا استعمال عزت افزائی کے موقع پر کرتے ہیں) اس کو میں نے ناپسند کیا، مبادا مدعی یہ سمجھ بیٹھے کہ امیر المومنین مدعا علیہ کے ساتھ خصوصی برتاؤ کر رہے ہیں ـــــ اور یہ اسلامی اصول عدل وانصاف کے خلاف ہے۔

دورِ عباسی میں محمد بن عمر طلحی مدینہ کے قاضی تھے، اور نمیر مدینی ان کے سیکرٹری تھا۔ مدینہ کی عدالت میں مدینہ کے کچھ کرایہ دار مزدوروں نے خلیفہ منصور عباسی کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ قاضی نے سکرٹری سے خلیفہ کے نام عدالت میں حاضر ہونے کا حکم نامہ لکھوایا، دستخط کیا، مہر لگائی اور خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔ نمیر المدینی حکم نامہ لے کر گئے۔ خلیفہ کے حاضر باش ربیع کو دیا تاکہ وہ خلیفہ تک پہنچا دیں۔ ربیع نے حکم نامہ پہنچایا اور واپس آکر لوگوں سے کہا۔ امیر المومنین آپ سب لوگوں کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ مجھے قاضی کے پاس طلب کیا گیا، وہاں جب میں جاؤں تو کوئی آدمی میری تعظیم کے لیے کھڑا نہ ہو، اور نہ مجھے سلام کرنے میں سبقت کرے کیونکہ میں وہاں ایک مدعا علیہ کی حیثیت سے جا رہا ہوں۔

خلیفہ قاضی کی کچہری میں پہنچے تو مدینہ کے معززین کی خاصی تعداد وہاں موجود تھی، نہ کسی نے اٹھ کر تعظیم کی اور نہ ہی سلام کیا، خلیفہ منصور نے خود ہی سلام کیا، اس وقت خلیفہ تہبند اور چادر پہنے ہوئے تھے۔ راستے میں خلیفہ نے ربیع سے کہا، واللہ! اگر محمد بن عمر طلحی احترام میں کھڑے ہوئے تو پھر وہ قاضی نہیں رہ سکتے ـــــ قاضی صاحب مسند سے ٹیک لگائے ہوتے تھے۔ خلیفہ پہنچے تو چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ جانبین کے بیانات شروع ہوئے قاضی نے

marfat.com
Marfat.com

بیانات سن کر خلیفہ کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کر دیا۔ گھر پہنچ کر خلیفہ نے قاضی صاحب کو بلوایا، اور خوش ہو کر کہا۔ رب تعالیٰ آپ کے دین و اخلاق کے بدلے آپ کو بہترین جزا دے۔

قاضی شرف الدین محمد بن عبد اللہ الاسکندری اپنے وقت کے مشہور قاضی ہوئے ہیں، ان کی عدالت میں کسی مقدمہ کے گواہ کی حیثیت سے شاہ کامل بادشاہ آیا ____ مگر قاضی صاحب نے بادشاہ کی شہادت قبول کرنے سے انکار کر دیا ____ بادشاہ نے وجہ دریافت کی، تو آپ نے کہا بھلا میں آپ کی گواہی کیسے قبول کر سکتا ہوں جبکہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ آپ بلیبہ نامی مغنیہ کا گانا سنتے ہیں، اور وقت رخصت جب وہ آپ کے محل سے برآمد ہوتی ہے، تو اس کے قدم نشہ سے لڑکھڑاتے ہوتے ہیں، اور ایک لونڈی اسے سہارا دے کر لے جاتی ہے ____ قاضی صاحب کی بات سن کر بادشاہ اس وقت تو کچھ نہ بولا، مگر وہاں سے یہ ارادہ کر کے لوٹا کہ انھیں عہدۂ قضا سے ہٹا دیا جائے ____ ادھر قاضی صاحب کو بھی اپنی حق گوئی کا انجام معلوم تھا۔ اس لیے اس روز کی کچہری برخواست کرنے سے پہلے قاضی صاحب نے ارکانِ عدالت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ حضرات گواہ رہیں کہ میں بخوشی آج عہدۂ قضا چھوڑتا ہوں، اور استعفار دیتا ہوں"

قاضی شرف الدین کے مستعفی ہونے کی خبر نے پورے شہر کو لرزا کر رکھ دیا، اور مسلمانوں میں انتشار و بے چینی کی کیفیت پیدا کر دی ____ بادشاہ اس حالت سے بہت پریشان ہوا، اور مجبوراً خود قاضی صاحب کی خدمت میں باادب حاضر ہوا، اور بہت منت و سماجت کے بعد انھیں دوبارہ مسند قضا سنبھالنے پر رضامند کیا گیا۔

شیخ عزیزالدین بن عبد السلام دمشق کے قاضی تھے، علم و تقویٰ کے جامع ظاہر و باطن کے امام، اور حق و صداقت کے بے باک منادی دمشق کے سلطان ملک صالح نے اسلامی ریاست کا کچھ حصہ شہر صید اور قلعہ شقیف صلیبیوں کے حوالے کر دیے، جس سے ناراض ہو کر آپ نے

marfat.com

Marfat.com

دمشق چھوڑنے کا تہیہ کر لیا، اور مصر روانہ ہوتے۔ آپ کے نقل مکانی کی خبر جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی اور دیکھتے دیکھتے ہزاروں لوگوں نے شیخ کے ساتھ مصر جانے پر قمر باندھ لی، لگتا تھا دمشق ویران ہو جائے گا۔ ملک صالح سلطان دمشق نے آپ کی خدمت میں اپنا ایلچی بھیجا۔ جس نے سلطان کی شیخ سے اپنی عقیدت مندی اور محبت کا ذکر کیا، اور دمشق چھوڑنے کے باعث امور سلطنت کی خرابی اور مسلمانوں کے حالات زبوں کا بیان کیا۔ اور کہا کہ آپ دمشق پھر سے لوٹ چلیں ——— ادھر شیخ اپنی دینی اور شرعی ذمہ داریوں کے تحت سلطان سے اتنے برہم تھے کہ خطبہ میں اس کا نام لینا بھی ترک کر دیا تھا ——— ایلچی نے دوران گفتگو کہا۔ بس آپ دمشق چل چلیں ——— اور بادشاہ سے باادب ملیں ——— تاکہ سب حالات بدستور ٹھیک ہو جائیں وغیرہ وغیرہ........

قاضی صاحب نے فرمایا؛

"تم مجھے کہہ رہے ہو کہ میں سلطان کے ہاتھوں کو بوسہ دوں، حالانکہ میں اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ سلطان میرے ہاتھوں کو بوسہ دے۔"

مذکورہ بالا تمام واقعات عدل و مساوات، حق گوئی و بے باکی اور ہر شے سے مقدم قانون اللہ کو تسلیم کرنے کے بیّن شواہد ہیں۔ اسلام میں عدل اجتماعی کی بنیادی قدریں نہایت مضبوط اور مستحکم ہیں، جن پر چل کر کوئی بھی ملک، کوئی بھی قوم خود کو انعامات الہیہ کا حقدار قرار دے سکتی ہے۔ یہ کسی خاص سرزمین اور خاص افراد کی جاگیر نہیں، بلکہ ایک عام و تام عالمگیر بارش رحمت کے مثل ہے۔ ؎

اب اس سے دامن دل کو بھگو لے جس کا جی چاہے

اس نظام میں بلال حبشی داخل ہوتے ہیں، تو وہ بھی سیدنا فاروق اعظم کی زبان میں سیدنا بلال بن رباح پکارے جاتے ہیں ——— یہاں حاکمیت محض اللہ جل مجدہ کی ہے، باقی سب محکوم ہیں۔ یہاں کسی منصب اور عہدہ کی بلندی اس انسان کو قوانین الہیہ کی پابندی سے مستثنیٰ نہیں قرار دیتی، نہ کسی کی کمزوری حق رسی و انصاف یابی میں رکاوٹ بنتی ہے ———

marfat.com
Marfat.com

بقول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

"تم میں سے ہر مظلوم میرے نزدیک قوی تر ہے، جب تک کہ میں اس کا حق اس تک نہ پہنچا دوں"

کوئی مخالفت عدل و مساوات میں مانع نہیں ہو سکتی

اسلام مساوات اور بھائی چارگی کے اصول کے ساتھ ساتھ اپنے اندر کامل عدل و انصاف رکھتا ہے۔ اور وہی تقویٰ اللہ کی روح ہر جگہ کارفرما ہوتی ہے کہ مسلمان امارت اور سیادت ملکی کو ایک خدائی ذمہ تصور کرتا ہے۔ جس میں ذمہ داریاں اور زیادہ ہو جاتی ہیں، فرائض بڑھ جاتے ہیں اور مسئولیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خدائی قانون پیش نظر ہوتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا	اے ایمان والو! اللہ کے حکم پر خوب
قَوّٰامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ	قائم ہو جاؤ، انصاف کے ساتھ گواہی دیتے
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى	ہوئے، اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر
اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ	برانگیختہ نہ کرے کہ انصاف نہ کرو، انصاف
لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ	کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب
خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔	ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اخلاقی تربیت، اور تہذیب نفس کا یہ پاکیزہ اصول صرف اسلام کے پاس ہے۔ غور کیجئے کہ آج ساری دنیا ہٹ دھرمی، ضد اور عداوت کے اسی نفسانی عفریت کا شکار نہیں ہے کہ اپنا پلہ جیسا بھی ہو نوازا جاتا ہے۔ اور جسے ملکی حد بندیوں، رنگ و نسل اور زبان کے تفاوت سے غیر سمجھ لیا گیا ہے، تمام تر انصاف اور عدل سے محروم کیا جا رہا ہے —— اس مرحلہ پر پہنچ کر قوانین اپنی بھلائی، اپنا فائدہ، اپنی حفاظت اور اپنے محدود نظریات کو لے کر

marfat.com
Marfat.com

بڑھتے ہیں۔ انہی وجوہات کے باعث ان میں ہمیشہ تغیر و تبدل بھی ہوتا رہتا ہے۔ بخلاف نظام اسلام کے جو رب العالمین، احکم الحاکمین کا نظام ہے، وہ خود قدیم ہے، صانع کا عکس مصنوع میں ضرور جھلکتا ہے۔ انسان فانی، متغیر اور ناقص ہے۔ لہٰذا اس کی ان تمام صفتوں کا مظہر اس کا قانون ہے۔ رب تعالیٰ باقی، قدیم اور غیر متبدل ہے۔ اس کی یہ صفات اس کے نظام محکم کی بنیادوں میں ہویدا ہیں۔

امارت متقیوں کے لیے آزمائش ہے

اسلامی قوانین کے تحت فیصلے کرنے کا ذمہ جس پر بھی آیا، وہ شدید آزمائش اور امتحان میں مبتلا کیا گیا۔ اسلامی نظام میں یوں تو ہر فرد سے جماعت تک اور مکان سے حدِ جہان تک عدل کی کارفرمائی ہے۔ اور کوئی انسان اپنے میدان عمل میں عدل سے باہر نہیں جا سکتا۔ مگر دینی ذمہ داروں، اور اسلام کے مبلغوں، اور دولت اسلامیہ کے کارپردازوں پر یہ ذمہ داریاں مزید شدت سے عائد ہوتی ہیں۔ اسی لیے ہم اسلام کی تاریخ کے روشن ادوار کا جائزہ لیتے ہیں تو لوگوں کو مناصب اور عہدوں پر پروانہ وار ٹوٹتا ہوا نہیں پاتے۔ بلکہ قبولیت سے گریزاں، اور اہم ذمہ داری کی جگہوں سے لرزہ براندام ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صرف اسی لیے قید و بند کی صعوبت میں ڈالے گئے کہ انھوں نے عہدۂ قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ کتنا فرق ہے ان دونوں نظریات میں کہ کہیں حکومتی عہدوں اور منصبوں کے حصول کے واسطے سفارشیں کی جاتی ہیں۔ اور ہر ملک پر پروپیگنڈہ اور اشتہار کیا جاتا ہے کہ ہمیں فلاں منصب کے لیے انتخاب کرو۔

اور دوسری طرف مسند امارت پر متمکن ہونے کے لیے قدم لرز رہے ہیں۔ دل کانپ رہے ہیں اور جب کسی ذمہ داری کو قبول کر لیتے ہیں، تو اسے اپنے لیے وجہِ امتحان تصور کرتے ہیں۔

صدیق اکبر کا احساس

آئیے یارِ غار رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خطبہ کا ایک اقتباس دیکھیے، جو آپ نے خلافت کا بارِ گراں

marfat.com
Marfat.com

سنبھالنے کے بعد دیا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ اپنے مغازی میں اور حاکم عبدالرحمٰن بن عوف سے راوی ہیں،

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"واللہ! مجھے دن رات میں کبھی امارت کا شوق نہیں رہا۔ اور نہ میں نے کبھی اس کی حرص کی نہ ہی میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے ظاہر و باطن میں دعا مانگی، اصل یہ ہے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں فتنہ نہ برپا ہو جائے میرے لیے خلافت میں کوئی راحت و سکون نہیں ہے۔ میرے کندھوں پر ایک بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ خدا ہی کی مدد سے اس کو انجام تک پہنچانے کی کوشش کروں گا، مجھے اللہ کی طاقت اور قوت پر پورا پورا بھروسہ ہے"

آپ نے اپنے خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ

"مسلمانو! تم نے مجھے اپنا امیر بنایا ہے، اگرچہ میں اس قابل نہیں تھا۔ اب اگر میں بھلائی کروں تو میری مدد کرنا، اور اگر مجھ سے برائی سرزد ہو تو میری ملامت کرنا، صدق ایک امانت ہے اور کذب ایک خیانت ہے، تم میں سے جو کمزور ہیں وہ میرے نزدیک اس وقت تک قوی ہیں جب تک میں اس کا حق نہ دلوا دوں، اور جو تم میں قوی ہیں وہ اس وقت تک کمزور ہیں جب تک وہ دوسروں کا حق نہ دے دیں ______ مسلمانو! جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و پیروی کروں تم میری اطاعت و پیروی کرنا، اور جب میں اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے روگردانی کروں ______ (العیاذ باللہ) تو میری اطاعت تم پر واجب نہیں ہے"

یقیناً آپ نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا پورا پورا حق ادا کر دیا اور اس دور کے شدید فتنوں کا قلع قمع کر ڈالا۔ ۴۵

marfat.com
Marfat.com

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

اور یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے، اور نہ فساد، اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے

اپنی حیثیت اور حدودِ عمل کا تعین

اسلامی نظام کا برپا کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں، پہلے اپنی انفرادی زندگی کو تو اسلامی اخلاق و کردار میں ڈھالیے۔ محض قلم فرسائی کی مہارت کا نام "اسلامیت" اور مذہبیت نہیں ہے۔ حسب مراتب رب کائنات نے جس درجہ میں رکھا ہے، اس فرد بشر کو اپنے دائرہ میں پہلے کامل مساوات کا اسلامی نمونہ بننا چاہیے، اگر ہم اس میں ناکام ہیں تو یہ شدید خسارہ ہے، اپنے اعمال کا محاسبہ لازم ہے، ورنہ خدائی گرفت بہت شدید ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور وہی ہے جس نے زمین میں تم کو نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ تمہیں آزمائے اس چیز میں جو تمہیں عطا کی، بے شک تمہارے رب کو عذاب کرتے دیر نہیں لگتی، اور بے شک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

بمصداق ؏ ہر کسے را بہر کارے ساختند

علم و شعور، تدبر و تعقل، تقویٰ اور طہارت عمل، اخلاص و مروت کی جامع شخصیات ہی دینی انقلاب اور نظام مصطفےٰ کے قیام میں کامیاب ہو سکتی ہیں ——— اور مذکورہ بالا صفات کی سطحی توجیہ مراد نہیں، بلکہ مثلاً علم ایسا جو حاوی ہو ادیان و شرائع کے اصول و فروغ، مآخذ و مبادی کو محدثات قدیم و جدید امور دینی و دنیاوی، اور حالات زمانہ کو اور دیگر صفات بھی علی ہذالقیاس۔ ایسی عبقری شخصیت تلاش کرنے نکلئے تو محسوس ہوتا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

الغرض یہ کسی فیلڈ میں اچھلتی گیند نہیں جس پر جو چاہے طبع آزمائی کرے بلکہ جوئے شیر لانے جیسا کام ہے۔ زندگیاں وقف کی جاتی ہیں، خواہشات کا خون کیا جاتا ہے۔ مصائب و آلام کے دلدل میں چھلانگ لگا کر بایں طور کہ بطن دریا سے گزرنے کا حکم ہے اور تاکید یہ ہے کہ

دامن تر مکن ہشیار باش

ایسے اسلامی عدل و مساوات کو برتنے کے لیے صدیقی عزم، فاروقی جذبہ، عثمانی ایثار، اور مرتضوی شجاعت و اتقاء ضروری ہے۔

اسلامی قیادت کے رہنما اصول

احکام الٰہی اور خدائی فرامین صالح قیادت کے ذریعہ نافذ العمل ہوں، تو پھر دنیا میں امن و امان اور سلامتی کا قیام ہو سکتا ہے۔ موجودہ دور کی سیاست کے علی الرغم قیادت، ملکی جغرافیہ کی حفاظت و صیانت سے زیادہ حدود اسلامیہ اور قوانین شرعیہ کے سلسلہ میں حساس ہو۔ اہل ریاست کے دکھ درد کا لاے ضرور خیال ہو، مگر کسی منزل پر روح اسلامیت اور نصوص دینیہ کو مجروح نہ ہونے دے، دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی عزیمت کا یہ باب سرمایۂ عبرت ہے جو آپ نے مصر کے عامل (گورنر) کو لکھا۔

آپ کو معلوم ہے کہ اسلامی ریاست کے اندر کوئی بھی غیر مسلم جب اسلام قبول کر لیتا ہے تو فوراً وہ ملتِ اسلامیہ کا جزء بن جاتا ہے اور اسے بلا عذر و تامل تمام اسلامی مراعات حاصل ہو جاتی ہیں۔ (بعینہٖ آج کی دنیا میں کسی ملک کی جنسیت (nationality) حاصل ہونے کے بعد اس ملک میں اس شخص کو جو مراعات ملتی ہیں) حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دورِ سعید آیا تو بلادِ اسلامیہ میں اسلام کی جدید فصل بہار آئی۔ انصاف و معدلت کا قرآنی نصاب کچھ اس طرح جاری ہوا

marfat.com
Marfat.com

کہ ہر خطہ میں غیر مسلموں نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ نتیجتاً بیت المال کی آمدنی جو اہل ذمہ سے جزیہ کے طور پر لی جاتی تھی اس میں کمی واقع ہونے لگی مصر کے گورنر شریح بن حیان نے امیر المومنین کو اس بات کی خبر دی، اور آمدنی کی کمی کا عذر پیش کیا۔ اس کے جواب میں حضرت عمر بن عبد العزیز نواسہ فاروق اعظم نے جو جواب تحریر فرمایا وہ ہر دور کی اسلامی قیادت کے لیے آئینہ دار ہے۔

اَمَّا بَعْدُ	.... حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ اللہ
فَاِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی	تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَاعِیًا وَّلَمْ	طرف بلانے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔ خدا
یَبْعَثْہُ جَابِیًا فَاِذَا اَتَاکَ	نے انھیں ٹیکس وصول کرنے والا بنا کر
کِتَابِیْ ھٰذَا فَاِنْ کَانَ اَھْلُ	نہیں بھیجا۔ جس وقت میرا یہ خط تمہارے
الذِّمَّۃِ اَسْرَعُوْا فِی الْاِسْلَامِ	پاس پہنچے اور ذمی اسلام میں داخل ہو
وَکَسَرُوا الْجِزْیَۃَ فَاطْوِ	رہے ہوں جس سے آمدنی کم ہو رہی
کِتَابَکَ وَاَقْبِلْ ؎	ہو تو اپنے حساب کتاب کا رجسٹر لپیٹو اور
	خود واپس آجاؤ۔"

اسلامی ریاست کا سربراہ کسی مرحلے میں اسلامی قوانین سے بالاتر نہیں ہوتا، بلکہ نفاذ قوانین کا ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے اپنی ذات پر قوانین اسلامی کو اور زیادہ سختی سے برپا کرتا ہے۔ اسے منصوص حقائق میں ردو بدل اور حلت و حرمت میں ترمیم و تنسیخ کا حق تو کجا تصور بھی ناروا ہے۔ اسلام اس کلیسائی نظام سے بالکل مختلف ہے۔ جہاں قوانین حالات اور ماحول کی رعایت سے وضع کیے جاتے ہیں۔ یہاں غیر متبدل ضوابط وحی الٰہی کے ذریعہ آ چکے۔ اب قیامت تک انسان کو اس سے کسب نور کرنا ہے۔ اور ہر زمانہ، ہر ملک اور ہر قوم اس آفاقی اور ہمہ گیر نظام محکم میں سکون و قرار پا سکتی ہے۔ نہیں بلکہ یہ تجربہ ہے کہ اس کے سوا امن و سلامتی کا کوئی دوسرا ذریعہ ہی نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

قانون اور انصاف کے سلسلہ میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عاملین کو ایک فرمان جاری کیا اور اعلان فرمایا:

وَلَسْتُ بِقَاضٍ وَلٰكِنِّيْ مُنَفِّذٌ
وَلَسْتُ بِخَيْرٍ مِّنْ اَحَدٍ وَّلٰكِنِّيْ
اَثْقَلُكُمْ حِمْلًا وَّاَحْسَبُ قَالَ
وَلَسْتُ بِمُبْتَدِعٍ وَّلٰكِنِّيْ
مُتَّبِعٌ ۔ ۴۹

فیصلہ کرنے والا میں نہیں ہوں، میں تو صرف نافذ کرنے والا ہوں، میں تم میں سے کسی سے بہتر نہیں ہوں۔ لیکن میرا بازو زیادہ بوجھل ہے۔ میرے خیال میں یہ بھی فرمایا میں دین و شرع میں کسی کمی و بیشی کا حق نہیں رکھتا، بلکہ اتباع ہی میرا ذمہ ہے۔

یہ رہنما اصول ہیں ہر دور کی اسلامی قیادت کے لیے جن سے بے نیاز ہو کر حقیقی اسلامی قوانین کا نفاذ خواب و خیال سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ ۵۰

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز!!
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے!

marfat.com
Marfat.com

حوالے

---

۱ القرآن ، یوسف ۱۲/۴۰

۲ " ، الاحزاب ۳۳/۳۶

۳ " ، الحجرات ۴۹/۱۳

۴ " ، الزلزال ۹۹/۷،۸

۵ صحیح مسلم ،

۶ صحیح بخاری ،

۷ المفردات فی غرائب القرآن، للعلامۃ ابی القاسم الراغب الاصفہانی المتوفی ۵۰۳ھ، مطبعۃ المیمنہ بمصر، ص ۳۲۷، ص ۳۲۸

۷/۱ القرآن، الرحمٰن ۵۵/۷

۷/۲ " ، الحدید ۵۷/۲۵

۷/۳ احیاء للغزالی، ج ۳ ص ۴۸

۷/۴ حجۃ اللہ البالغۃ، ص ۵۸

۸ کلیات العلوم لابی البقاء مطبوعہ مصر

۹ تعریفات السید الشریف ص ۵۸

۱۰ تفسیر روح المعانی للشیخ شہاب الدین الآلوسی البغدادی (متوفی ۱۲۷۰ھ) ج ۱۴/ ۲۱۷ ،

۱۱ آیت کریمہ یہ ہے وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ المائدۃ ۵/۴۲

۱۲ آیت قرآنیہ یہ ہے فَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا الانعام ۶/۱۵۲

۱۳ آیت قرآنیہ یہ ہے وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ البقرہ ۲/۱۲۳

۱۴ آیت پاک یہ ہے الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ الانعام ۶/۱

۱۵ صحیح البخاری

۱۶ لسان العرب ج ۹ ص ۲۵۲

۱۷ القرآن ، النحل ۱۶/۹۰

۱۸ تفسیر روح المعانی ج ۱۴ ص ۲۲۰

marfat.com

Marfat.com

۱۹۔ تفسیر ابن کثیر للعلامہ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن بشیر الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ احیاء کتب العربیہ بمصر ج ۲ ص ۵۸۲۔

۲۰۔ تفسیر کنز الایمان مطبوعہ اشاعت الاسلام دہلی ص ۲۰۲۔

۲۱۔ القرآن، المائدة ۸/۵

۲۲۔ " ، النساء ۱۳۵/۴

۲۳۔ " ، المائدة ۸/۵

۲۴۔ " ، النساء ۵۷/۴

۲۵۔ " ، الانعام ۱۵۳/۶

۲۶۔ " ، الشوریٰ ۱۵/۴۲

۲۷۔ " ، ص ۲۶/۳۸

۲۸۔ " ، البقرہ ۱۴۲/۲

۲۹۔ " ، النحل ۱۲۶/۶

۳۰۔ " ، المائدة ۴۶/۵

۳۱۔ الاحکام السلطانیہ للعلامہ ابی الحسن البصری الماوردی المطبوعہ بمصر ص ۶۸

۳۲۔ ایضاً،

۳۳۔ صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۳۱۷۔

۳۴۔ ترمذی، ابوداؤد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۳۱۸

۳۵۔ بیہقی واحمد بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۳۱۸

۳۶۔ القرآن، ن والقلم ۴/۶۸

۳۷۔ " ، الاحزاب ۲۱/۳۳

۳۸۔ زاد المعاد ج ۲ ص ۱۸۵

۳۹۔ تاریخ عمر بن الخطاب لابن الجوزی ص ۸۶

۴۰۔ کتاب المجالسہ روایت احمد بن مروان المالکی / البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۵۳

۴۱۔ البدایہ والنہایہ للعلامہ ابن الاثیر، ج ۷، ص ۵۳۔

۴۲۔ البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۱۶

۴۳۔ تاریخ الخلفاء للعلامہ جلال الدین السیوطی

۴۴۔ القرآن، المائدة ۸/۵

۴۵۔ تاریخ الخلفاء۔

۴۶۔ القرآن، القصص ۸۳/۲۸

۴۷۔ " ، الانعام ۱۱۶/۶

۴۸۔ ابن سعد ج ۶ ص ۳۱۰

۴۹۔ ابن سعد ج ۶، ص ۲۷۱

marfat.com

Marfat.com

باب سوم

اسلامی جہاد اور اس کا مقصد

جہاد کا مفہوم جہاد کے معنی انتھک کوشش کے ہیں۔ قرآن و سنت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے لیے اور دین حق کے فروغ کے واسطے کمال درجہ کی جدوجہد کرنا یہ سعی اور کوشش زبان سے، مال سے، وقت اور عمر سے ہو سکتی ہیں، تکالیف اٹھا کر، جان جوکھم میں ڈال کر اور وقت ضرورت اپنے خون کا آخری قطرہ بہا کر کی جاتی ہے۔ جہاد سے محض حرب و ضرب اور جنگ و جدال مراد نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو زبان و دل کے اعمال پر اس کا اطلاق نہ ہوتا ارشاد ربانی ہے:

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ [1]	اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی توصیف میں قرآن ناطق ہے۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [2]	لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انھوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور انہی کے لیے بھلائیاں ہیں —— اور یہی مراد کو پہنچے۔

ایک مقام پر رب کائنات سچے ایمانداروں کی علامت ذکر فرماتا ہے:

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا	اور وہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں، تم سے رخصت نہ مانگیں گے اس سے

marfat.com

Marfat.com

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ (القرآن)
کہ اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو۔

منافقین جو غزوہ تبوک میں جان بوجھ کر شریک نہ ہوئے ان کا ذکر کرتے ہوئے قرآن عزیز ایمان و نفاق کا فرق بیان فرما رہا ہے اور جہادِ اسلامی سے جان بچانے والوں کو نارِ جہنم کی وعید سنا رہا ہے۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْۤا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۗ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ (القرآن)
پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور وہ بولے اس گرمی میں نہ نکلو، تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے، کسی طرح انہیں سمجھ نہ ہوتی۔

دیکھیے مذکورہ تینوں آیات میں جان کے ساتھ مال کے ذریعہ بھی جہاد کا ذکر ہوا ہے۔

مشہور حدیث پاک ہے:

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ۔
مجاہد وہ ہے جو اللہ کے معاملہ میں اپنے نفس سے جہاد کرے، اور مہاجر وہ ہے جو منہیاتِ الٰہیہ سے دور و نفور ہو جائے۔

رسول اکرم و اعظم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان گرامی زبان زد خاص و عام ہے۔

اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ ﴿۶﴾
سب سے افضل جہاد وہ کلمۂ حق ہے جو ظالم حکمران کے روبرو کہا جائے۔

ان تمام آیات و احادیث نے اسلام میں جہاد کا مفہوم واضح کر دیا۔ اور یہ بات متعین ہو گئی کہ محض کفار و مشرکین اور دشمنان اسلام سے جنگ ہی کا نام جہاد نہیں ہے، لفظ جہاد جہد

marfat.com
Marfat.com

سے نکلا ہے۔ قتال اور مقاتلت کے وزن پر جہاد اور مجاہدہ اسی جہد سے مصدر ہیں، لغوی معنی سے ہٹ کر اسلام نے اسے یہ مفہوم بخشا ہے کہ حق کی سربلندی اور فروغ و اشاعت کے لیے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے واسطے ہر طرح کی مساعی کوشش، ایثار و قربانی، جانی و مالی جدوجہد اور خدا کی بخشی ہوئی جملہ صلاحیتوں سے دین و ملت کی بقا اور احیاء کا کام کرنا، انفرادی و اجتماعی تدابیر بروئے کار لانا، اور اسلام دشمن عناصر کی منفی وسیلہ کاریوں کو ناکام بنا دینا، زبان و قلم اور ہر ممکنہ قوت سے اعلاء کلمۂ حق میں حصہ لینا ———— اب اتنے وسیع و عظیم مفہوم کو اسلام دشمن تحریکیں اپنی من مانی توجیہ سے صرف "جنگ" تک محدود کریں تو یہ ان کی تنگ نظری ہے۔

جہاد کی بعض مشہور اقسام

یہ بات سچ ہے کہ کفار و مشرکین سے قتال بھی جہاد ہے مگر جہاد صرف یہی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے کام ہیں جو داخل جہاد ہیں۔ ان میں وقت کی ضرورت کفار و مشرکین سے قتال بھی ہے۔ اور یقیناً اس سے زیادہ کسی مومن کی خوش بختی اور کیا ہوگی کہ سب سے قیمتی "سرمایۂ جان" ہتھیلی پر رکھ کر احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دے، تلواروں سے کٹ جانے، برچھوں سے چھد جانے، بندوق، پستول، توپ اور بم سے اڑ جانے، سولی پر لٹک جانے، آرے سے چر جانے سے خائف نہ ہو بلکہ اپنے کو پیش کر کے اپنے مقصود حقیقی کو پالے۔

یونہی جہاد بالمال یہ ہے کہ سربلندیٔ حق کے لیے اپنی دولت و ثروت سب کچھ داؤ پر لگا دے۔ مال و خزانہ لٹا کر رضائے حق حاصل کرے۔ علم زمین و فلک کا قمقمہ ہے اور جہالت ظلمت و تاریکی ہے، مسلمان پر جہاد بالنفس اور جہاد بالمال کی طرح جہاد بالعلم بھی لازم ہے۔ علم ایسی روشنی ہے جو عقل و شعور اور دل و دماغ کو روشن کر دیتی ہے۔ اس لیے جنہیں رب کائنات کی طرف سے علم معرفت نصیب ہے انہیں جہالت و غباوت کے خلاف علم کی شمع کے ذریعہ جہاد ضروری ہے۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ — اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر

marfat.com

Marfat.com

وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ — اور اچھی نصیحت سے، اور ان سے اس
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ (القرآن) — طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

اسی طرح اپنے اندر بیٹھے ہوئے دشمن اعظم نفس سے جہاد کرنا "جہاد اکبر" کہلاتا ہے۔
سورۂ عنکبوت کا مطالعہ کر جائیے۔ رب تعالیٰ اس میں اہل ایمان کو حق کی حمایت میں ہر سخت سے سخت مصیبت اور تکلیف برداشت کرنے، اور امتحان و آزمائش کی سنگلاخ وادی سے صبر و شکیب کے ساتھ گزر جانے کی تعلیم فرماتا ہے۔ انبیاء ماسبق جنہوں نے سخت ترین لمحات میں ثابت قدمی اور جرأت و استقلال کی مثالیں قائم فرمائیں، ان کے تذکار فرماتا ہے۔ اور ان کے ساتھ کس طرح نصرت خداوندی ہوئی، اور ان پاک نفوس کے مخالف کس طرح تباہ و برباد، خائب و خاسر اور ہلاک ہوئے اس کو ذکر فرماتا ہے۔ سورۃ کے آغاز میں پانچ آیتوں کے بعد ہی فرماتا ہے۔

مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ — جو کوئی اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو
لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ — وہ اپنے ہی بھلے کے لیے کوشش کرتا
الْعٰلَمِيْنَ ؕ (القرآن) — ہے بے شک اللہ بے پرواہ ہے سارے
جہان سے۔

اور آخری آیت میں صرف ذات حق کے لیے جہاد اور سعی و کوشش کا ثمرہ کیا عطا فرماتا ہے اسے ملاحظہ کیجیے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا — اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ — کی (جہاد کیا) ضرور ہم انھیں اپنے
لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ؕ (القرآن) — راستے دکھادیں گے، اور بے شک اللہ
نیکوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت کریمہ میں لفظ فِيْنَا قابل غور ہے کہ محض رضائے حق کے لیے جہاد ہدایت کا سبب ہوتا ہے اور ایسے خوش بختوں کو رب تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت جابر سے روایت ہے کہ سید کونین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا جو ابھی ابھی میدانِ جنگ سے لوٹے تھے۔ تمہارا آنا مبارک، تم جہاد اصغر (غزوہ) سے جہاد اکبر (مجاہدہ نفس) کی طرف آئے ہو۔ بڑا جہاد بندہ کا اپنی خواہشاتِ نفس سے لڑنا ہے ۔۔۔۔۔ ابن نجار حضرت بردہ بخاری سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بہترین جہاد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور اپنی خواہش سے جہاد کرے۔"

سیدنا الشیخ غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے

اَلنَّفْسُ كُلُّهَا مُخَالَفَةٌ مُنَازَعَةٌ
فَمَنْ اَرَادَ صَلَاحَهَا فَلْيُجَاهِدْهَا
حَتّٰى يَأْمَنَ شَرَّهَا كُلُّهَا شَرٌّ فِي
شَرٍّ فَاِذَا جُوْهِدَتْ اِطْمَأَنَّتْ

نفس کی عادت ہی اختلاف و نزاع کرنا ہے تو جو اس کی اصلاح چاہے وہ اسے اس قدر مجاہدے میں ڈالے کہ اس کے شر سے بے خطر ہو جائے۔ نفس تو شر ہی شر ہے مگر جب مجاہدہ میں پڑتا ہے تو مطمئنہ ہو جاتا ہے۔

جہاد اکبر کی تعریف اور تفاصیل کتب تفسیر و کتب تصوف میں وافر موجود ہیں، یہ سب جہاد کی قسمیں ہیں۔ اور ان کے علاوہ ہر نیکی اور خیر کا کام سر انجام دینے میں جو کوششیں کی جاتیں سب داخل جہاد ہیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، عدل و انصاف کا قیام، حق و صداقت کی حمایت، بیچارگی کی نصرت، مظلوموں، کمزوروں اور زیردستوں کی اعانت، اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی، کفار و دشمنانِ خدا سے نفرت، مخلوقِ خدا سے ہمدردی، اور من حیث الانسان تمام بنی نوع آدم کی بہی خواہی اور ہر ایک کے کان تک کلمۂ حق کی صدا رسانی، اگر اسلام کے نظام حیات کے ماتحت زندگی ہو تو یہ سب امور جہاد ہی ہیں۔

مندرجاتِ بالا سے یہ واضح ہو گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کی بہت سی اقسام ہیں۔ اگر اسلام کی حمایت و صیانت کے لیے قلب و دماغ کو لگایا جائے تو یہ جہاد بالقلب اور جہاد بالعقل کہلائیگا۔

---

marfat.com

Marfat.com

اور اگر علم و قلم نے یہ خدمات انجام دیں تو اسے جہاد بالعلم اور جہاد بالقلم سے موسوم کریں گے۔ جسم اگر اس مقصود میں لگ جائے تو جہاد بالجسد ہوگا۔ جان اور مال اس مقصود عظیم میں صرف ہوں تو جہاد بالنفس اور جہاد بالمال ہوگا ——— دیگر تمام وسائل و مساعی جان و مال ہی کے تابع ہیں اس لیے قرآن مجید اور احادیث میں اکثر انفس و اموال ہی فرمایا گیا ہے۔

اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ (القرآن)	یہ کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے۔

جہاد کے باب میں قرآن مجید میں ہر جگہ اموال کو انفس پر مقدم کیا گیا ہے۔ یہ اس لیے نہیں کہ جہاد بالمال جہاد بالنفس سے اہم اور افضل ہے۔ بلکہ اس لیے کہ جہاد بالمال زیادہ سہل اور آسان ہے۔ جان بہر حال مال سے قیمتی شے ہے۔ تو اگر کوئی شخص جہاد میں مخلص ہوتا ہے تو اس کی ابتدا، جہاد بالمال سے کرتا ہے۔ اگر کوئی مال کی قربانی نہیں دے سکتا تو جان کیا دیگا؟ جان کی قربانی اور جہاد بالنفس سب سے افضل و اعلیٰ جہاد ہے۔ جان کو ہتھیلی پر لے کر اسلامی کاز (cause) کے پوری جد وجہد کرنے کی رہنمائی قرآن سے حاصل کیجیے۔

رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ	یہ اس لیے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف
وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ	یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور
اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ	جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے
الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ	کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن
نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ	کا بگاڑتے ہیں، ان سب کے بدلے
صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ	ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے بے
اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (القرآن)	شک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اس آیت میں جانی جہاد کی بہت سی قسمیں، بھوک پیاس برداشت کرنا تھکن اٹھانا ہتک

marfat.com
Marfat.com

طے کرنا، فتح وصلح وغیرہ کا ذکر ہوا ہے۔ یہ تمام کام زندہ رہتے ہوئے انجام دیئے جاتے ہیں یہ عین ممکن ہے کہ انہی میں سے کسی ضرورت کی تکمیل کے دوران جان چلی جائے۔ جہاد کا مقصد اعلاء کلمۃ الحق ہے۔ اس کے لیے طوفانوں سے ٹکرا کر ان کا رُخ موڑا بھی جاتا ہے اور مزاحمت حق و باطل میں اہل ایمان کبھی اپنی جان بھی دے دیتا ہے۔

اسلام دشمن عناصر کے سیاسی اور سماجی غلبہ کا ہماری قوم مسلم پر بہت بُرا اثر ہوا جس کا ایک بدیہی نمونہ سامنے ہے کہ ہماری قوم سے جہاد کا جذبہ مفقود ہونے لگا جس قوم کی کامیابی و کامرانی کا سب سے عظیم راز جہاد میں مضمر ہے، اس نے جب اپنی فوز و فلاح کی مفتاح کو گم کر دیا ہے اُسے پھر تباہی و بربادی سے کون بچا سکتا ہے؟ یہ سب اسلام دشمن قوموں کا سوچا سمجھا پروگرام ہے جس کے تحت پروپیگنڈے اور مفسدانہ تعلیم کے ذریعہ انہوں نے ہماری ملت کے جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر یہ قوم پھر عَلَمِ جہاد لے کر کھڑی ہو گئی تو دنیا کی تاریخ بدل جائے گی ؎

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے میں نے یہ قدسیوں سے وہ شیر پھر ہوشیار ہو گا

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد | یہ لطیفہ ممکن ہے آپ نے سنا ہو کہ انسان شیر کو ایک ایسی تصویر دکھا کر اپنی عظمت کا خطبہ پڑھ رہا تھا جس تصویر میں انسان شیر کی پشت پر سوار تھا۔ انسان شیر سے کہہ رہا تھا دیکھا تم نے انسان کتنا بہادر اور ذہین ہے کہ جنگل کے بادشاہ کو اپنا تابعدار بنایا۔ شیر نے جواب دیا دوست اس تصویر کا مصور انسان ہے اس لیے اس نے خود کو شیر پر فائق دکھایا ہے اگر اس کو شیر بناتا تو تصویر اس کے برعکس ہوتی۔

چالاک اور عیار اہل مغرب اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ اسلامی جہاد ان کی اپنی جنگی پالیسیوں سے بالکل مختلف اور الگ ایک تحریک اور انقلاب کا نام ہے، اور اس کے پس پشت

marfat.com
Marfat.com

مقصدیت کارفرما ہے اور اب جبکہ ساری دنیا علم کے اُجالے میں آ رہی ہے۔ اس کے سامنے انھیں اپنے کالے کرتوت چھپانے کے لیے کچھ تو کرنا چاہیے۔ قزاقی، ڈاکہ زنی جسے ایک مرحلہ میں اہل مغرب بھی جرم اور فتنہ سمجھتے ہیں۔ ساری دنیا کا نقشہ لے کر بیٹھ جاتیے۔ ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ کا کون سا خطہ باقی ہے جہاں اقتدار کے بھکاریوں اور دولت کے حریصوں نے ڈاکے نہ ڈالے ہوں۔ دنیا کے جس حصے میں معدنیات کی کانیں، خام پیداوار کے ذخیرے کی بو محسوس ہوئی۔ تجارت کی منڈیوں کے بہانے اور نت نئے حیلے بہانوں سے انہی اہل مغرب نے ان علاقوں پر دھاوا بول دیا۔ کیا اس بات کو تاریخ عالم جھٹلا سکتی ہے کہ ان بحری اور برّی قزاقوں نے پوری انسانی دنیا کو حصولِ دولت، حصولِ اقتدار جیسے رذیل مقاصد کے تحت روند ڈالا۔ اگر یہ کسی علاقہ کو اپنی شکارگاہ بنانا چاہتے تو کوئی معاہدہ اور رواداری انھیں اس تک پہنچنے سے باز نہ رکھتی۔ بلکہ بعض علاقے تو محض اس جرم میں تہس نہس کر دیے گئے کہ ان کے منصوبہ کی راہ میں واقع ہوتے تھے۔ جماعت مستشرقین نے جس منصوبہ کے تحت اسلامی علوم حاصل کیے، اور مسلمانوں کا ذخیرۂ علمی یورپ کی لائبریریوں میں جمع کیا، ان میں سے یہ بھی اہم مقصد تھا کہ عالم انسانی کی سب سے عظیم انقلابی تحریک "جہاد" کے مآخذ میں من مانے نظریات شامل کیے جائیں۔ مسلمانوں کے کم علم، مذہب ناآشنا طبقہ کو ارتیاب و تشکیک میں مبتلا کیا جائے اور قوم مسلم سے جہاد کی اسپرٹ کو ختم کر دیا جائے۔ اسلامی جہاد کو نامعقول ثابت کیا جائے۔ چنانچہ مستشرقین نے سیرت اور تاریخ اسلام پر کتابیں لکھیں۔ اور بہت سارے گمناؤنے خیالات کو اسلام کی طرف منسوب کر کے اسے بدنما بنانے کی کوشش کی۔ اسلامی جہاد کو وحشت و بربریت، خلاف امن و سلامتی ثابت کیا، اور یہ تصور دینے کی کوشش کی کہ اسلام کا جہاد گویا زبردستی مسلمان بنانے کی تحریک ہے یا ایسا جذبہ ہے جو مسلمانوں کو ننگی تلوار دے کر غیر مسلموں کی گردن زدنی کے لیے چھوڑ دیتا ہے (العیاذ باللہ) علمائے حق واقف ہیں، کہ اسلام دشمن عناصر نے اتنا بڑا جھوٹ کیوں رچایا؟ اس لیے تاکہ خود مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو سرد کر دیں۔ اور مسلمانوں

marfat.com

Marfat.com

نے جب جہاد کو ترک کر دیا تو انھیں ذلت خواری، نکبت و شرمساری سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ ان تمام ممالک میں جہاں ان مغربیوں کی حکومت رہی اور مسلمانوں سے ان کا سابقہ پڑا۔ ہر جگہ اپنی چالاکی اور فہم و شعور سے کام لے کر انھوں نے مسلمانوں میں باہمی نزاعات کی دیواریں کھڑی کر دیں۔ نوع بہ نوع فرقوں کو جنم دیا، دلایا۔ اور ہر جگہ کی تاریخ کھنگالنے سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو سلب کرنے کے لیے کسی نہ کسی تحریک کو بھی ابھارا۔

کفار کے حامی ہندوستان میں اس کی مثال مرزا غلام احمد قادیانی مرزائی مذہب کے بانی ہیں۔ چلتے چلتے فرقہ اہلحدیث کے قلمکار مولوی محمد حسین کی کتاب "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" سے چند نادر نمونے حاضر خدمت کرتا ہوں۔ کتاب کے سرنامہ ہی پر لکھا ہے:

پنجاب کے نامور ہردلعزیز لیفٹیننٹ گورنر سر چارلس آیچسن صاحب بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی وغیرہ وغیرہ نے اپنے نام نامی سے اس کا ڈیڈیکیٹ ہونا منظور فرمایا۔" آگے کیا کیا ہوگا خود اندازہ لگا لیجیے کہ میں مختصراً صرف اقتباسات پر اکتفا کروں گا۔

"اسلام اور ایمان کا کمال اور مسلمانوں کی نجات جہاد پر موقوف و منحصر نہیں۔ مسلمانوں کو اگر دین سے روک دیا جائے تو صرف عبادت سے ان کی نجات و کمال مقصود ہے لہٰذا اقوام غیر کا مسلمانوں کی نسبت یہ گمان کہ جو ان میں پکا اور مذہب کا سچا ہوگا وہ اپنے مخالفین مذہب سے جہاد کرنے کا ضرور ارادہ رکھتا ہوگا۔ محض غلط و بہتان ہے جو مذہب اسلام سے ناواقفی پر مبنی ہے۔"

موصوف کی پوری کتاب اس محور پر گھومتی ہے کہ جہاد حکومت برطانیہ کے امن پسندوں سے جو ہندوستان میں راج کر رہے ہیں حرام و ناجائز ہے اور موجودہ دور میں دنیا بھر کے مسلمانوں میں شرائط جہاد مفقود ہیں وغیرہ وغیرہ۔

marfat.com
Marfat.com

"ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے۔ دارالاسلام ہے،
اس پر کسی بادشاہ عرب کو، خواہ عجم کا مہدی سوڈان ہو یا خود حضرت سلطان شاہ ایران
ہو، خواہ امیر خراسان مذہبی لڑائی و چڑھائی کرنا جائز نہیں۔" [۱۶]

آگے چل کر مجاہدین آزادی ہند کے خلاف انگریزوں کا حق نمک ادا کرتے ہوئے
لکھتے ہیں۔

"مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے، وہ سخت گنہگار اور
بحکم قرآن و حدیث وہ مفسد و باغی بدکردار تھے۔ اکثر ان میں عوام کالانعام تھے
بعض جو خاص و علماء کہلاتے تھے وہ بھی اصل علوم دین (قرآن و حدیث) سے
بے بہرہ تھے یا نافہم و بے سمجھ، باخبر و سمجھ دار علماء اس میں ہرگز شریک نہیں ہوئے۔
اور نہ اس فتویٰ پر جو اس غدر کو جہاد بنانے کے لیے مفسد لیے پھرتے ہیں۔
انھوں نے خوشی سے دستخط کیے۔ اس کی تفصیل ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۶
میں کر چکے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جو قرآن و حدیث سے باخبر
اور اس کے پابند تھے اپنے ملک ہندوستان میں انگریزوں سے نہیں
لڑے۔ اس کی تفصیل بھی آنریبل سید احمد خاں صاحب سی ایس آئی کے رسالہ
جو اب رسالہ ڈاکٹر ہنٹر سے اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ جلد ۶ میں گزر چکی ہے" [۱۷]

رسالہ کے آخر میں اپنے آقایان نعمت کو مخاطب کر کے مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر
اشاعۃ السنۃ لکھتے ہیں:

"ہم علمائے مذاہب غیر (عیسائی انگریز) سے جو اسلام کی نسبت ایسے خیالات
ظاہر فرما چکے ہیں۔ بکمال ادب و اخلاص درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس حصہ رسالہ
کو غور و انصاف سے ملاحظہ فرماویں۔ پھر اگر اس کو حق و راستی پر مبنی پائیں تو اس
کی تصدیق و تسلیم سے ہم کو اپنا ممنون بنا دیں، اور اگر اس میں کوئی غلطی پاویں

marfat.com
Marfat.com

تو ہم کو اس پر آگاہ کریں۔" فقط [18]

اسی طرح تو مرزائے قادیان نے بھی کفار کی غلامی کرنے کا حق ادا کر دیا۔ لگے ہاتھوں آنجناب کی کارستانیوں میں سے چند ایک ملاحظہ کریجیے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہزاروں مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے ہر ایک طور کی بدگوئی اور بداندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا اس تکفیر اور ایذا کا مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل وجان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکرگزاری کے لیے ہزار ہا اشتہارات شائع کیے گئے۔ اور ایسی کتابیں بلاد عرب وشام وغیرہ تک پہنچائی گئیں۔ یہ باتیں بے ثبوت نہیں، اگر گورنمنٹ توجہ فرماوے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ میں زور سے کہتا ہوں، اور میں دعوے سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جانثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔ [19]

آگے چل کر لکھا ہے:

اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ [20]

مرزائے قادیانی اور محمد حسین جیسے بہت سارے اپنے زرخرید غلاموں کے ذریعہ دشمنان اسلام نے مسلمانوں کی صفوں میں رخنے ڈال کر، ایک مجاہد قوم کو بزدلی کا سبق سکھایا۔ دوسری طرف فاسد کتابوں اور لٹریچر کے ذریعہ ہماری تاریخ روشن کو مسخ کر ڈالا۔ مسلمان جو حقیقتاً دنیا

marfat.com
Marfat.com

میں بین الاقوامی انقلابی جماعت بھی لیٹروں کا گروہ، اور جہاد اسلامی جو دراصل انقلابی جدوجہد (Revolutionary struggle) تھی، خون آشام جنگ بنادیا گیا۔

اسلام دشمن عناصر کا غلط پروپیگنڈہ یورپ کے غیر اسلامی ماحول اور عیسائی یہودی اشتراک اور ہندو دنیا میں اسلامی جہاد کا تعارف اور تعریف بہت غلط انداز میں توڑ موڑ کر ہوئی ہے۔ مستشرقین کی کاوشوں اور متعصب قلمکاروں کی مساعی کے نتیجہ میں اہل مغرب تو عام طور پر مسلمان قوم کو ایک لیٹری اور خونخوار قوم سمجھ بیٹھے تھے رفتہ رفتہ دنیا کا فاصلہ کم ہونے کے باعث اب ان مزعومات کی خاصی تردید ہو رہی ہے۔

اس بات کا بار بار ہم اعادہ ضروری سمجھتے ہیں اور ہمیں اس اعتراف میں کوئی تامل نہیں کہ قرون اولیٰ میں اسلام اپنی جس حقیقی شکل میں رائج تھا، بعد کے زمانوں میں اس طرح نہیں رہا۔ مگر اسلام اور عیسائیت اس لحاظ سے اس باب میں زمین و آسمان کا فرق رکھتے ہیں کہ دین عیسوی گیا تو اپنے ہمراہ اپنے خدوخال، نقوش و ہدایات سب سمیٹتا گیا حتیٰ کہ صحیفۂ عیسوی تک "قطعاً" ظنی تخمینی رہ گیا۔

اور اسلام کا حال یہ ہے کہ نفاذ اسلام کے ذمہ دار افراد خلفاء و سلاطین اگرچہ خلفائے راشدین جیسے نہ رہے مگر اسلامی قوانین کے اصول و فروغ بعینہٖ موجود رہے ہیں۔ صفین و جمل کے حادثات کے ساتھ ساتھ کتابت قرآن، تدوین حدیث، تحقیق شرعی اور اجتہاد دینی کے زبردست کام ہوتے رہے۔ اور اسلامیات و ایمانیات کے سارے ماخذ مرتب و مدون ہوتے رہے اور مسلمانوں میں دور اول سے تاہنوز ایسے علماء اور اہل حق پائے جاتے ہیں جنہوں نے حقیقی اسلام کو سینہ بہ سینہ محفوظ رکھا۔ اور ہم آج بھی اپنے دین اور شریعت کے آئینہ روشن میں ہر انسانی احتیاج کا حل موجود پا سکتے ہیں۔

سایۂ رحمت اسلامی جہاد خونریزی و غارت گری کی کوئی منظم اسکیم نہیں ہے بلکہ ساری دنیا کو دنیا کے خالق و مالک کے اقتدار اعلیٰ کے تحت لانے

marfat.com
Marfat.com

کی عظیم الشان تحریک اور جدوجہد کا نام ہے۔ غیر اللہ کی بندگی کا قلادہ اتار کر صرف اللہ کی بندگی فرد سے جمعیت تک، خانگی معاملات سے امور سلطنت تک ہر ایک جگہ قوانین الٰہیہ کے نفاذ کا نام ہے۔ دنیا کے تمام غیر خدائی قوانین چونکہ انسانوں کے خود ساختہ ہیں۔ اس لیے ان کے ذریعہ انسان، انسان کی چیرہ دستیوں سے محفوظ و مامون نہیں رہ سکتا۔ ہر بڑی مچھلی چھوٹی کو نگل جانے کی فکر میں رہتی ہے۔ دنیا میں اقتدار اور حکومت و سلطنت حاصل کر لینے والے جب اللہ کے قوانین کی پابندیوں سے آزاد ہوتے ہیں تو ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ ظلم و عدوان ان کا شیوہ بن جاتا ہے۔ جور و ستم ان کی سرشت ہو جاتی ہے۔ ایسے سارے نظام ہائے ملکی و سماجی کو ختم کر کے صرف خدا کا قانون نافذ کرنے کرانے کی کوششوں کو جہاد کہتے ہیں۔

ارشاد رب العالمین ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ	اور ان سے یہاں تک قتال کرو کہ فتنہ
فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ	فساد باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا دین
فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ	غالب ہو جائے پھر اس کے بعد وہ باز آ
اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾	جائیں تو ان کے اوپر زیادتی نہ کرو۔
(القرآن)	ان ظالموں پر زیادتی گناہ نہیں۔

نظام اسلام کو نافذ کرنے والی تحریکوں کو دبانا، ان پر جنگ مسلط کرنے کے ہتھکنڈے ہی دراصل انہیں کفر و رکنا عظیم فتنہ ہے۔ جس کے سبب سے دنیا میں ضلالت کا دور دورہ ہوتا ہے اور بدکاریوں کی ترقی سے بدامنیاں پھیلتی ہیں۔ لہٰذا ہر وہ رکاوٹ جو اسلامی نظام مصطفیٰ کے نفاذ میں رکاوٹ بنے وہ فتنہ ہے اور فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہے۔

اَلْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ	اور فتنہ قتل سے بڑا جرم ہے۔

ان تمام رکاوٹوں کو جو عالم پر رحمت ربانی کی بارش میں رکاوٹ بن رہی ہیں، دور کرنا مسلمانان عالم کا اہم فرض ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا	اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور جان لو کہ اللہ
اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ (القرآن) ۲۳	خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

جو لوگ رحمتِ خداوندی کے امید دار ہیں، ان کی صفات میں جہاد بھی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ	بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں
هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ	نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا،
اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ	یہی لوگ ہیں اللہ کی رحمت کے امید وار
اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (القرآن) ۲۴	اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جہاد کی فرضیت قرآن مجید کی جس آیت سے ثابت ہے، وہ یہ ہے۔

كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ	تم پر لڑائی فرض کی گئی اور وہ تم کو بری لگتی
لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْئًا	ہے ممکن ہے کہ ایک چیز تمہیں بری لگے
وَّهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا	اور تمہارے لیے بہتر ہو، اور یہ بھی ہو سکتا
شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ	ہے کہ ایک چیز تمہیں بھلی معلوم ہو اور وہ
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (القرآن) ۲۵	تمہارے لیے نقصان دہ ہو، یہ اللہ تعالیٰ
	جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

ایمان باللہ، ایمان بالرسل، سزا و جزا، بعثت و قیامت وغیرہ ایمانیات میں کامل ہو کر قرآنی مشعل بردار جب دنیا کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں نکلتا ہے تو کفر و طغیان اس سے لرزہ براندام ہونے لگتے ہیں۔ اس لیے اہلِ ایمان رحمٰن و قرآن کے مطلوب ہیں۔

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ	تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں
لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ	سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (القرآن) ۲۶	ہو۔

---

marfat.com

Marfat.com

ترمذی کی حدیث میں ہے، رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا دست رحمت جماعت پر ہے جو جماعت سے جدا ہوا جہنم میں گیا۔

گویا مسلم قوم دنیا میں ہدایت کی شمع لے کر دنیا کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر خدائے واحد کے سچے دین، دین اسلام کی رحمت بھری چھاؤں میں لانے والی ہے۔

دعوت حق کے لیے جہاد اب قیامت تک جاری رہے گا، حاکم اسلام چاہے فاسق و فاجر کیوں نہ ہو، جہاد اس کے دور میں بھی منسوخ نہیں ہو سکتا، خوش دلی سے یا دل پر بار سمجھ کر چاہے جیسے ہو جہاد جاری و ساری رہے گا۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ	کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل
جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ	سے (خوشی سے یا گرانی سے) اور اللہ کی
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ	راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے یہ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (القرآن)	تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

انسانی زندگی میں خوف و ہراس بہت سے اہم امور سے باز رکھتا ہے۔ مگر راہ حق میں جہاد کرنے والوں کو رب کائنات نے اس راز کا محرم بنا دیا ہے کہ خدا کا خوف رکھنے والا دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا۔ یہ ایمان کامل کی نشانی ہے۔

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ	تو ان سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ڈرو،
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (القرآن)	اگر ایمان رکھتے ہو۔

اور جہاد فی سبیل اللہ میں نکلنے والوں کی اعانت اور مدد پروردگار عالم کی جانب سے کی جاتی ہے۔ کفار و مشرکین اور اسلام دشمن طاقتیں بظاہر ان کے پاس دنیا کے سارے وسائل موجود ہوتے ہیں مگر چونکہ ان کے ساتھ خالق کل کی مدد شامل حال نہیں ہوتی اس لیے وہ اہل ایمان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ اور کمزور و ناتواں طبقہ اہل اسلام باوجودیکہ مادی وسائل سے خالی ہو سچے ایمان کی قوت کے سبب اس کے ساتھ قادر و قیوم کی مدد ہوتی ہے۔ اس لیے اسے کسی کا

marfat.com

Marfat.com

خوف اور کس سے ڈرو۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (القرآن)[۲۹] یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا مددگار ہے اور کفار کا کوئی مددگار نہیں۔

جہاد کیوں؟ جہاد کی لغوی اور شرعی توضیحات کے بعد اب یہ بتانا باقی نہیں رہ جاتا کہ اسلام میں جہاد کیوں ضروری ہے۔ اب اس کے بعد بھی کسی کا یہ سوال کرنا کہ جہاد کی کیا ضرورت ہے، گویا یہ کہا جائے کہ بیماروں کو علاج کی کیا ضرورت ہے، کاشت کی زمینوں کو پانی کی کیا ضرورت ہے، صحت مند انسان کو غذا کی کیا ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ۔......

آج مادی وسائل سے لبریز دنیا شر و فساد کی غلاظت کی جانب بہت تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے، ایمان کی روشنی مدھم پڑ رہی ہے، کفر کی تاریکیاں تیز سے تیز تر ہو رہی ہیں۔ ایسے ماحول میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو خدا کی راہ کون بتائے گا، اسلام اور صرف اسلام، اور اس کا ذریعہ ہے جہاد۔

شرم و حیا کے پاکیزہ الفاظ آج صرف مقدس کتابوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ انسان بیحیائی، حیا سوزی، ننگے پن اور فحشا و منکر کی دلدل میں دھنستا چلا جا رہا ہے، اسے اس ہلاکت خیزی سے کون بچا سکتا ہے، اسلام اور صرف اسلام، اور اس کا راستہ جہاد ہے۔

دنیا میں کمیونزم، سوشلزم وغیرہ نظام ہائے ملکی اسلامی اقدار کو پامال کر رہے ہیں، ملکوں کی تقسیم جغرافیائی لحاظ سے الگ الگ قومیتوں کو جنم دے رہی ہے، اس عالمی عذاب کو ٹالنے کی طاقت اسلام کے سوا کس کے اندر ہے۔ المث، غیر مبدل، الٰہی نظام صرف اسلام کے پاس ہے جسے رائج کرنے کی جد و جہد کا نام جہاد ہے اور یہ ذمہ دنیا بھر کے اہل اسلام کا ہے گویا ایک مومن کی نگاہ جب گزشتہ حیات پر پڑتی ہے وہ جہاد کی دعوت بن کر سامنے آتا ہے ـــ ضرورت ہے کہ اے اہل حق!

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری۔

یہ ہیں وہ لازمی ضرورتیں جو جہاد کو لازم قرار دیتی ہیں۔ اگر دنیا کو شر و فساد کی جانب بڑھتے

marfat.com
Marfat.com

دیکھ کر بھی ملت مسلمہ اپنا فرض ادا نہیں کرتی تو گویا اس نے اپنی مسئولیت سے روگردانی کی اپنے ذمہ کو اُتار پھینکا، پھر اسے اجتماعی وبال کا سامنا کرنا ہوگا۔ حاکم مطلق کا فیصلہ اٹل ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً [۲۵] (القرآن)	اس فتنے سے بچو جس کا اثر محض ظالموں ہی تک محدود نہیں رہے گا۔

جہاد اس لیے ضروری ہے کہ معمورۂ عالم میں عدل و انصاف الٰہی بنیادوں پر قائم ہو، انسانوں کو خالق انسانیت کی مرضی کے مطابق حقوق و مراعات نصیب ہوں۔ جہاد اسلامی نہ ہو، تو یہ مقاصد کیونکر حاصل ہو سکتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دنیائے اسلام اپنے اس فریضہ سے غافل ہو اور ساری دنیا فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جائے۔

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ [۷۳] (القرآن)	اگر تم نے یہ نہ کیا تو زمین میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔

شیخ سعدی نے فرمایا ہے کہ نہر کے بندھ میں چھوٹا سا سوراخ ہو تو اسے فوراً آسانی سے بند کیا جا سکتا ہے اور اگر اس سے غفلت برتی تو ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ بڑھ کر آبادی کی آبادی بہا لے جائے گا۔ ؎

اٹھ کہ خورشید کا سامان سفر پیدا کریں
نفس سوختۂ شام و سحر پیدا کریں

اسلامی جہاد اور عام جنگوں کا فرق

عام انداز میں آج کی دنیا کو باور کرانا آسان نہیں ہے کہ اسلامی جہاد سراپا رحمت و برکت اور فلاح انسانیت کے پیش نظر ہے اور دوسری دنیاوی تمام جنگوں اور لڑائیوں سے اس کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

مثلاً ۱۔ اسلامی جہاد (حرب) قوانین الٰہیہ کے نفاذ کی مستحکم اسکیم کا ایک جز ہے،	۱۔ دوسری جنگوں کا مقصد ملک گیری، حصول دولت اپنی برتری اور تفوق، اور غلام سازی کے

marfat.com
Marfat.com

جو بلند ترین نصب العین ہے۔

۲۔ اسلامی جہاد کا نتیجہ، عدل و انصاف کا فروغ، مساوات و اخوت کی ترقی، ہمدردی و رواداری کی بنیادیں مضبوط کرنا اور صالح تہذیب و تمدن کی بنا ڈالنا ہے۔

۳۔ اسلامی جہاد کے تمام قوانین احترام انسانیت، شر و فساد کے خاتمہ احتیاط تقویٰ اور خدا ترسی کی بنیادوں پر خدائی ہدایات کے مطابق مقرر ہیں۔ خاص حالت جہاد میں بھی اسلام نے اہل اسلام پر اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر نہیں خدائی اصولوں کے دائرے میں رہ کر قدم اٹھانے کا حکم دیا ہے۔

سوا کچھ نہیں۔

۲۔ دیگر لڑائیوں کے نتائج تباہی و بربادی خونریزی فاتح کے شکنجے میں مفتوح کی زندگیوں کا اجیرن ہونا۔ لوٹ کھسوٹ مفتوح علاقے کی ساری دولت فاتح کی ذاتی ملکیت بن جانا وغیرہ۔

۳۔ دیگر جنگوں کے تمام قوانین محاربین کی من مانی چالیں، غلبہ اور کامیابی کے لیے ہر ممکن ذرائع کے استعمال اور انتقام و اشتعال کی آگ میں کود کر سب کچھ کر گذرنے کے نام ہیں جن کا خمیازہ صدیاں گزرنے تک نسل انسانی اور خطہ زمین بھگتے رہتے ہیں۔ ویت نام کا علاقہ اس کی زندہ مثال ہے۔

اس پورے صفحہ مضمون میں یہی عنوان ہمارے موضوع سے بلاواسطہ تعلق رکھتا ہے اس لیے ہم اسے اپنے انصاف پسند قارئین کے سامنے ذرا تفصیل سے رکھیں گے۔

جہاد کی احتیاطیں

اسلامی جہاد کن اصولوں کا پابند ہے اس بارے میں سب سے پہلے ہم قرآن و حدیث سے بنیادی احکام پیش کرتے ہیں۔ دشمن کو سزا اتنی ہی دی جائے جتنی زیادتی اس نے کی یا اسے معاف کر دیا جائے تو اور بہتر ہے۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ

اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی، اور اگر تم صبر

marfat.com
Marfat.com

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۳۲ ؀ (القرآن) کرو، تو بے شک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا ہے۔

محض مخالفت اور عناد کی بنیاد پر عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے ہرگز نہ چھوڑا جائے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے

اَلَّا تَعْدِلُوْا ، اِعْدِلُوْا قف هُوَ کہ انصاف نہ کرو، انصاف کرو، وہ پرہیزگاری

اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۳۳ ؀ (القرآن) بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

جہاد کفر و نفاق، بے اعتدالی و تعدی، ظلم و بربریت کے خاتمہ کی تحریک ہے۔ مجاہد جس تحریک کو لے کر آگے بڑھتا ہے اس کی خلوص کاری میں کسی انسان کی ذاتی یا قومی مخالفت کا جذبہ نہیں ہوتا۔ اس کی عملی تمثیل میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا واقعہ روشن دلیل ہے۔

جہاد کے دوران ایک شخص آپ کا مقابل ہوا۔ تھوڑی دیر کی آویزش کے بعد آپ نے اُسے زمین پر گرا دیا۔ اب تلوار سے اس کا کام تمام کرنے بڑھے تو اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا اس کی اس حرکت کی بجائے اس کے کہ آپ اور غضب ناک ہو کر اسے مار ڈالتے۔ آپ نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا، پوچھا آپ نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا میں نے تجھے دشمن خدا اور رسول سمجھ کر پچھاڑا تھا اور قتل کرنا چاہتا تھا۔ مگر جب تو نے میرے اوپر تھوکا، تو اب اگر میں تجھے قتل کر دوں تو اس میں میرا ذاتی عناد شامل ہو جائے گا۔ اس وبال سے خود کو بچانے کے لیے میں نے تجھ سے ہاتھ کھینچ لیا۔

ابو داؤد اور ابن ماجہ رباح بن الربیع سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَرَاٰى ایک غزوہ میں تھے۔ حضور نے لوگوں کو

marfat.com
Marfat.com

النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ عَلٰى شَيْءٍ فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ انْظُرْ عَلٰى مَا اجْتَمَعَ هٰؤُلَآءِ فَجَآءَ فَقَالَ عَلٰى اِمْرَاَةٍ قَتِيْلٍ فَقَالَ مَا كَانَتْ هٰذِهٖ لِتُقَاتِلَ وَعَلَى الْمُقَدِّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ قُلْ لِخَالِدٍ لَا تَقْتُلْ اِمْرَاَةً وَلَا عَسِيْفًا ۔[۳۴]

کسی چیز پر اکٹھا دیکھا تو ایک شخص کو بھیجا تاکہ دیکھے کہ لوگ کیوں جمع ہیں اس نے آکر بتایا کہ لوگ ایک مقتول عورت کے گرد جمع ہیں تو آپ نے فرمایا یہ جنگ تو نہیں کر رہی تھی ۔ خالد بن ولید اس لشکر کے امیر تھے ۔ حضور نے انھیں ایک شخص کے ذریعے یہ حکم دیا کہ خالد سے کہہ دو کسی عورت اور مزدور کو نہ قتل کیا جائے ۔

صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں :

وَجِدَتْ اِمْرَاَةٌ مَقْتُوْلَةٌ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَ

غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی میں ایک عورت پائی گئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے ممانعت کا حکم فرمایا ۔

اسی طرح ابو داؤد میں حضرت انس کی مروی حدیث کا ایک حصہ یہ بھی ہے ۔

وَلَا تَقْتُلُوْا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا صَغِيْرًا وَلَا اِمْرَاَةً [۳۶]

اور بہت بوڑھے کو قتل نہ کرو اور نہ بچے کو اور نہ عورت کو ۔

حضرت بریدہ سے مسلم میں روایت ہے، فرماتے ہیں :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّرَ اَمِيْرًا قَالَ لَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا ۔[۳۷]

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جب کسی کو امیر لشکر بناتے تو اس سے فرماتے کہ بچے کو نہ قتل کرے ۔

نیل الاوطار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ :

marfat.com
Marfat.com

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلَا اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ۔

بے شک نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہ قتل کرو بچوں کو اور گوشہ نشین اصحاب صومعہ کو۔

ابو داؤد و ترمذی عصام مزنی سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ:

بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِیَّۃٍ فَقَالَ اِذَا رَاَیْتُمْ مَسْجِدًا اَوْسَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوْا اَحَدًا[۱]

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مرتبہ ایک سریہ میں بھیجا تو فرمایا جہاں کوئی مسجد دیکھو یا موذن کی آواز سنو وہاں کسی کو نہ مارو۔

عین حالت جنگ میں ان باتوں کا لحاظ کون کر سکتا ہے؟ سوائے اس کے جو انسانیت کا سچا بہی خواہ، بنی نوع آدم کا اخلاص مند اور اہل عالم کی فلاح و بہبود کا مبلغ ہو، ان ہی تمام آیات و احادیث کی بنیادوں پر اسلامی جہاد کے قوانین کی دیواریں استوار کریں۔ اسلام ایسا مستحکم اور مضبوط نظام ہے جو کسی کو بھی حد سے تجاوز کرنے کی کبھی اجازت نہیں دیتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ[۲]

حد سے تجاوز کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔

دشمنان اسلام سے عین معرکہ کی حالت میں بھی وہ آوازہ مجاہدین کے کانوں میں گونجتا رہتا ہے، جو حضور نے فتح مکہ کے موقع پر بلند فرمایا تھا۔

۱۔ صرف اسی سے مقابلہ کیا جائے جو خود جنگ کی نیت سے آئے۔

۲۔ حرم میں خونریزی سے باز رہا جائے (اگرچہ اس روز خدا نے اپنے رسول کے لیے وہاں جہاد کی حلت عطا فرمادی تھی۔)

۳۔ جو شخص کعبے کی حدود میں داخل ہو جائے وہ ہماری پناہ میں ہے۔

۴۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ پناہ میں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۵۔ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے وہ پناہ میں ہے۔
۶۔ جو بھاگ جائے اس کا تعاقب نہ کیا جائے۔
۷۔ جو ہتھیار پھینک دے اس کا تعاقب نہ کیا جائے۔
۸۔ زخمی اور قیدی قتل نہ کیے جائیں (محض چند اشتہاری مجرم ایسے تھے جو ان قوانین سے مستثنیٰ تھے)۔

عام معرکہ کارزار کے دوران یہ قوانین بھی ملحوظ رکھے جاتے تھے۔

۹۔ بدعہدی اور خیانت نہ ہو۔
۱۰۔ لاشوں کو مثلہ نہ کیا جائے۔
۱۱۔ پھلدار درختوں کو کاٹ کر یا جلا کر برباد نہ کیا جائے،
۱۲۔ آبادی کے غیر محاربین کو نہ چھیڑا جائے۔

خطبہ فتح فتح مکہ کے روز محسن انسانیت سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خطبۂ فتح ارشاد فرمایا تھا، جو اسلامی جہاد کی بنیادی مقصدیت کو اجاگر کرتا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ	اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ
لَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ	ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے
هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اَلَا كُلُّ	اس نے اپنا وعدہ سچا کیا، اور اپنے
مَاْثُرَةٍ اَوْدَمٍ اَوْمَالٍ يُدْعٰى	بندے کی مدد کی اور تمام جتھوں کو تنہا
فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ اِلَّا	چھوڑ دیا، خبردار! ہر قسم کا مطالبہ خواہ وہ
سُدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ	خون کا ہو یا مال کا، میرے پاؤں کے
الْحَاجِّ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنَّ	نیچے ہے (یعنی منسوخ ہوا) البتہ بیت
اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ	اللہ کی تولیت، اور دربانی اور حاجیوں

marfat.com

Marfat.com

اَلْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْاٰبَاءِ النَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔

(الحدیث)

کو پانی پلانے کے مناصب مستثنیٰ ہیں اے گروہ قریش! آج کے دن اللہ نے تم سے جاہلیت کا غرور چھین لیا ــــ اور آباؤ اجداد پر بڑائی ختم کر دی۔ کل بنی نوع انسان آدم کی نسل سے ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے تھی۔

اس کے بعد حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

(القرآن)

لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

دور نبوی میں جہاد اور اس کی برکات

ساری دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے کا نظام برپا کرنے والے رسول رحمت حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کل غزوات جو فرمائے اور صحابہ کرام کی جماعت کو ساتھ لے کر جہاد اسلامی کے لیے قائدانہ نکلے، ان کی تعداد ۲۷ ہے۔ ان کے علاوہ جن مہمات میں حضور نے کسی کو سپہ سالار بنا کر روانہ فرمایا ان کو سرایا کہتے ہیں ان کی تعداد تقریباً ۴۹ ہے ذیل میں ہم ایک نقشہ پیش کرتے ہیں، جن سے معلوم ہوگا کہ کون سا غزوہ کہاں، کب کتنی تعداد مجاہدین کے ساتھ کس کے مقابلہ میں ہوا۔

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	نام غزوہ	تعداد مجاہدین	تاریخ و سن ہجری	تاریخ و سنہ عیسوی	بمقابلہ
۱	ابواء	۷۰	صفر سنہ ۲ھ	اگست سنہ ۶۲۳ء	انسداد قافلہ قریش
۲	بواط	۲۰۰	ربیع الآخر سنہ ۲ھ	اکتوبر سنہ ۶۲۳ء	انسداد قافلہ قریش
۳	سفوان	۷۰	ربیع الآخر سنہ ۲ھ	اکتوبر سنہ ۶۲۳ء	تعاقب کرز بن جابر ڈاکو
۴	ذوالعشیرہ	۱۵۰	جمادی الاولیٰ/۲ھ	نومبر سنہ ۶۲۳ء	برائے معاہدہ قبائل ینبوع
۵	بدر الکبریٰ	۳۱۳	۱۲، ۱۷/رمضان/۲ھ	۸/۱۳ مارچ ۶۲۴ء	کفار قریش ایک ہزار
۶	بنو قینقاع		۱۵/شوال سنہ ۲ھ	۱۰/اپریل ۶۲۴ء	قبائل یہود
۷	السویق	۲۰۰	۵/ذوالحجہ سنہ ۲ھ	۲۹/مئی سنہ ۶۲۴ء	تعاقب صخر بن حرب اموی
۸	بنو سلیم، ذی امر	۲۰۰	محرم سنہ ۳ھ	جون سنہ ۶۲۴ء	قبیلہ بنو سلیم یا غطفان
۹	غطفان، انمار	۴۵۰ سوار	جمادی الاولیٰ/۴ھ	اکتوبر، نومبر سنہ ۶۲۵ء	بنو ثعلبہ بنو محارب
۱۰	اُحد	۵۶۰	۱۵/شوال سنہ ۳ھ	۲۳/مارچ سنہ ۶۲۵ء	مدینہ سے تین میل دور کفار عرب
۱۱	حمراء الاسد	۵۴۰	۷/شوال سنہ ۳ھ	جون/سنہ ۶۲۵ء	احد کے دوسرے دن تعاقب
۱۲	بنو نضیر		ربیع الاول سنہ ۴ھ		یہود کا تعاقب
۱۳	بدر اخریٰ	۱۵۱۰	ذوالقعدہ سنہ ۴ھ	اپریل سنہ ۶۲۶ء	انسداد قبیلہ کفار قریش
۱۴	دومۃ الجندل	۳۰۰۰	۲۵/ربیع الاول/۵ھ	۲۴/اگست ۶۲۶ء	مختلف قبائل کفار عرب
۱۵	مریسیع		۲/شعبان سنہ ۵ھ	۲۸/دسمبر ۶۲۶ء	انسداد بنو مصطلق
۱۶	خندق (احزاب)	۳۰۰۰	۸/ذوالقعدہ/۵ھ	۳۱/مارچ ۶۲۷ء	کفار قریش و قبائل یہود
۱۷	بنو قریظہ		ذوالحجہ سنہ ۵ھ		یہودی قبیلہ بنو قریظہ
۱۸	بنی لحیان	۲۰۰ سوار	۱/ربیع الاول/۶ھ	جولائی ۶۲۷ء	اہل رجیع قاتلین مبلغین اسلام

marfat.com

Marfat.com

۱۹	ذی قرد (غابہ)	۵۰۰	ربیع الثانی سنہ ۶ھ		ڈاکوؤں کے خلاف
۲۰	حدیبیہ	۱۴۰۰	۱ ذوالقعدہ/۶ھ	اگست سنہ ۶۲۸ء	قریش مکہ مانعین عمرہ
۲۱	خیبر	۱۴۲۰	محرم سنہ ۷ھ	ستمبر ۶۲۸ء	قبائل یہود
۲۲	وادی القریٰ	۳۸۲	محرم سنہ ۷ھ		یہودی قبائل
۲۳	ذات الرقاع	۴۰۰	۱۰ محرم سنہ ۷ھ		مختلف قبائل
۲۴	فتح مکہ	۱۰۰۰۰	۱۰ رمضان سنہ ۸ھ	۱ جنوری سنہ ۶۳۰ء	قریش
۲۵	حنین	۱۲۰۰۰	شوال سنہ ۸ھ	جنوری فروری ۶۳۰ء	مختلف قبائل
۲۶	طائف	۱۲۰۰۰	شوال سنہ ۸ھ	فروری سنہ ۶۳۰ء	مختلف قبائل
۲۷	تبوک	۳۰۰۰۰	رجب سنہ ۹ھ	نومبر سنہ ۶۳۰ء	قیصر روم کی افواج

یہ تمام غزوات و سرایا سنہ ۲ھ/سنہ ۶۲۳ء سے سنہ ۹ھ/سنہ ۶۳۱ء تک آٹھ سال کے اندر ہوئے۔ جن میں کل ۱۰۱۸ آدمیوں کی جانیں گئیں۔ کفار و مشرکین کے ۶۵۶۴ آدمی جنگی قیدی بنائے گئے۔ ان میں سے ۶۳۴۷ قیدیوں کو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آزاد فرمایا۔ یہ ہے جہادِ اسلامی کے اولین دور کا خاکہ جو دنیا کی نگاہوں کے سامنے آفتاب کی طرح روشن ہے، دنیا میں اسلامی انقلاب رونما کرنے کے لیے اس انقلاب کے بانی کے دم سے دنیا کو جو فوائد نصیب ہوئے اور انسانیت جن اقدار سے مالامال ہوئی وہ بھی پیشِ نظر ہے۔

ترقی یافتہ دنیا کے کارنامے

اور اس کے برخلاف دنیا میں اسلامی جہاد کو غارت گری لٹیرا پن اور دہشت گردی کا نام دینے والوں کے کارناموں کا بھی ایک سرسری جائزہ لیتے چلیے تاکہ آپ خود کو مہذب اور اہلِ تہذیب کو غیر مہذب گرداننے والوں کی وحشت و درندگی اور محض اپنے حصولِ اقتدار، حصولِ دولت اور بے بنیاد پاسداری

کی بنیاد پر دنیا کو خون و آہن کے الاؤ میں دھکیلنے والے لوگوں نے آہیں آنسو، خاک، خون، ویرانے الاؤ، ہلاکت و بربادی کے سوا دنیا کو کیا دیا؟ ابھی واضح ہو جائے ہم یہاں اب مختصراً پہلی جنگ عظیم کے جانی نقصانات اور دوسری جنگ عظیم کی ہلاکت خیزیوں کی لسٹ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ ان اعداد و شمار میں قیدی اور زخمی انسانوں کا حساب نہیں ہے۔ جس زمانے میں یہ فہرست شائع کی گئی تھی اس کے بعد بھی بعض مقامات پر جنگ جاری رہی۔

	نام ملک	تعداد لفظوں میں	تعداد مقتولین و ہلوکین ہندسوں میں
پہلی جنگ عظیم میں	روس	سترہ لاکھ	۱۷۰۰۰۰۰
	جرمنی	سولہ لاکھ	۱۶۰۰۰۰۰
	فرانس	تیرہ لاکھ ستر ہزار	۱۳۷۰۰۰۰
	اٹلی	چار لاکھ ساٹھ ہزار	۴۶۰۰۰۰
	آسٹریا	آٹھ لاکھ	۸۰۰۰۰۰
	برطانیہ	سات لاکھ	۷۰۰۰۰۰
	ترکی	۲ لاکھ پچاس ہزار	۲۵۰۰۰۰
	بلجیم	ایک لاکھ دو ہزار	۱۰۲۰۰۰
	بلغاریہ	ایک لاکھ	۱۰۰۰۰۰
	رومانیہ	ایک لاکھ	۱۰۰۰۰۰
	سربیا مانٹینگری	ایک لاکھ	۱۰۰۰۰۰
	امریکہ	پچاس ہزار	۵۰۰۰۰
	میزان	تہتر لاکھ بتیس ہزار	۷۳۳۲۰۰۰

marfat.com
Marfat.com

نام ملک	تعداد لفظوں میں	تعداد مقتولین و مہلوکین ہندسوں میں
روس	دو کروڑ دس لاکھ	۲۱۰۰۰۰۰۰
جرمنی	سولہ لاکھ	۱۶۰۰۰۰۰
پولینڈ	نو لاکھ	۹۰۰۰۰۰
چین	تیس لاکھ	۳۰۰۰۰۰۰
جاپان	ستائیس / پچاس لاکھ	۲۷/۵۰ ۰۰۰۰۰
آسٹریا	سات لاکھ	۷۰۰۰۰۰
رومانیہ	سات لاکھ	۷۰۰۰۰۰
فن لینڈ	ایک لاکھ تراسی ہزار	۱۸۳۰۰۰
چیکوسلوکیہ	ساٹھ ہزار	۶۰۰۰۰
سلاویکیہ	تیس لاکھ پچاس ہزار	۳۰۵۰۰۰۰
امریکہ	دس لاکھ ستر ہزار	۱۰۷۰۰۰۰
برطانیہ	چودہ لاکھ تیس ہزار	۱۴۳۰۰۰۰
فرانس	دس لاکھ	۱۰۰۰۰۰۰
اٹلی	گیارہ لاکھ	۱۱۰۰۰۰۰
یوگوسلاویہ	سولہ لاکھ پچاسی ہزار	۱۶۸۵۰۰۰
ہنگری	چھ لاکھ	۶۰۰۰۰۰
ہالینڈ	دو لاکھ پچھتر ہزار	۲۷۵۰۰۰
بلجیم	ساٹھ ہزار	۶۰۰۰۰
نپاتن	تیس ہزار	۳۰۰۰۰
میزان	چار کروڑ چونتیس لاکھ تینتالیس ہزار گیارہ	۴،۳۴،۴۳۰۱۱

marfat.com

Marfat.com

مقتولین ومہلوکین کی اس لسٹ کو دیکھ کر ان جنگوں کے سورماؤں کو انسانیت کے کس خانے میں فٹ کیا جائے اور جن قوموں کے یہ کارنامے ہیں کیا ان کا منہ ہے اسلامی جہاد کی پاکیزہ مہم پر انگشت نمائی کرنے کا؟ جن لوگوں نے اپنے مقاصد رذیلہ کے تحت دنیا کی آبادی کو بیک وقت آگ کے الاؤ میں جھونک دیا۔ جنگ کے آتش فشاں پر کھڑا کر دیا وہ آئیں اور اب سے اسلام کے حقیقی پُرامن، انسانیت نواز اصولوں پر سر تسلیم خم کریں۔

اس کے ساتھ ہم غیر اسلامی مذہبی دورِ اقتدار کی کچھ جنگی کارستانیوں کا بھی جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ جس میں بدعہدی، اخلاق باختگی، عیسائی معبدوں کا مسمار عام بات تھی۔

چند دیگر جنگی نمونے

عیسائیوں کی تاریخ اقتدار میں یہ بات نہایت عام تھی کہ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ فرقے اور دیگر ٹولیاں صدیوں تک ایک دوسرے کی خونریزی کرتی رہیں۔ ان میں ہر ایک فرقہ دوسرے کو قتل و غارت گری کا اسی طرح نشانہ بناتا جس طرح ایک دشمن قوم کو بنایا جاتا ہے۔

اسی طرح شاہ روما نے جب یہود پر دسترس پائی تو یہودیوں کے سارے عبادت خانوں کو زمین کے برابر کرا دیا۔ حتیٰ کہ یہ کھیل یروشلم میں بہت بڑے پیمانے پر کھیلا گیا۔

یونہی ایرانیوں نے پرویز کے زمانے میں ایشیائے کوچک پر قبضہ کر کے وہاں کے گرجاؤں کو مسمار کرا دیا تھا۔ اسی طرح ٹھیک دس سال کے بعد عیسائیوں نے جب پھر غلبہ پایا تو پارسی عبادت گاہوں کے نام ونشان تک مٹا ڈالے، اور انسانی آبادیوں کو بھیڑ بکریوں یا کھیت کی فصلوں کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔

٭ قرون وسطیٰ میں جب صلیبی جنگوں کا طویل سلسلہ مسلمانوں پر مسلط کیا گیا تو مسلمان اپنی تعلیمات جہاد اسلامی کی رعایت میں اپنے عہد کی پابندی کرتے رہے اور صلیبیوں کا یہ حال تھا کہ مسلسل غداری کے ذریعہ خونریزی اور ہلاکت پھیلاتے رہے۔ مسلمان انسانی جانوں کی حفاظت وصیانت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اور صلیبی متواتر خونریزی کر کے مظلوموں کے گھٹنوں گھٹنوں خون

marfat.com

Marfat.com

میں جشن فتح کا رقص کرتے رہے۔

بدعہدی کی مثال

مثال کے طور پر صلیبی بہادر اپنے دوسرے حملے میں جب معرۃ النعمان پہنچے اور معرہ کے مسلم باشندوں نے بحالت مجبوری ہتھیار ڈال دینے کا ارادہ کیا تو صلیبی قائدین افواج سے معاہدۂ امن کیا کہ ہم لوگ اس شرط پر ہتھیار ڈالتے ہیں کہ معرہ والوں کی جان و مال عزت و آبرو پر کوئی حرف نہ آئے گا۔ صلیبی رہناؤں نے اسے منظور کیا اور جب مسیحی افواج آبادی میں داخل ہوئیں تو کیا ہوا؟ خود اس فوج میں شامل انگریزوں کا بیان ہے کہ اہل معرہ کا بے تحاشا قتل عام شروع ہوا، مکانات جلائے گئے، مردوں میں جو لوگ صحت مند و جوان تھے انہیں تو مارا ہی، بچے، بوڑھے، عورتیں سب پر ایک طرف سے ظلم و ستم کی آگ برسائی گئی، اس طرح ایک لاکھ انسانوں کو قتل کر ڈالا گیا۔

اس آبادی کو قبرستان میں تبدیل کرنے کے بعد صلیبی سرا بیت المقدس پر حملہ آور ہوئے۔ اہل قدس کو اپنی عسکری طاقت کا حال معلوم تھا اس لیے ان لوگوں نے مصالحت کی پیشکش کی۔ عیسائی سپہ سالار نے اہل قدس کی جان و مال کی حفاظت کا عہد کیا اس معاہدے کی تکمیل کے بعد صلیبی امیر فوج کو شہر میں داخلے کی اجازت مل گئی صلح کے معاہدے کی علامت کے طور پر مسجد اقصیٰ پر ایک صلیبی علم لہرا دیا گیا۔

مگر صد افسوس! انبیاء و رسل کا یہ مقدس شہر، اس کے بعد صلیبی درندوں کے ہاتھوں کس طرح انسانی لہو سے رنگین کیا گیا، شہر بیت المقدس اور حرم مسجد قدس مسلمانوں کا مذبح بنایا گیا۔ ستر ہزار انسان جن میں سنگسار علماء زہاد اور اہل کمال تھے مسجد اقصیٰ کے اندر ان سب کو شہید کر دیا گیا۔ شہر کی سڑکیں گلی کوچے لاشوں سے پٹ گئے۔ انسانی اعضاء راستوں میں چیتھڑوں کی طرح بکھیر دیئے گئے۔ بعد ازاں مسیحی سپاہی مسجد قدس میں گھٹنوں تک خون میں چل کر جشن فتح میں رقص کناں ہوتے۔

نصرانی بہادروں نے شہر کو پاک کرنے کے لیے وہاں کے باشندوں کا قتل عام کرنا

marfat.com
Marfat.com

بھی منزوری سمجھا اور مجبور و نہتے شہریوں کے خون سے ان کی کامیابی و کامرانی کا آخری باب لکھا گیا۔

تصویر کا دوسرا رُخ

اور اسی بیت المقدس کو جب اسلامی سپہ سالار سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس ظلم عظیم کے صرف نوّے سال بعد فتح کیا تو باوجود اس کے کہ مظلوم مسلمانوں کی تاریخ کہنہ نہیں ہوئی تھی۔ مقتولین و مذبوحین کے خون کی سُرخی بیت المقدس کے در و دیوار پر موجود تھی، مسجد قدس کے صحن میں تڑپتی ہوئی علماء و فضلاء کی لاشوں کے مناظر ترو تازہ تھے۔ سلطان نے اسلامی اخلاق، اور انسانی قدر و منزلت اور اصول جہاد کے عین مطابق اس شہر کے باشندوں پر کوئی ناروا اقدام نہیں کیا ـــــ مغرب سے آکر تقریباً ایک لاکھ نصرانی وہاں آباد ہو گئے تھے، ان کو ہر قسم کی آزادی دی، اور اعلان کیا کہ جو کہیں اور منتقل ہونا چاہے اسے پوری اجازت ہے۔ مسکین اور غریب لوگوں سے کوئی مطالبہ کیے بغیر چلے جانے کی آسانیاں فراہم کیں، اور حفاظت کے ساتھ ان کی منزل تک پہنچانے کا انتظام کیا۔ انتظامی امور کے لیے صرف ان میں سے دولت مندوں سے نہایت معمولی رقم وصول کی۔ منتقلی کی تیاریوں کے لیے چالیس روز کا وقت ملا جس میں پوری تیاری کے بعد ۸۰ ہزار انسان عکا وغیرہ دوسرے مقامات پر چلے گئے۔ فدیہ کی رقم نہایت معمولی تھی اس کے باوجود جو لوگ ادا نہ کر سکے ان کی طرف سے سلطان کے بھائی نے اس قسم کے دو ہزار انسانوں کا فدیہ اپنے ہاتھوں سے ادا کیا۔ عیسائی بیٹر آف مارک نے جانے کا ارادہ کیا تو اپنی کثیر دولت زر و جواہر اور سامان کے ساتھ سلطان نے محافظ دستے کے ہمراہ لے اس کی منزل تک پہنچوایا۔ اس وقت تمام عالم نصرانیت مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا اور ہلال و صلیب کی آویزش پورے شباب پر تھی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے معاہدے کی پوری پابندی کرتے ہوئے عیسائیوں کو عکہ، صور اور صیدا کی عیسائی آبادیوں تک جہاں وہ لوگ جانا چاہتے تھے۔ اپنی محافظ فوج کی نگرانی میں امن و امان سے روانہ کر دیا۔

marfat.com

Marfat.com

اسی انخلاء کے زمانے میں کچھ نصرانی عورتیں سلطان کے پاس درخواست لائیں کہ ہمارے گھر کے مرد جنگ میں مارے جا چکے ہیں، اور کچھ فوجی قیدی ہیں ہمارا نگران کوئی نہیں ہے جن کے ساتھ ہم سفر کر سکیں۔ ان کی دکھ بھری داستانیں سن کر سلطان آبدیدہ ہو گیا ان کے شوہروں، بھائیوں اور بیٹوں میں جو قیدی تھے انہیں رہا کر دیا اور بہت سا زر و مال دے کر انھیں رخصت کیا۔

اس موقع پر جو نصرانی وہاں سے ترک وطن کر کے انطاکیہ گئے۔ ان کے ساتھ ان کے ہم مذہبوں نے یہ سلوک کیا کہ شہر میں داخل تک نہ ہونے دیا۔ کچھ طرابلس کی طرف کوچ کرنے والوں کو لاطینی طرابلسیوں نے مار بھگایا اور ان کا مال و متاع جو مسلمانوں کے پاس سے وہ لے کر گئے تھے وہ بھی چھین لیا۔ اسی طرح جب سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کیا تو مفتوحین کے ساتھ اسلامی اخلاق کا فیاضانہ سلوک کیا۔ جسے تاریخ اسلام کے مرتبین کے ساتھ ساتھ خود غیر مسلم مؤرخین نے بھی سراہا ہے۔ سلطان جب ایا صوفیہ کے گرجا میں آیا تو اس نے سہمے ہوتے پادریوں اور پناہ گزینوں کو دیکھا اور ان سب کو پناہ دی اور یقین دلایا کہ ان کے ہر دکھ درد کا مداوا کیا جائے گا۔ چنانچہ مفرور مسیحیوں نے اطمینان کا سانس لیا اور اپنے اپنے گھروں کو لوٹے۔ کسی مسلمان سپاہی نے ان کے بعد ان میں سے کسی کا بال بیکا نہ کیا۔ مسیحیوں کو اپنے مذہبی رسوم و رواج کی ادائیگی کی کامل آزادی تھی۔ وہ لوگ اپنا پیٹرآف یارک خود منتخب کرتے تھے بیزنطینیوں کے زمانے میں جس طرح ان انتخاب کے موقع پر تقریب میں حکمران شریک ہوتے تھے۔ سلطان نے خود بڑی شان و شوکت سے اس تقریب کا انعقاد کیا، اور اسے شاہی انعامات سے نوازا۔ اور اختیارات دیے کہ تمام مذہبی امور کے فیصلے وہ کرے اپنے ان حقوق و امتیازات کو استعمال کرے جو پہلے کے تمام پیٹرآف یارک کرتے تھے۔ بادشاہ نے اس موقع پر پیٹر کو ایک مرصع گھوڑا دیا اور اپنے مخصوص باڈی گارڈز کا ایک دستہ خدمت پر متعین کیا۔

marfat.com
Marfat.com

یہ بات فراموش نہ کی جائے کہ سلطان محمد فاتح، ایک فاتح کی حیثیت سے قسطنطنیہ میں داخل ہوا تھا۔ اس سے کسی کا سابقہ معاہدہ نہیں تھا جس کی پابندی لازم ہوتی۔ مگر دراصل اسلامی نظام میں انسانی قدر و قیمت جس اہمیت کی حامل ہے وہ لوگ اس کے قدر دان تھے، اس لیے ہر حال میں رواداری، فیاضی، اخلاق اور جود و نوال کی چادر دراز رکھتے تھے۔

سلطان کے اس سلوک ہی کی بنیاد پر قسطنطنیہ کے غیر مسلم خود کو بازنطینی دور کے بہ لحاظ زیادہ مامون و محفوظ سمجھتے تھے۔ اور اسلامی ریاست کو گہوارۂ امن و سلامتی پاتے تھے۔

اور وہی قسطنطنیہ جب ۱۲۰۴ء میں مسیحیوں کے قبضہ میں آیا تو ان لوگوں نے خود اپنے مذہب آرتھوڈکس فرقے کے مسیحیوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ انسنٹ سوم پاپائے روم کا بیان سُنیئے جسے ہم مشہور عرب مفکر ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی کی کتاب سے نقل کرتے ہیں۔

"مسیح کے ماننے والوں اور ان کے دین کے حامیوں کا فرض تو یہ تھا کہ وہ اپنی تلواروں کا رُخ مسیحیت کے بڑے دشمن (اسلام) کی طرف پھیرتے، لیکن افسوس کہ انھوں نے خود مسیحیوں کا خون بہایا، جس کا بہانہ ان کے لیے مذہباً حرام تھا مگر انھوں نے اس کی پرواہ نہ کی، اور خون کے دریا بہاتے اور نہ دین کا کوئی احترام کیا، نہ عورت اور مرد کا کوئی امتیاز باقی رکھا اور نہ عمروں (بوڑھے جوان بچوں) کا کوئی لحاظ رکھا۔ دن دھاڑے زنا کاریاں کیں۔ راہب عورتیں بچوں والی مائیں اور دوشیزائیں ان کی ہوس ناکیوں کے سامنے بے بس تھیں۔ اور اس لشکر کے جنسی درندوں نے انھیں جھنجھوڑا، ان لوگوں نے بادشاہ اور دوسرے امراء کی دولت لوٹنے ہی پر قناعت نہیں کی، بلکہ کلیساؤں کی زمینوں اور جائیدادوں کو بھی خوب لوٹا۔ انھوں نے کلیساؤں کی بھی بے حرمتی کی، ان کی مقدس تصاویر

marfat.com
Marfat.com

صلیبوں اور متبرک آثار کو خاک کر دیا گیا۔[۱۲]

مشہور مؤرخ شارل ڈیل لکھتے ہیں:

"یہ مذہبی جوش لشکر کلیسا یا صوفیہ میں داخل ہوا۔ مقدس کتابوں کو ضائع کر دیا۔ شہدا کی تصاویر کو اپنے پاؤں سے روندا۔ ایک بدکردار عورت وہاں بطریق اعظم (پاٹرآرک) کی کرسی پر بیٹھی۔ اور اونچی آواز سے گانے گائے۔ تبرکات، ظروف، دین کے نشانات مٹا دیئے گئے اور سونے چاندی سے بنے ہوئے برتنوں کو توڑا گیا تاکہ ان سے سکے ڈھالے جائیں۔"[۱۳]

جن مورخین نے ان صور تحال کا نظارہ کر کے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ بیان کرتے ہیں کہ، درحقیقت حضرت [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کا [illegible] بر خود مسیح کے [illegible]

ان تشکیلات کو اب مزید [illegible] ہے کہ [illegible] فتح بیت المقدس کے موقع پر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اہل [illegible] [illegible] کے بعد [illegible] ہیں۔ [illegible] علاوہ بھی [illegible] کا وعدہ اور [illegible] گردانا [illegible]

اہل قدس کو پروانۂ امن

[illegible] بیت المقدس جب [illegible] اس وقت آپ نے مہر خلافت کے ساتھ ایک "امان نامہ" جو بیت المقدس والوں کو عطا فرمایا تھا اس کی چند دفعات یہاں طبری کے حوالے سے نقل کی جاتی ہیں۔ جن سے اسلام کا غیر مسلم انسانوں کے بارے میں رواداری کا نظریہ واضح ہو گا۔ باوجود اس کے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ۔ کے مظہر اتم، مگر جب عدل و مساوات کا ترازو ہاتھ میں پکڑتے ہیں تو خلافت راشدہ کا ایسا نورانی دور سامنے آتا ہے کہ کہا جا سکتا ہے رسول اکرم سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو قوانین خداوندی لے کر مبعوث ہوئے ان کی عملی توجیہ کا بہت عظیم حصہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں تکمیل پذیر ہوا۔ ان کی ایک مثال فتح بیت المقدس بھی ہے۔ آپ کے عہد نامہ میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ	اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔
هٰذَا مَا اَعْطٰى عَبْدُ اللّٰهِ عُمَرُ	یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے عمر
اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَهْلَ اِيْلِيَا	امیر المؤمنین نے ایلیا (بیت المقدس) والوں
مِنَ الْاَمَانِ اَعْطَاهُمْ اَمَانًا	کو عطا کی۔ یہ امان ان کی جان و مال اور ان
لِاَنْفُسِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ وَلِكَنَائِسِهِمْ	کے کنیسوں اور صلیبوں کے لیے ہے ان کے
وَصُلْبَانِهِمْ وَسَقِيْمِهَا وَبَرِيْئِهَا	بیمار اور تندرست ان کی ساری ملت کے
وَسَائِرِ مِلَّتِهَا اَنَّهُ لَا تُسْكَنُ	لیے ہے۔ ان کی عبادت گاہوں میں سکونت
كَنَائِسُهُمْ وَلَا تُهْدَمُ وَلَا يُنْتَقَصُ	اختیار کی جائے گی، اور نہ ہی ان کو مسمار
مِنْهَا وَلَا مِنْ خَيْرِهَا وَلَا مِنْ	کیا جائے گا۔ ان کے کنیسوں ان کے ملحقات
صُلُبِهِمْ وَلَا مِنْ شَيْءٍ مِنْ	ان کی صلیبوں اور ان کی جائیدادوں میں
اَمْوَالِهِمْ وَلَا يُكْرَهُوْنَ عَلٰى	کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔ دین کے بارے
دِيْنِهِمْ وَلَا يُضَارُّ اَحَدٌ	میں ان پر جبر و اکراہ نہیں کیا جائے گا،
مِنْهُمْ ؕ	اور نہ ہی ان میں کسی کو آزار پہنچایا جائے گا۔

بیت المقدس تشریف آوری کے وقت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عیسائی رہنما بطریک کے ہمراہ وہاں کے مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ اور روایت میں ہے کہ جب وہ کنیسۃ القیامۃ" میں تھے تو نماز کا وقت آ پہنچا۔ بطریک نے گزارش کی کہ کنیسہ ہی میں نماز پڑھ لیں۔ مگر

marfat.com
Marfat.com

امیر المؤمنین نے اسے قبول نہ کیا اور فرمایا اگر آج میں یہاں نماز پڑھوں تو ممکن ہے آئندہ دور میں مسلمان میری سجدہ گاہ کے خیال سے دعویٰ کر دیں کہ اسے اسلامی مسجد بنا دیا جائے۔ اللہ اکبر، قربان جائیے سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بصیرت ایمانی اور ملکۂ عدل پر، غیر مسلم اہل ذمہ کا انہیں اتنا خیال و پاس تھا۔ آپ کے دور خلافت میں مسلمانوں ہی کی طرح غیر مسلم معذورین کو لازمی اخراجات کے لیے وظیفہ ملتا تھا۔

بلاذری نے لکھا ہے کہ بعض عیسائی جذامیوں کا آپ نے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر رکھا تھا۔ اس مد میں انہیں خوراک اور نقدی سرکاری خزانے سے دی جاتی تھی۔ ۴۵

تاریخ اسلام کے زریں دور میں یہ اور اسی قسم کے بیسیوں معاہدے اور انسانیت نواز پروانے آتے امن در اصل اسلام کے عالمی امن چارٹر کے سب سے [illegible] کی علامت ہیں۔ خلفائے راشدین کے دور کی تمام تر اسلامی فتوحات [illegible] حاصل دنیا کو امن کی طرف لے جانے والی اسلامی اسپرٹ کی تحریک [illegible]۔ اب [illegible] کہ دنیا کے عام جنگی معاہدات میں اور اسلامی معاہدات میں کتنا ہی فرق ہے کہ اسلام [illegible] کے بعد [illegible] نہیں کرتا بلکہ قلوب انسانی کو اس [illegible] دیتا ہے۔

عہد و معاہدے کی اہمیت اسلام میں

اسلام میں اسے بھی نقطۂ عروج نصیب ہوا۔ [illegible] جنگ و جدال کے کٹھن لمحات میں بھی عہد و پیمان کی [illegible] جاتا ہے۔ یہ ایک نہایت وسیع موضوع ہے جسے یہاں کماحقہ بیان کرنا مقصود نہیں صرف اشارہ کرنا ہے۔ عہد و پیمان ہی کی ایک قسم کفار و مشرکین اور متحارب قوموں اور ملتوں سے معاہدہ بھی ہے۔ جن لوگوں سے اہل ایمان کا کوئی معاہدہ ہو جاتا ہے انہیں معاہد کہتے ہیں ——— سورۂ توبہ میں ان کے بارے میں ہے:

marfat.com

Marfat.com

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ	مگر وہ مشرکین جن سے تمہارا معاہدہ تھا
الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ	پھر انھوں نے تمہارے عہد میں کوئی کمی
شَيْئًا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ	نہیں کی، اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ
اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ	دی تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک
اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ	پورا کرو۔ بے شک اللہ پرہیزگاروں کو
الْمُتَّقِيْنَ (القرآن)	دوست رکھتا ہے۔

معاہدے کی پابندی کی تعلیم اسی سورہ میں آگے چل کر پھر دی جا رہی ہے۔ باوجود اس کے کہ اللہ عالم الغیب والشہادۃ کو کفار و مشرکین کی عہد شکنی اور غدر کی عادتوں کا علم ہے۔ آیت کا تیور ملاحظہ کیجیے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ	مشرکوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول
عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ	کے پاس کوئی عہد کیونکر ہوگا؟ مگر وہ جن
عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے پاس ہوا تو
فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا	جب تک وہ تمہارے لیے عہد پر قائم
لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ	رہیں تم ان کے لیے قائم رہو، بے شک
الْمُتَّقِيْنَ (القرآن)	پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں۔
كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا	بھلا کیونکر (عہد نبھائیں) ان کا حال تو یہ
يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً	ہے کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ
يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ	کریں نہ عہد کا۔ اپنے منہ سے تمہیں راضی
تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ	کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں انکار
فٰسِقُوْنَ (القرآن)	ہے، اور ان میں اکثر بے حکم ہیں۔

دنیا کے تمام اسلام دشمن عناصر کے مسلمانوں کے ساتھ معاہدوں میں جھانک کر دیکھیے

marfat.com
Marfat.com

تو فرمان حق یُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ ۔ کا مجسم نمونہ نظر آئیں گے ،

زمانہ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہود کا قبیلہ بنو قریظہ جو حضور سے معاہدہ کر چکا تھا کہ

نہ ہم آپ سے لڑیں گے اور نہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کریں گے مگر ان لوگوں نے اپنا عہد توڑ

دیا اور کفار مکہ جب حضور پر اور مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تو انہوں نے ہتھیاروں سے ان کی

مدد کی ۔ بعد میں پھر انہوں نے آکر حضور کی خدمت میں معذرت کی کہ ہم سے بھول ہو گئی قصور

معاف فرما دیں ۔ اس طرح دوبارہ معاہدہ ہوا ۔ ان لوگوں نے دوبارہ پھر عہد شکنی کی تو رب تعالیٰ

نے ان کو شَرَّ الدَّوَابِّ (انفال) ۔ [illegible] ہر عقل سلیم الطبع انسان کے

لیے باعث شرم ہے ۔ عہد شکنی کرنے والا [illegible] بے اعتبار ہو جاتا ہے ۔ عہد شکنی

انسانیت کے لیے ننگ و عار ہے ۔ اسی لیے عہد شکنی کو شر [illegible] فرمایا ۔ جس قوم کی [illegible]

وہ عہد شکنی مشہور ہو مسلمانوں کو ان سے [illegible]

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ [illegible]

فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ [illegible]

اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ [illegible]

(الانفال)

مسلمان معاہدہ [illegible]

ہے ، اسی میں رب کا [illegible]

ڈال کر روگردانی کرنا اسلام میں نہایت [illegible]

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا	اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو
عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ	اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو اور تم اللہ
تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ	کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو ، بیشک
كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝	اللہ تمہارے کام جانتا ہے

marfat.com

Marfat.com

سورۃ بنی اسرائیل میں صراحۃً حکم ہے۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۵۱ (القرآن)

اور عہد پورا کرو، بے شک عہد سے سوال ہوتا ہے۔

معاہد اسلامی قانون میں اسلامی ریاست کے سربراہوں سے جو لوگ جنگ کے بعد یا پہلے کسی قسم کا معاہدہ کرلیں اور شرائط طے کرکے اطاعت پر راضی ہوجائیں انھیں معاہد کہا جاتا ہے۔ اب ان کے ساتھ اسلامی ریاست اور مسلمانوں کا ہر رویہ شرائط صلح کے ماتحت ہوگا۔ دنیا کی متمدن کہلانے والی قومیں وقت ضرورت کسی سے کوئی بھی معاہدہ کرلیتی ہیں اور پھر اندرونی طور پر اپنے پنجے مضبوط کرنے کے بعد عہد و پیمان کو روند کر من مانی کرنے لگتی ہیں۔ یہ اسلامی اصولوں کے لحاظ سے قومی و ملی بددیانتی اور خیانت کا قبیح ترین نمونہ ہے۔ اسلام اہل ایمان کو جن سے وہ معاہدہ کرلیتے ہیں چاہے ان کے حالات کتنے بھی دگرگوں ہوجائیں۔ طاقت و قوت کے لحاظ سے فزوں تر یا فروتر ہوجائیں، اپنے معاہدہ کی پابندی کا سختی سے پابند رہنے کی تاکید فرماتا ہے۔ آیات قرآنیہ آپ نے تلاوت فرمائیں

آیئے اب اس سلسلہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات زیب نظر کیجیے۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لَعَلَّكُمْ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا فَتَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ فَيَتَّقُوْنَكُمْ بِاَمْوَالِهِمْ دُوْنَ اَنْفُسِهِمْ وَاَبْنَائِهِمْ (وَفِي رِوَايَةٍ) فَيُصَالِحُوْنَكُمْ عَلٰى صُلْحٍ فَلَا تُصِيْبُوْا مِنْهُمْ فَوْقَ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ ۵۲
——— (الحدیث)

تم اگر کسی قوم سے قتال کرو اور اس پر غالب آجاؤ اور وہ قوم اپنی اور اپنی اولاد کی جان بچانے کے لیے تم کو خراج ادا کرنا منظور کرلے (ایک دوسری روایت میں ہے) تم سے مصالحت کرلے تو بعد میں مقررہ خراج سے کچھ بھی زیادہ نہ لینا کیونکہ وہ تمہارے لیے ناروا ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

ارشاد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہے

اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوْ	خبردار! جو کسی معاہد پر ظلم کرے گا اس
اِنْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ	کے حقوق میں کمی کرے گا یا اس کی طاقت
طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا	سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے گا یا اس سے
بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا	کوئی شے اس کی رضا کے بغیر لے گا اس
حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	کے خلاف قیامت کے روز میں خود استغاثہ
(الحدیث)	کروں گا۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے رسول عالم و اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ	جس شخص نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ
رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ[illegible]	[illegible]
لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ	[illegible]
عَامًا (الحدیث)	[illegible]

معاہدہ کے بعد غدر کرنے [illegible] سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ	[illegible]
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ هٰذِهٖ	[illegible] کیا جائے گا اور کہا جائے گا
غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ	اس نے فلاں بن فلاں سے غدر کیا

ابوداؤد کی روایت میں ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِيْ غَيْرِ كُنْهِهٖ	جس نے کسی معاہد کو بلا جرم قتل کیا اس
حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ	پر جنت حرام ہے۔
(الحدیث)	

marfat.com

Marfat.com

ان احادیث پاک سے یہ قانونی دفعات مرتب ہوئیں کہ معاہدین کے ساتھ صلح کرتے وقت جو عہد نامہ طے ہو جائے اس کی رُو سے ان کے معاملات کا فیصلہ ہوگا۔ ان شرائط میں کوئی ردوبدل اور کمی بیشی اپنی جانب سے قطعاً جائز نہیں ہے۔ خراج کی مقررہ رقم میں اضافہ کا ریاست اسلامی کو کوئی حق نہیں ہے مال واسباب اور جائداد جو ان کی ملکیت ہیں ان پر قبضہ کا کسی کو اختیار نہیں ان کی جان ومال، عزت و آبرو بعد صلح اسلامی ریاست کی طرح امان میں رہیں گی۔ اگر شرائط صلح اس کی حمایت کرتی ہیں۔

عقل عیّار ذرا غور کرے عین حالت جنگ میں معاہدہ کے لیے ہمارا کوئی بدترین دشمن صلح کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہے اور صلح ہو جاتی ہے تو اس کے لیے ساری سرحدیں کھلی ہوئی ہیں۔ بے اعتدالیوں اور فسخ معاہدہ کے سارے دروازے اس کی مرضی پر منحصر ہیں۔ مگر اسلامی قانون اور نظام مصطفےٰ کے پیروکاروں کے لیے ہر حال میں وفائے عہد لازمی وضروری ہے تاوقتیکہ اس کی جانب سے فسخ معاہدہ طشت از بام نہ ہو جائے۔ کھُلم کھلا معاہدے کی خلاف ورزی کے ثبوت کے بغیر، اس کی جان اور مال مکان جائداد سب کچھ ریاست اسلامیہ کی نگرانی میں بالکل آزاد ہیں۔ بلکہ اگر کسی نے اس پر ناجائز دباؤ ڈالا اس کی مرضی کے بغیر اس کی کوئی شئے لے لی تو رسول آخر زماں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز قیامت اس شخص کے خلاف معاہد کی جانب سے مستغیث ہوں گے۔

- معاہد کی جان کا اتنا احترام ہے کہ اس کو بلاوجہ قتل کر دینے والا خوشبوئے جنت سے محروم ہوگا۔
- معاہد سے کیے ہوئے عہد کو توڑ دینے والے کے خلاف میدان حشر میں علم کھڑا کیا جائے گا۔
- بلاسبب معاہد کو مار ڈالنے والے مجرم پر جنت حرام ہے۔

یہ ہے اسلامی قانون جو دنیا کے نقشے پر سبز پرچم نصب کرنے سے زیادہ دلوں کی

marfat.com
Marfat.com

ریاست پر الٰہی قوانین کی مہریں لگانے پر زور دیتا ہے اور خدا کی زمین پر خدا کی مخلوق میں عادلانہ اصولوں کے پابند انسانوں کے ذریعہ امن و سلامتی کا انعقاد کرنا چاہتا ہے۔ حدود دیکھو ——

آقائے کائنات خود اپنی امت کے ان سربراہوں کے خلاف قیامت میں استغاثے کا اعلان کر رہے ہیں۔ جنہوں نے اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داریاں تو اٹھائیں مگر ایک انسان کو جسے اسلام کے نام پر عہد کا پابند کیا گیا تھا اس کے عہد کو نہ نبھا سکے۔ امن عالم اور انسانی مساوات و عدل کی تاریخ میں کیا اس محکم قانون کے ہم پلہ کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ آئیے ذرا اس دریچے سے تاریخ اسلام کی ایک جھلک دیکھتے چلیے۔

ہماری روشن تاریخ

رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عہد سعادت ہے اور آپ کی حیات مبارکہ میں ایک مسلمان ایک ذمی کو قتل کر دیتا ہے۔ چنانچہ عدل و انصاف کے پیکر، اخوت و مساوات کے علمبردار حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ذمی کے بدلے اس مسلمان کو قتل کرنے کا حکم صادر کرتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے

أنا أحق من وفى بذمته [illegible]

[illegible]

امیر المومنین سیدنا عمر [illegible] والے ایک ذمی کو [illegible] مقدمہ پیش ہوا آپ نے مسلمان قاتل کو پکڑ کر مقتول کے وارثوں کے حوالے کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ ان ذمیوں نے اسے قتل کر ڈالا۔

حضرت علی کا فیصلہ

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے عہد گرامی میں ایک مسلمان ایک ذمی کے قتل کے جرم میں پیش کیا گیا۔ مقدمہ کا ثبوت فراہم ہو جانے کے بعد آپ نے قصاص کے لیے اسے قتل کرنے کا فیصلہ صادر

marfat.com
Marfat.com

فرمادیا ـــــ مقتول ذمی کے وارثوں نے امیر المومنین سے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے مقتول کا خون معاف کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کے قتل سے ہمارا مقتول واپس تو نہیں آجائے گا۔

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شبہ گذرا کہ شاید قاتل کے حامیوں نے ذمیوں کو خوفزدہ کرکے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے جلال مرتضوی کے ساتھ اس شبہہ کا اظہار کیا مگر حقیقتاً ایسا نہیں تھا بلکہ قاتل سے مقتول کے وارثین نے خون بہا قبول کر لیا تھا۔ ہر طرح اطمینان کر لینے کے بعد آپ نے قاتل کو آزاد کیا۔ اور ارشاد فرمایا۔

مَنْ كَانَ لَهُ ذِمَّتُنَا فَدَمُهُ	جو ہمارا ذمی ہو اس کا خون ہمارے
كَدَمِنَا وَدِيَتُهُ كَدِيَتِنَا[۱]	خون کی طرح اور اس کی دیت ہماری دیت
	کے مثل ہے۔

اس واقعہ کے سلسلہ میں درمختار میں جو روایت ہے، اس میں سیدنا علی مرتضیٰ کا یہ فرمان منقول ہے۔

إِنَّمَا قَبِلُوا عَقْدَ الذِّمَّةِ	انھوں نے اسی لیے عقد ذمہ قبول کیا ہے
لِتَكُونَ أَمْوَالُهُمْ كَأَمْوَالِنَا	کہ ان کے مال ہمارے مال کی طرح، اور
وَدِمَاءُهُمْ كَدِمَائِنَا۔[۱]	ان کے خون ہمارے خون کے مثل ہو
(الحدیث)	جائیں۔

جس طرح کسی مسلمان کو خطاءً قتل کر دینے کے جرم میں دیت لازم آتی ہے ـــــ ذمی کو بلا ارادہ قتل کرنے پر بھی فقہائے اسلام نے وہی دیت بیان فرمائی ہے۔

سیدنا عمر بن عبد العزیز اور اہل ذمہ

سیدنا عمر بن عبد العزیز کے پاس سمرقند کا ایک وفد شکایت لے کر آیا کہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار جو اس علاقہ میں مقرر ہیں (قتیبہ) انھوں نے ہمارا شہر ہم سے خالی کرا کے وہاں مسلمانوں کو آباد کر دیا ہے۔ امیر المومنین نے سمرقند کے اسلامی گورنر کو فوراً حکم بھیجا کہ قتیبہ

marfat.com
Marfat.com

اور سمرقندی ذمی باشندوں کے معاملات کی تحقیق کے لیے فوراً وہاں ایک مخصوص عدالت بٹھائی جائے۔ فاضل قضاۃ (حضرات جج) اگر فیصلہ کریں کہ مسلمانوں کو وہاں سے نکل جانا چاہیے۔ تو شہر خالی کر دیا جائے ——— چنانچہ سمرقند کے عامل نے حضرت جمیع بن الحاضر الباجی کی سربراہی میں اسلامی قضاۃ کا ایک پینل مقرر کیا جنہوں نے مسلمانوں کو شہر خالی کرنے کا فیصلہ سنایا۔

اہل سمرقند یہ ماجرا دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ انسانی بہبود کے ایسے قوانین کا سرمایہ مسلمانوں کے پاس ہے اور اس کی پابندی خلیفہ، عامل، اور سربراہ فوج سب بلا حیل و حجت کرتے ہیں۔ ایسے نظام امن کی عظمت سے متاثر ہو کر انھوں نے مسلمانوں سے اپنے درمیان رہنے کی درخواست کی ——— یہ ہے اسلامی اصول ریاست میں دیانت و صداقت۔

دمشق، حمص اور شام کے بعض [illegible] علاقوں میں بانیان اسلام، حق و انصاف کے پرچم لہرا رہے تھے۔ اسی دوران خبر آئی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہرقل ایک عظیم ٹڈی دل لشکر لے کر [illegible] اسلامی [illegible] علاقوں میں [illegible] بھی مسلمانوں کی عسکری قوت بھی ہرقل کی [illegible] بہت کم ہے۔ [illegible] سب سے بڑا عسکری حلیہ مسلمانوں کو [illegible] کے لیے جمع کر دینے کا تھا بڑھ رہا تھا۔ اس اطلاع کے ملتے ہی [illegible] علاقوں میں پہلے سے [illegible] کر کے اس محاذ پر پہنچنے کا حکم دے دیا گیا۔

حضرت خالد بن ولید نے حمص والوں کو، یزید بن ابی سفیان نے، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے حمص کے بعض علاقوں میں یہ اطلاع دی اور ان سے کہا:

"اے اہل ذمہ! ہم نے آپ حضرات سے جو خراج وصول کیا تھا وہ اس لیے تھا کہ ہم آپ لوگوں کی جان اور مال کی حفاظت کریں، بیرونی حملوں سے پناہ دیں،

marfat.com

Marfat.com

مگر افسوس کہ ہم اس ذمہ کو پورا نہیں کر سکتے۔ اس لیے آپ لوگوں نے جو رقمیں ہمیں دی ہیں، ہم سب واپس کرتے ہیں۔"

غیر مسلم رعایا یہ خبر سن کر بلک اٹھی' اس لیے کہ انھیں اپنے ہم مذہب رومی حکمرانوں کے ظلم و ستم کا قدیم تجربہ تھا۔ انھوں نے اپنے ان محسنوں کو آنسوؤں اور التجاؤں کے ساتھ فتح و کامرانی کی خواہشات کے ساتھ رخصت کیا اور کہا: یقیناً اے مسلمانو! آج دنیا میں عدل و انسانیت کا بھرم تم ہی سے قائم ہے۔ ہم تہ دل سے اس بات کے آرزومند ہیں کہ ہمارے راعی اور حکمران بن کر پھر جلد تم واپس آؤ ــــــــ

marfat.com
Marfat.com

حوالے

۱ القرآن، الحج ۲۲/۸۰
۲ " ، التوبہ ۹/۸۸
۳ " ، التوبہ ۹/۴۴
۴ " ، التوبہ ۹/۸۱
۵ جامع ترمذی، بحوالہ شرح السنۃ للامام بغوی، الجامع الصغیر للسیوطی وابن ماجہ و مسند امام احمد ۔ کتاب الایمان ج ۱ ص ۳۹
۶ جامع ترمذی بحوالہ کنز العمال کتاب الایمان ج ۱ ص ۳۹۔
۷ الجہاد والمجاہدہ استفراغ الوسع فی مدافعۃ العدو (یعنی دشمن سے بچاؤ کے لیے اپنی امکانی قوت وطاقت صرف کرنا)۔
۸ القرآن، النحل ۱۶/۱۲۵
۹ " ، العنکبوت ۲۹/۶
۱۰ " ، العنکبوت ۲۹/۶۹
۱۱ کنز العمال ج ۲ ص ۲۸۵
۱۲ الفتح الربانی خطبات الشیخ السید محمد عبد القادر الجیلانی، الاغوث الاعظم رضی اللہ عنہ (ولادت ۴۷۱ھ وفات ۵۶۱ھ) المجلس الاول ص ۱۰۔
۱۳ القرآن، المائدہ ۵/۴۴
۱۴ " ، التوبہ ۹/۴۰
۱۵ الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۹، مطبوعہ وکٹوریہ پریس۔
۱۶ الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۲۵
۱۷ " " ص ۲۹
۱۸ " " ص ۴۳
۱۹ شہادۃ القرآن طبع ششم پنجاب پریس سیالکوٹ بعنوان گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" ص ۱۳
۲۰ شہادۃ القرآن طبع ششم پنجاب پریس سیالکوٹ بعنوان "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" ص ۱۷
۲۱ القرآن، البقرہ ۲/۱۹۳

marfat.com
Marfat.com

۲۲ القرآن، البقرہ ۲۱۷/۲
۲۳ " " ۲۴۴/۲
۲۴ " " ۲۱۸/۲
۲۵ " " ۲۴۶/۲
۲۶ " ، آل عمران ۱۱۰/۳
۲۷ " ، التوبہ ۴۱/۹
۲۸ " ، آل عمران ۱۷۵/۳
۲۹ " ، محمد ۱۱/۴۷
۳۰ " ، الانفال ۲۵/۸
۳۱ " " ۷۳/۸
۳۲ " ، النحل ۱۲۶/۱۶
۳۳ " ، المائدہ ۸/۵
۳۴ ابوداؤد ج ۲ ص ۶، سنن ابن ماجہ ص ۵۲۱۔
۳۵ صحیح بخاری ص ۴۲۳ صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۴
۳۶ ابوداؤد ج ۱ ص ۳۵۱
۳۷ صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۲
۳۸ جامع ترمذی ص ۲۰۰ ابوداؤد ص ۳۵۳
۳۹ القرآن، البقرہ ۱۹۰/۲
۴۰ " ، الحجرات ۱۳/۴۹

سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۸۴، صحیح بخاری کتاب المغازی، باب منزل النبی یوم الفتح۔
۴۱ من روائع حضارتنا، دکتور مصطفیٰ السباعی
۴۲ " "
۴۳ " "
۴۴ الطبری ج ۱ ص ۲۴۵، والدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ مطبوعہ دہلی ص ۲۶۰
۴۵ بلاذری ص ۱۲۹
۴۶ القرآن، التوبہ ۴/۹
۴۷ " ، التوبہ ۷،۷/۹،
۴۸ بدترین جانور (الانفال ۵۵/۸)
۴۹ القرآن، الانفال ۵۵/۸
۵۰ " ، النحل ۹۱/۱۶
۵۱ " ، بنی اسرائیل ۳۴/۱۷
۵۲ ابوداؤد کتاب الجہاد ج ۲ ص ۲
۵۳ " " "
۵۴ صحیح البخاری ص ۴۴۸
۵۵ " ص ۲۵۲/۲، مسلم ج ۲ ص ۸۳۔
۵۶ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۴

marfat.com
Marfat.com

۵۷ـــ یُؤْخَذُ مِنْهُمْ مَا صُولِحُوا عَلَیْهِ وَیُوفَیٰ لَهُمْ وَلَا یُزَادُ عَلَیْهِمْ ۔

(ان سے وہی لیا جائے گا جس پر ان سے صلح ہوئی ہے ان کے حق میں صلح کی شرطیں پوری کی جائیں گی۔ ان میں کچھ اضافہ نہیں کیا جائے گا

کتاب الخراج الامام ابی یوسف ص ۳۵

۵۸ـــ عنایہ شرح ہدایہ ج ۸ ص ۲۵۶ دار قطنی نے یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نقل کی ہے۔ جس کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں

انا اکرم من وفی بذمتہ ۔

۵۹ـــ والدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ مطبوعہ دہلی ص ۳۶۰۔

۶۰ـــ الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ مطبوعہ دہلی ص ۳۵۹

۶۱ـــ در مختار ج ۳ ص ۲۰۳

۶۲ـــ در مختار، ج ۳ ص ۲۰۳

marfat.com
Marfat.com

باب چہارم

اسلامی سزائیں امن عالم کی ضامن ہیں

خدا بیزار تہذیب کی تاریکی اور قانون فطرت کا اُجالا

منکرات و معاصی، اور ظلم و عدوان میں تمام ادوارِ ماضی کو مات کر دینے والی آج کی بزعم خود ترقی پذیر دنیا کو اسلامی قوانین سزا اور حدود کی حکمتیں بآسانی سمجھ میں آجانا چاہیے۔ عزت و عفت، عصمت و پاکدامنی کے جیب و گریباں تار تار ہیں حدودِ شہر سے گھر تک شرافت و پاکیزگی کے لیے کہیں پناہ میسر نہیں۔ انسان ہے کہ نفسانی خواہشات کی غلامی میں تمرد و سرکشی کی ساری حدوں کو پھلانگتا جارہا ہے۔ مگر یہ تو ایسی پیاس ہے جس کے لیے ہر جام نشاط مزید بیقراری کا سامان پیدا ہوتا ہے اور خواہشات فاسدہ اپنی مطلوبہ ایک منزل پا لینے کے بعد دوسری اس سے گھناؤنی اور رسوا کن منزل کے لیے صدائے العطش بلند کرتی جاتی ہے۔

انفس و آفاق کے اس کارخانے میں اسلام کے نظام محکم اور اس کی تعلیمات و حکمت بلکہ اصول و قوانین تک رسائی آج کچھ دشوار نہیں رہی۔ تاریکیاں جتنی گھنی اور مہیب ہوتی جاتی ہیں۔ روشنی کا وجود اتنا ہی واضح ہوتا جاتا ہے۔ اسلام دنیا کو جو نظام امن و سلامتی عطا کرتا ہے اس کے نتائج و عواقب محض اس محدود دنیا تک سمٹ کر نہیں رہتے بلکہ آخرت کی وسیع ترین زندگی اس کا اصل نشانہ ہے، پاکیزگی اور عفت و عصمت کا جو مزاج دنیا کو اسلام کے ذریعے عطا ہوتا ہے وہ اُخروی سرفرازی کی ضمانت کے ساتھ ساتھ دنیاوی ماحول میں سکون و طمانیت کا اُجالا بھی بخشتا ہے۔ انفرادی زندگی سے اجتماعی دنیا تک روشنی کا ایک متوازنہ

marfat.com

Marfat.com

سلسلہ ہے جو نظامِ اسلامی سے برپا ہوتا ہے۔ اسلامی قوانینِ سزا، جنہیں شرعی اصطلاح میں حدود کہتے ہیں۔ وہ بھی ان ہی رحمت و رافت سے لبریز ساغروں میں سے ہے۔ جو خالقِ کائنات نے اپنی افضل ترین مخلوق "انسان" کو کمالاتِ انسانی تک رسائی حاصل کرنے کی راہ میں رکاوٹوں کے انسداد کے لیے مرحمت کیے ہیں۔ یقیناً انسانی جان نہایت قیمتی متاع ہے مگر جس نے اپنی ہی جیسی کسی جان کو ضائع کر دیا ہے تو اس کا کفارہ اپنی جان سے چکا کر اپنے کردار و اعمال کا دامن اس داغ سے صاف کرے۔ بظاہر وہ اپنی جان دے کر بہت خسارے کا کام کر رہا ہے مگر جان آفریں کا ارشاد برحق ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝[1]	اور تمہارے لیے قصاص (خون کا بدلہ لینے) میں زندگی ہے اے عقلمندو! کہ تم کہیں بچو۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللهِ خَيْرٌ مِّنْ مَّطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِي بِلَادِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ[2]	اللہ کی حدود میں سے ایک حد قائم کرنا اللہ کے شہروں میں چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک حد کا زمین میں قائم کرنا اہل زمین کے لیے چالیس روز کی بارش سے بہتر ہے۔[3]

بندگان خدا پر خدائی قوانین کا نفاذ اس عدل و یکسانیت سے ہو کر کسی کی رُو رعایت نہ کی جائے بلکہ ہر حال میں بالادستی قانون کو حاصل ہو۔

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللهِ فِي الْقَرِيْبِ	حدود قائم کرو چاہے قریبی ہوں یا

marfat.com
Marfat.com

وَالْبَعِيْدُ وَلَا تَأْخُذْكُمْ فِى اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ　　دُور کے، اور حدود قائم کرنے میں کسی کی ملامت اور رُعب کا خیال دامن گیر

کیا ایڈز خدائی عذاب نہیں ہے؟

آج ایڈز (Aids) نے دنیا میں تباہی مچا رکھی ہے امریکہ اور یورپ میں اس ہلک بیماری نے ہلچل برپا کر دی ہے۔ معالجین، اطباء، ڈاکٹر سب اس ہلک مرض کی تحقیق و تفتیش میں شب و روز منہمک ہیں۔ انسانی خون کے باریک اجزاء میں نہایت سرعت سے تباہ کن، قاتل مادہ کا حل ہو جانا اور رفتہ رفتہ اس مرض کے مریضوں کا دم توڑ دینا کیا اس خدا بیزار سائنسی دنیا کے منہ پر قدرت کا طمانچہ نہیں ہے؟

اپنے کل پرزوں پر اترانے والی خدائی اصولوں کو پامال کرنے والی ہر قوت کو ہر زمانے میں ایسی ہی رسوا کن ذلیل شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میدانِ جنگ تبدیل ہو جاتا ہے ابتلا و عذاب کے پیمانے بدل جاتے ہیں، مگر انجام ایک ہی ہوتا ہے کہ خدا اور اس کے قانون کا غلبہ عیاں ہوتا ہے، اور منکرینِ خدا اور ان کے سارے فرعونی، ہامانی اور نمرودی منصوبے تار عنکبوت کی طرح بکھر جاتے ہیں۔

آج کا ٹیلی ویژن یہ خبر نشر کرتا ہے۔

چند ننھے بچے اپنے جسمانی امراض کے علاج کے لیے ہاسپٹل میں داخل کیے گئے خون کی ضرورت پیش آئی۔ معالجین نے ان کے جسم میں ان کے گروپ کا خون انجکشن کے ذریعہ چڑھایا۔ چند روز بعد معلوم ہوا کہ چڑھائے جانے والے خون میں ایڈز کے مہلک اجزاء موجود تھے، جو بچوں کے اندر پہنچ گئے۔ اب ان بچوں کی زندگیاں ایک نہایت مہلک مرض کے شکنجے میں ہیں۔

یقیناً یہ ایک ایسا مرض ہے جسے آزادی کے نام پر آوارگی بدکش یورپ اور ترقی یافتہ

marfat.com
Marfat.com

کہی جانے والی دنیا نے اپنی ردائے تہذیب بنا کر اوڑھ رکھا ہے۔ اسی طرح
ایڈز کے مریضوں کے جسم سے نکالا ہوا خون کچھ بچوں کے جسم میں داخل کیا گیا، اور
ناکردہ گناہ کی سزا کے طور پر اس مرض کے اثرات ان بچوں میں منتقل ہوتے۔
اب ان بچوں کو انہی کے ہم رنگ، ہم خیال، ہم وطن اسکول اپنی کلاسوں میں داخل
ہونے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔

آپ کہیں گے یہ ان احتیاطی تدابیر میں سے ایک ہوگی۔ جن سے اس مہلک بیماری کی روک تھام کی جاتی ہے۔ مگر پوری ملکی اور تہذیبی مشنری کو فواحش اور آوارگی کی راہ پر لگا کر اس کے عواقب و نتائج کے طور پر ابھرنے والی غلیظ بدبو سے ناک بند کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ کسی جرم کی روک تھام کے لیے اس کی بنیادوں کو ختم کیا جاتا ہے۔ کانٹوں کی کاشت کا کاروبار کرنے والے گل بوٹوں کی امید نہیں رکھا کرتے۔ اسی کو مشرقی مفکرین کہتے ہیں کہ

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج! ✕ تا ثریا می رود دیوار کج!

بہت سے ممالک جہاں ایڈز کی بیماری کا سراغ نہیں ہے انھوں نے امریکہ اور یورپی ممالک کے مسافروں پر اس مرض سے محفوظ ہونے کا ڈاکٹری سرٹیفکٹ اپنے ملکوں میں داخلہ کے لیے لازم قرار دے دیا ہے۔ یہ ہے فواحش میں ڈوبی ہوئی دنیا کے لوگوں کا خیر مقدم۔

خدا بیزار ذہنیت کا شاخسانہ

محض ظاہری فوائد کو مدِ نظر رکھ کر کسی شے کے اچھے یا بُرے ہونے کا فیصلہ کرنا صحیح نہیں۔ بلکہ اس کی معنویت اور پوشیدہ نتیجہ خیزی کو بھی بہر حال مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ ہالینڈ میں ایک شخص نے مجھ سے کہا۔

آپ کو معلوم ہے کہ یورپ میں بہت سے لوگ بن بیاہے رہتے ہیں۔ تو ان کی نفسانی خواہش کی تکمیل کے لیے کچھ ایسی عورتوں کا ہونا بھی ضروری ہے جو انھی کی طرح محض نفسانی تکمیل حاجات کی تجارت کرتی ہوں، لہٰذا یہ عورتیں جو

marfat.com
Marfat.com

عصمت فروشی کا پیشہ اختیار کیے ہوئے ہیں سوشل ورکرز کے زمرے میں ہیں۔

اب اندازہ لگائیے آپ اس معیارِ فکر کا جس نے انسانی نظامِ حیات کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ یہ بات چند سال پہلے کی ہے اس وقت میں نے انہیں ان کے مناسبِ حال جواب دے کر فہمائش کی تھی وہ جناب اگر ایڈز کی مہلک بیماری دریافت ہونے کے بعد میرے پاس آتے تو میں ان سے دریافت کرتا کہ مغربی قحبہ خانے اس مہلک بیماری کی ہلاکت خیزیوں کے خوف سے کیوں سنسان ہو رہے ہیں اور حفظانِ صحت کے ادارے موت کا سایہ سر پر منڈلاتا دیکھ کر اپنی آزادی پر بندشیں کیوں بٹھا رہے ہیں۔ وہ انسانی خدمت گذاری اور سوشل سروس کہاں رفو چکر ہو گئیں؟ اگر فقط آزادی خدائی قوانین سے برگشتہ ہو تو ہر زانی یہ دعوے کریگا کہ اس فعل کے ذریعہ نفسیاتی ہیجان سے نجات ملتی ہے۔ شہوت کے بارسے سبکدوشی کے بعد اطمینان ملتا ہے۔ اضطرابی کھنچاؤ ختم ہو جاتا ہے، اور طبیعت کو سکون ملتا ہے اس لیے یہ اچھا کام ہے۔ چوری کرنے والا اسے ہاتھ کی صفائی، دن دھاڑے آنکھوں میں دھول جھونکنا ایک تعجب خیز کمال شمار کرائے گا۔ اور معمولی سی محنت کے بعد کثیر مال و دولت جمع ہو جانے کے فوائد گنائے گا۔ نشہ باز اور شرابی مستی کے سرور و نشاط اور اس عالم میں بے فکری کے فضائل گنا کر منشیات کو بہترین متاعِ عالم منوائے گا قاتل اور ڈاکو ہم جوئی کے رجحانات پر روشنی ڈالے گا۔ اور ان کاموں کو مہاتی زندگی کا ایک شعبہ قرار دیگا۔ الغرض پھر کوئی عیب عیب نہیں اور کوئی جرم، جرم نہیں رہ پائے گا۔ ہنر بن جاتے گا۔ مگر یہ تمام مفسدات، ملحدانہ مادی خدا بیزار ماحول کی اپج ہیں، عقیدۂ توحید، حیات بعد ممات اور جرم کی پاداش میں عذابِ آخرت کا ان کے پاس کوئی تصور ہی نہیں۔

پابندی نفس پر شاق ہے

مشقت اور پابندی نفس پر بار ہے۔ اور حصولِ لذات کے لیے سخت سے سخت مہم کا سر کر لینا نفس کا خاصہ ہے۔ بہت سے حقائق جن پر دنیا کا اتفاق ہے ان پر عمل نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز

marfat.com

Marfat.com

نہیں کہ وہ حقائق کی کمزوری ہے۔ صحت و تندرستی کے ماہرین اطباء نے بہترین ایسی احتیاطیں بتائی ہیں جو جسمانی قوی اور اعضائے بدنی کے لیے مفید ہیں مگر ان میں سے کیا ہر طریقہ اور ہر اصول پر عمل ہو پاتا ہے، اور جن پر عمل نہیں ہوتا تو کیا وہ غلط ہیں ـــــ ہرگز نہیں۔ اسلامی قوانین من کل الوجوہ جب دنیا میں نافذ رہے، یقیناً وہ زمانہ صفحۂ گیتی کے لیے باعث صد افتخار زمانہ تھا۔ دورِ صدیقی میں نظام اسلامی کے حسنات کی مثال لیجئے کہ کئی کئی ماہ کا زمانہ گذر جاتا تھا اور نزاع و اختلاف کا کوئی مقدمہ دائر نہیں ہوتا تھا۔ اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق خطۂ ارضی پر اتنا امن قائم ہو چکا تھا کہ یکہ و تنہا عورت حیرہ سے چل کر خانۂ خدا کا طواف کر کے واپس چلی جاتی ہے اور اسے کوئی چھیڑنے والا نہیں ملتا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۶۰)۔

گویا اسلامی اصولوں کے ہمہ جہتی نفاذ کا زمانہ امن و سلامتی کے قیام کا بہترین زمانہ تھا۔ کوئی یہ طعنے نہ سنائے کہ یہ تو محض تصوراتی نظام ہے۔ عمل کے میدان میں اس نے کب اپنے جوہر دکھائے؟

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ حجۃ اللہ البالغہ کے مقدمہ میں احکام شرعیہ کی مصلحت کا انکار کرنے والوں کا تمثیل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جو ان مصلحتوں کو نہ سمجھ سکے اس کی واقفیت اس سوئی کی نمی سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے جسے دریا میں غوطہ دیا گیا ہو، بہر حال اعمال کا اثر نیتوں پر ہے اور ان نفسانی حالتوں پر موقوف ہے جن سے اعمال سرزد ہوتے ہیں جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اعمال کا ثواب نیتوں پر موقوف ہے۔

اور خدائے تعالیٰ نے فرمایا:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا ـــ خدا کی نزدیکی نہیں کرتے قربانیوں کے

marfat.com
Marfat.com

وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ (القرآن) گوشت نہ خون لیکن تمہاری پرہیز گاری اس تک رسائی پاتی ہے

اور نماز خدا کی یاد اور اس کے حضور عاجزی کرنے کے لیے مشروع ہوئی ہے۔ ارشاد ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ۝ (القرآن) میری یاد کرنے کو نماز پڑھ۔

اور نماز سے یہ بھی مقصود ہے کہ اس کے طفیل آخرت میں دیدار خدا نصیب آئے۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم اپنے پروردگار کو ایسے دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو، تمہیں اس کے دیدار میں کچھ شک و شبہہ نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر تم سے اس کا اہتمام ہو سکے کہ صبح و شام کوئی شے تمہیں نماز سے باز نہ رکھے تو نماز پڑھا کرو۔

پھر اجمالی طور پر روزہ، حج، زکوٰۃ، قصاص و حدود اور معاملات کی مصلحتوں پر روشنی ڈالنے کے بعد اسی مقدمہ میں آگے چل کر بندوں کے لیے رب تعالیٰ کی جانب سے احکام شرعیہ کے تقرر کی دل لگتی ہوئی مثالیں تحریر فرماتے ہیں۔

خدائی احکام کی مثالیں کسی آقا کا غلام مبتلائے مرض ہو جائے بلالت کے سبب نقل و حرکت دشوار ہو جائے۔ آقا از راہِ نوازش غلام کے علاج و معالجہ دیکھ بھال اور تیمارداری کے لیے کسی آدمی کو مقرر کر دے۔ ایسی صورت میں بیمار غلام اگر مقررہ شخص کی دوائیں استعمال نہ کرے۔ اس کی ہدایات و خدمات کو قبول نہ کرے تو گویا وہ اپنے آقا کی نافرمانی کر رہا ہے اس کی مہربانیوں کو ٹھکرا رہا ہے۔ اس کا ایک نقصان تو یہ ہے کہ وہ اپنی بیماری کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گا۔ دوسری پریشانی اگر زندہ بچ رہا تو یہ ہوگی کہ آقا کی نگاہوں سے گر جائے گا۔ اگر غلام نے آقا کے مقرر کردہ طبیب و تیماردار کی دواؤں کو استعمال کیا۔ اس کے مشورے اور خدمات کو قبول کیا اور تشکر و امتنان کا اظہار کیا تو علاج معالجہ کے ذریعہ اس کی بیماری صحت و تندرستی میں تبدیل ہو سکتی ہے اور آقا خوش ہوگا تو اپنی نوازشات سے مزید نوازے گا۔

marfat.com

Marfat.com

۲۔ احکام اللہ پر سر تسلیم خم کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے (فاقہ کشوں کی) بستی میں ایک شخص نے ایک مکان تعمیر کیا۔ اس میں انواع و اقسام کے کھانے تیار کرائے اور لوگوں میں منادی کرائی۔ اور لوگوں کو اپنے گھر میں بلوایا۔ اب ان بلوانے والوں کی بات مان کر جو اس گھر میں آیا اس نے اپنی بھوک مٹائی اور شکم سیر ہو کر لذیذ کھانے کھائے اور جنہوں نے بلانے والوں کی باتیں سنی ان سنی کر دیں وہ نہ گھر میں آئے اور نہ کھانے سے انہیں کچھ حصہ ملا۔

۳۔ ارشاد نبوی ہے میرا اور میرے سامنے آنے ہونے خدائی احکام کا حال ایسا ہے جیسے کسی قوم کے پاس جا کر کہا۔ میں نے اپنی آنکھ سے لشکر دیکھا ہے۔ تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اپنا بچاؤ کر لو۔ جنہوں نے بات مانی اور شروع رات میں سامان سفر کر کے چل دیے وہ محفوظ رہے اور جس نے اسے سچا نہ جانا وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ حتیٰ کہ وقت صبح لشکر نے اس پہ حملہ کر کے تہس نہس کر دیا۔ ؎

حد کی تعریف حدود، حد کی جمع ہے اَلْحَدُّ لُغَۃً هُوَ الْمَنْعُ یعنی از روئے لغت اس کے معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں۔ اسی لیے بواب کو حداد بھی کہتے ہیں حَدَّ الرَّجُلَ عَنِ الْاَمْرِ۔ آدمی کو اس معاملے سے روک دیا گیا حَدَّدْتُ زَیْدًا عَنِ الشَّرِّ۔ میں نے زید کو شر سے روک دیا۔ اَلْحَدُّ رکاوٹ هُوَ الْاَمْرُ حد د۔ یہ ممنوع امر ہے الحدید۔ لوہا، فولاد چونکہ وہ بھی بہت سی چیزوں سے رکاوٹ بن جاتا ہے۔ تیز دھار کو بھی حدید کہتے ہیں۔

اصطلاح شرع میں حد ان سزاؤں کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے جرائم کی روک تھام کے لیے مقرر ہیں۔ ؎

انسانی زندگی قوانین و ضوابط میں بندھی ہوتی ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ لا قانونیت کے دعویدار انسان بھی اپنے لحاظ سے کسی نہ کسی اسلوب حیات کو زندگی گذارنے کے لیے اپناتے ہیں۔ ان کے لیے وہی قانون ہیں۔ چوروں، اچکوں، اوباشوں اور بدنیت

marfat.com
Marfat.com

بیزار انسانوں کے اپنے لیے قوانین ہیں۔ دین و مذہب سے متنفر اور محض مادی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر زندگی کے خطوط متعین کرنے والوں کے اپنے قوانین ہیں۔ کم لوگ ہیں جو اپنے لیے خود قوانین اختراع کرتے ہیں۔ فطری لحاظ سے انسان مدنیت پسند ہے۔ اور خالق و مالک نے اس کی سرشت ہی ایسی بنائی ہے اس لحاظ سے دنیا کی اکثریت دوسروں کے لاگو کیے ہوئے، قوانین ہی کی (جبراً رضاً) پابند ہے۔ یہاں تک غور کر لینے کے بعد اس حقیقت کا ادراک کچھ دشوار نہیں رہ جاتا کہ انسان کے خود ساختہ مذکورہ سارے قوانین حیات کے مقابلے میں کائنات اور انسان کے خالق و مالک نے جو قوانین عطا فرماتے ہیں ان کی کیا اہمیت ہے؟۔ بلا تمثیل

اس ننھے بچے کی فطرت پر غور کیجیے جو آگ کے سرخ انگارے کو خوبصورت کھلونا سمجھ کر اسے پالینے کے لیے ہمکتا ہے، مچلتا ہے اور بیقراری سے رو پڑتا ہے اور ماں باپ جو انگارے کی سوزش اور مضرات سے واقف ہیں بچے کے رونے بلکنے اور خواہش کرنے کا خیال نہیں کرتے، بلکہ ہر حال میں بچے کو انگارے سے دور رکھتے ہیں۔

انسان فہم و ادراک کی اعلیٰ منزلیں طے کر لینے کے باوجود الٰہی ہدایات وحی و رسالت کے مرکز انوار سے برگشتہ رہ کر زندگی کے تمام معاملات میں اسی نادان بچے کے مانند ہے، جو ناقص عقل کی بنیاد پر سرخ سرخ انگارے کو خوبصورت کھلونا سمجھ کر اس پر لپکتا ہے۔ حدود اسلام کے بلیغ رموز و اسرار کے سلسلہ میں علم کلام کے ماہرین علمائے اسلام نے اپنے وقیع رشحات قلم چھوڑے ہیں۔ میں اپنی بساط علمی کے محدود دامنوں کے ذریعے اس باب کو انہیں مؤقر بن کے باغ علوم کی خوشہ چینی سے آراستہ کروں گا۔ شریعت اسلامیہ کے مقاصد و مصالح کو علمائے اصول فقہ نے تین خانوں میں تقسیم کیا ہے۔ ——— مقاصد اساسیہ، مقاصد معاشیہ اور مقاصد کمالیہ،

اول:۔ وہ اعمال و تصرفات ہیں۔ دین، نفس، عقل، نسب و نسل، مال اور احترام نفس کی

marfat.com

Marfat.com

حفاظت وصیانت جن پر موقوف ہے مصالح انسانی اور اسلامی معاشرہ کے لیے یہ تمام امور لابدی و لازمی ہیں۔ زندگی کے تمام شعبوں اور فرد تا جمعیت و ریاست کی تنظیم میں ان امور کو ریڑھ کی ہڈی کا مقام حاصل ہے۔ مقاصد ضروریہ کا حصول انسداد جرائم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس کی بآسانی تفہیم کے لیے ایک سرسری نقشہ نذر ناظرین ہے۔

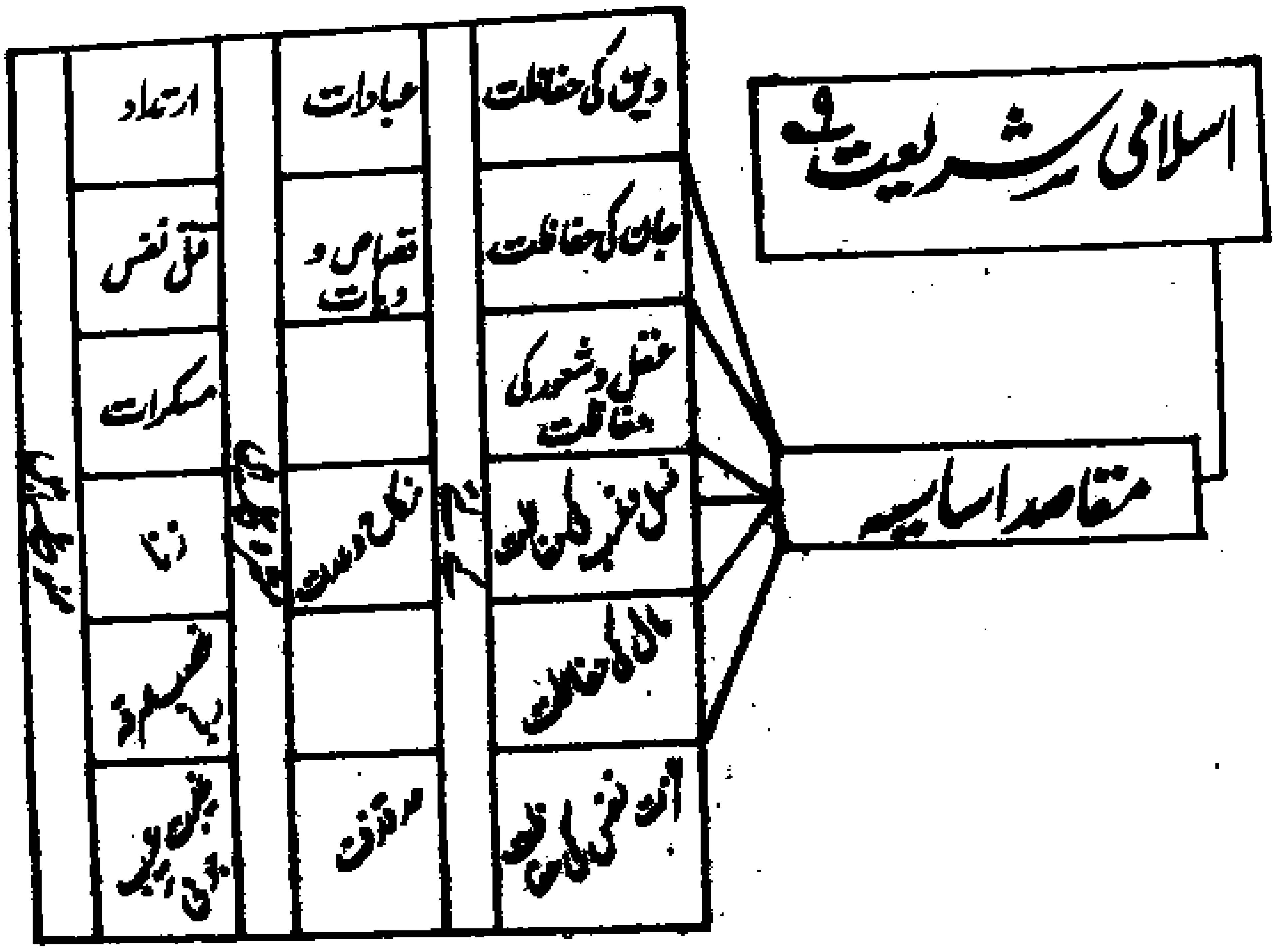

marfat.com
Marfat.com

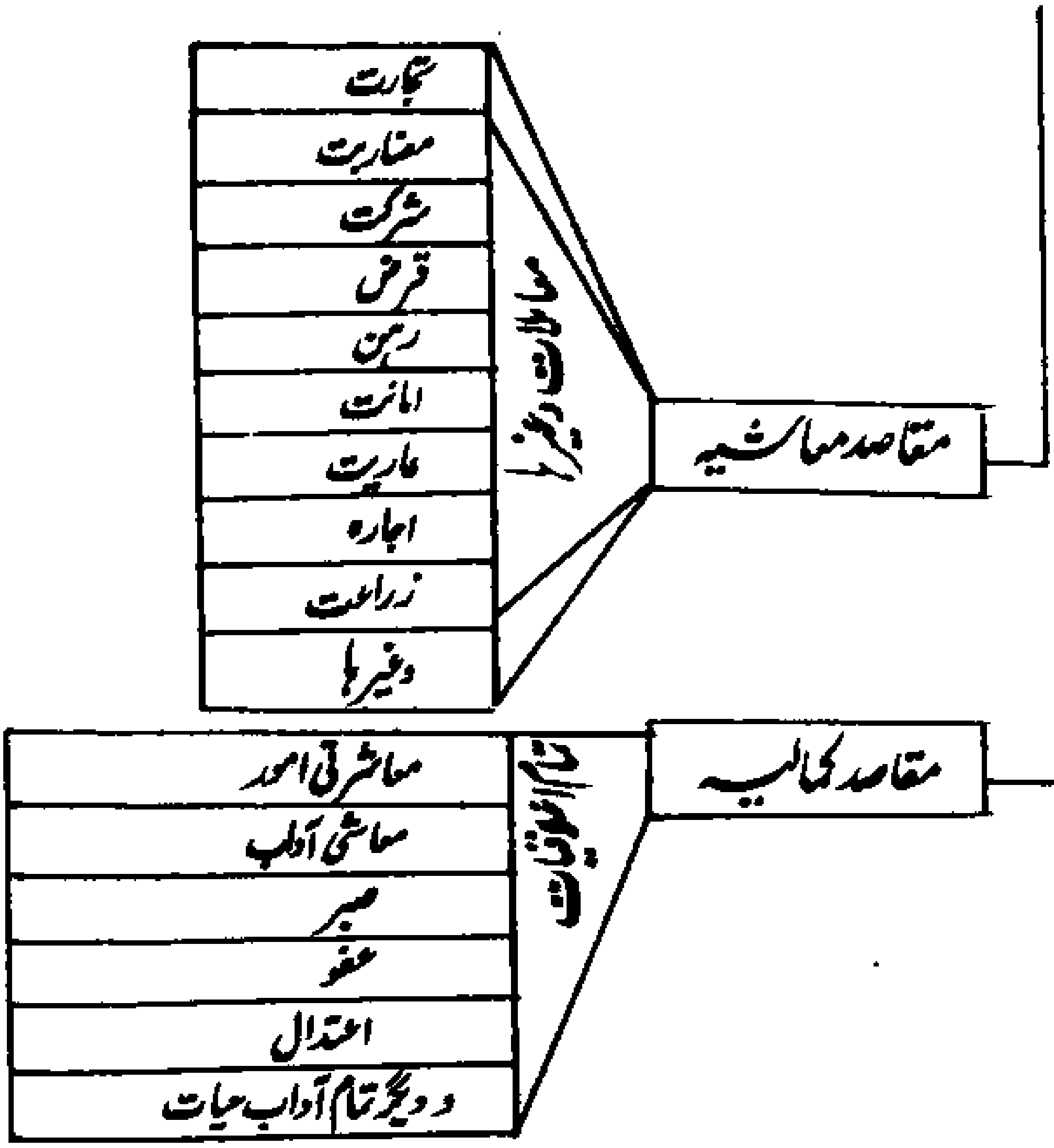

حجۃ اللہ البالغہ قوانین شرع تمام بنی نوع انسان کے لیے ہیں اور انسانوں میں مزاج اور طبیعت کا اختلاف ماحول سے اثر پذیری اور خواہشات کا وجود لازمی ہے اس لیے صالح معاشرہ کی تدوین کے لیے مفسدات کے تمام سوراخوں کو مضبوطی سے بند کرنا ضروری تھا۔ پروردگارِ عالم نے شریعت اسلامیہ سے اس ضرورت کی تکمیل فرما دی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ حجۃ اللہ البالغہ میں (جو احکام شرعیہ کے مصالح اور حکمتوں پر مشتمل ایک عظیم الشان کتاب ہے) حدود کی حکمتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اور اس باب میں انسانی فطرت میں مجرمانہ عناصر کی نشاندہی کرتے ہوئے جو کچھ تحریر فرماتے ہیں ہم اس کا خلاصہ حاضر خدمت کرتے ہیں۔

بعض معاصی میں خدائے تعالیٰ نے حد مقرر فرمائی ہے۔ وہ ایسے معاصی ہیں جن میں فساد

marfat.com
Marfat.com

کی کئی صورتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک تو فساد ملکی اور لوگوں کی سماجی زندگی میں خلل اندازی کچھ انسانوں میں ایسے فاسد داعیے موجود ہوتے ہیں جو جرائم پر اکساتے رہتے ہیں۔

جرم ان کی فطرتوں میں رچ بس جاتے ہیں۔ ان معاصی اور جرائم سے باز رہنا خود ان کے بس میں نہیں ہوتا۔ ایسے مجرمین کے جرائم کی زد میں آنے والے مظلومین اپنا دفاع کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ انسانوں کے درمیان اکثر ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں اور عادی مجرمین کو محض خوف آخرت کی تلقین کافی نہیں ہوتی بلکہ ایسے معاصی اور جرائم پر ملامت اور رنج پہنچا کر ہی مجرمین کو باز رکھنا قرین مصلحت ہے تاکہ مجرمین گناہوں سے باز رہیں۔ جس طرح زنا دوعورتوں کے حسن وجمال کی جانب رغبت وحرص بے جا ہے جو اس جرم کے مجرمین کے لیے نہایت درجہ رسوا کن امر ہے۔ اور کسی ایک عورت کے ساتھ ایک سے زائد آدمیوں کا جمع ہونا جبلت انسانی کے خلاف اور کشت وخون قتل وفساد کا پیش خیمہ ہے اور زنا اکثر زانی اور زانیہ کی رضامندی سے ہوتا ہے اور کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے کچھ لوگ اس پر مطلع ہو پاتے ہیں۔ پھر آگاہی اور دشوار ترین ثبوت کی فراہمی کے باوجود اس بدترین اور تباہ کن جرم کے لیے سخت سزا مشروع نہ ہوتی تو یہ بڑی ناانصافی ہوتی اور مفاسد کا دروازہ کھلا رہتا۔ اسی طرح چوری کا جرم انسان کسب صالح نہیں کر پاتا تو چوری کی طرف مائل ہوتا ہے اور کچھ لوگوں میں چوری کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔ چوری لوگوں سے چھپ کر ہوتی ہے بخلاف غصب کے .....

یونہی رہزنی جس میں مظلوم اپنی جان ومال بچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور رہزنی بلاد المسلمین میں رجہاں اسلامی قوانین کا نفاذ ہو) نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ اپنی حکومت اور قوت کی وجہ سے اس کی مدافعت کر سکتے ہیں۔ تو ایسے افعال کی سزا زیادہ مقرر کرنی چاہیے، اسی طرح شراب نوشی کی سزا اس میں بھی زیادہ حرص ہوتی ہے

marfat.com
Marfat.com

اور اس کے باعث ملک میں فساد اور زوالِ عقول ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی سزا کے ذریعہ معاش و معاد کی اصلاح ہوتی ہے۔ اسی طرح قذف (زنا کی تہمت لگانا) جسے تہمت لگائی جاتی ہے وہ تکلیف اور رنج میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور اس الزام کو دُور کرنے کے سلسلہ میں اگر وہ الزام تراش کو قتل کر دے تو خود قتل کیا جائے۔ اور اسے کسی اور طرح مار ڈالے تو اس کے عوض خود مارا جائے لہٰذا وہ متہم کے ڈالے ہوئے رنج کو از خود دفع نہیں کر سکتا۔ اس لیے ایسے جرم کے لیے کوئی زبردست سزا ہونی چاہیے ..... کسی کو قتل کر دینا بھی نہایت سنگین جرم ہے یونہی کسی کا کوئی عضو کاٹ لینا یہ بھی دردناک اذیت ہے اور اس کی خلقی جسمانی صلاحیتوں کا برباد کر دینا ہے گویا اس کے معاش کے حصول کی صلاحیت کو مفلوج کرنا ہوا۔ ایسے ناک کان کاٹ لینا وغیرہ (ایسے جرائم کے لیے بھی یقیناً خاطر خواہ سزا ضروری ہے۔) ؎

شاہ صاحب نے تشریح کی ہے کہ قبولیت احکام کے لحاظ سے انسان دو انداز کے ہیں ایک وہ جو قوت بہیمیہ میں منہمک ہوں انھیں ایذا دے کر ہی برائیوں سے باز رکھا جا سکتا ہے وہ بیلوں اور اونٹوں کے مانند ہو جاتے ہیں اور وہ نفس جو حب جاہ کا شکار ہوتے ہیں انھیں جسمانی تکلیف سے زیادہ عار دلانے والی چیزیں مؤثر ہوتی ہیں جیسے جلاوطنی، شہادت قبول نہ کرنا، طمانچہ وغیرہ مار دینا —— حدود میں بوجہ مصلحت دونوں اقسام جمع کی گئیں۔

شہوانیت کے مفسدات

حدود شرعیہ کا مطالعہ کرتے ہوئے حدِ زنا اس کی حکمتوں اور مصلحتوں پر کچھ لکھنے سے پہلے آئیے اس فطری داعئے کو سمجھتے چلیں۔ جس کی بے اعتدالی انسان کو حیوانوں سے بدتر بنا دیتی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ اور دیگر حکمائے اسلام تصریح فرماتے ہیں کہ رب تعالے نے انسان میں شہوتِ جماع دو فائدوں کے لیے رکھی ہے —— ایک یہ کہ اس کے ذریعہ

marfat.com

Marfat.com

حیاتِ اخروی میں جنت کے لذائذ کا اندازہ کیا جا سکے جو اس لطف اندوزی سے بدرجہا اعلیٰ وارفع ہے ــــــ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ نسل انسانی کا فروغ ہو اور انسان اپنے حقیقی رہنماؤں انبیاء و رسل کی تعلیمات و سنن کے مطابق نکاح کے ذریعہ قوت شہوانیہ کا معتدلاً استعمال کریں۔ اس سلسلہ میں یہ ہرگز نہ بھولنا چاہیے کہ انسانی دنیا میں جتنے انبیاء و رسل تشریف لائے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک نکاح سب کی تعلیمات کا اہم جزو رہا ہے۔ لله

قوت شہوانیہ کے باب میں انسانی دنیا افراط و تفریط کا شکار رہی ہے۔ افراط جیسے مزدک وغیرہ جنسی آزادی کے محرکین اور وہ لوگ جن کی عقلیں مغلوب ہو جائیں اور وہ دین و دنیا کا ہر کام چھوڑ کر بندۂ شہوت بن جاتے ہیں۔ اور مغربی و اشتراکی نیز امریکی شہوانی ماحول ساز، تفریط جیسے پولس کی مسیحیت، بدھ مذہب اور دیگر عورت بیزار فاسد قوانین جن پر سنجیدہ دنیا میں کبھی عملدرآمد نہ ہو سکا۔ راہ اعتدال محض حقیقی تعلیمات انبیاء و مرسلین اور وحی الٰہی پر عمل کرنے والوں کے پاس ہے جو بشکل کامل اسلام میں موجود ہے۔ انسان کی اس خواہش کو اگر قید و بند سے بالکل آزاد کر دیا جائے تو دنیا حیوانات کا بہشت اور فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جائے۔ شہوت کے غلاموں کی مثال اس انسان جیسی ہے جو بھٹک کر جانوروں میں جا پہنچے۔ یہ قلاقل ہوتو جانور اسے اپنا شکار بنا لیں۔ شہوت فرج میں غلو کرنے والا نت نئی بیماریوں اور جسمانی آزار میں بھی مبتلا ہوتا ہے۔ اور انسان کی سب سے بڑی شکست یہ ہے کہ وہ اپنی سب سے قیمتی چیز عقل پر مفاسد کو غالب کر دے۔ سمجھنے بوجھنے اچھا برا معلوم کرنے کی صلاحیتوں کو جلا ڈالے اور یہ صفت عادی مجرمین میں عام طور پر دریافت کی گئی ہے۔ اس نفس کے سرکش گھوڑے کو احکام شرعیہ اور قوانین اسلامیہ کی لگام سے ہی سدھایا جا سکتا ہے تاکہ فلاح دارین کے کاموں پر متوجہ رہے اور اگر اس سے خواہش نفسانی کی آتش کو ایندھن ملتا رہا تو ایک دن وہ آئے گا جب یہ شرافت انسانی کی ساری پونجی جلا کر خاک کر ڈالے گی۔ لہٰذا ــ

marfat.com
Marfat.com

سرچشمہ باید گرفتن بہ میل ٭ چوں پُر شد نشاید گزشتن بہ پیل

اسی شہوت فرج (جس کی تکمیل مرد عورت کے ذریعہ، اور عورت مرد کے ذریعہ کرتی ہے) کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ حکیم فطرت، رسول رحمت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

وَمَا مِنْ صَبَاحٍ اِلَّا وَمَلَكَانِ	ہر صبح دو فرشتے پکارتے ہیں کہ مردوں
يُنَادِيَانِ وَيْلٌ لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ وَوَيْلٌ	کے لیے عورتیں تباہ کن ہیں اور عورتوں
لِلنِّسَآءِ مِنَ الرِّجَالِ [12] (الحدیث)	کے لیے مرد۔

وہ جنسی میلان جو عقل کو مفلوج کر دیتا ہے۔ محض ایمان باللہ کی تسخیر اسے لگام دے سکتی ہے لہٰذا ہر انسان کو اس سخت امتحانی مرحلہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ایک مقام پر صرف مردوں کو اسی شرارِ نفس سے بچنے کی تاکید یوں فرماتا ہے۔

مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ	اپنے بعد میں نے مردوں کے حق میں عورتوں
عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ [13]	سے زیادہ نقصان رساں کوئی فتنہ نہیں
(الحدیث)	چھوڑا۔

نفسانی خواہشات کے اس دلدل سے بحسن وخوبی اپنا کاروانِ حیات گزار لے جانے والے ہی خدا کی عنایتوں کے حقدار ہوتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور اس میں فرمایا:

اِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَّ	دنیا میٹھی اور سرسبز شے ہے اور اللہ
اِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا	تمہیں اس کا جانشین بنا کر دیکھتا ہے تم
فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا	کیا کرتے ہو پس تم دنیا کی رنگینیوں سے
الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ (الحدیث)	بچو اور عورتوں کے فتنے سے بچو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ابلیس

اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر سیدنا کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کسی مجلس میں

marfat.com

Marfat.com

تشریف فرما تھے کہ ابلیس لعین مجلس میں گھس آیا۔ سر پر رنگا رنگ کلاہ بھی تھی۔ قریب پہنچا تو سلام عرض کیا اور ٹوپی اتار کر رکھ لی۔ آپ نے دریافت فرمایا تو کون ہے؟ کہنے لگا میں ابلیس ہوں۔ فرمایا خدا تجھے غارت کرے یہاں کیوں آیا؟ بولا آپ کا خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے سوچا سلام کرتا چلوں۔ فرمایا یہ تیرے سر پر کیا چیز تھی؟ کہنے لگا ٹوپی ہے اس سے میں انسانوں کے دل اچک لیتا ہوں۔

تو کن باتوں سے انسان پر غلبہ پاتا ہے۔

اس کے تکبر اور غرور کے ذریعہ میں دل میں گھر کر لیتا ہوں۔ وہ گناہوں کو فراموش کر کے اپنے اعمال کو اہم سمجھنے لگتا ہے پھر وہ میرے قابو میں آجاتا ہے اور تین باتیں میں آپ کو ڈرنے والی بتاتا ہوں ——— (۱) اجنبی عورت سے تنہائی، اس وقت میں اپنے کارندوں کو نہیں لگاتا ہوں بلکہ خود موجود رہتا ہوں اور اسے فتنہ میں مبتلا کرتا ہوں ——— (۲) اللہ سے کیے ہوئے عہد کی تکمیل ——— (۳) زکوٰۃ و صدقے کے مال کو تقسیم کر دینا، کیونکہ انسان جب کچھ مال فی سبیل اللہ نکالتا ہے تو میں وہاں بھی پہنچتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ وہ ارادہ خیر کو پورا نہ کر پاتے ——— پھر ابلیس مجلس موسوی سے چلا گیا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ افسوس حضرت موسیٰ کو انسانی استحصال کے راز معلوم ہو گئے۔ [۵]

گویا نفس اور شیطان کے ہتھکنڈوں میں سے مضبوط شے جنسی رجحان کی غلط کاریاں ہیں۔ انسان اگر پورے طور پر تقویٰ اللہ کے حصار میں ہو تو اس سے نجات آسان نہیں ہے۔ خدائی پابندیوں کو اپنا کر یہ قوت و جذبہ اگر سدھایا گیا تو یہ بیش بہا کامرانیوں اور فتحمندیوں کا پیش خیمہ ہے۔

حجۃ الاسلام کا تجزیہ امام غزالی فرماتے ہیں شرمگاہ کی شہوت تمام انسانی شہوات پر غالب ہے اور ہیجان کے وقت سب سے زیادہ عقل کی نافرمان ہے۔ اس کے علاوہ اس کے نتائج ایسے بھیانک ہیں جن سے شرم آتی ہے اور اظہار سے خوف لگتا ہے۔ آپ نے تصریح فرمائی کہ زنا اور نظر بد سے بچنے والوں میں کئی قسم کے لوگ

marfat.com
Marfat.com

ہوتے ہیں۔

(۱) اپنی عاجزی کے سبب۔ (۲) کسی خوف کے باعث

(۳) اپنے جسم کی نگہداشت کے خیال سے۔ (۴) حیا، و شرم کی بنیاد پر

ا۔ان وجوہ سے بچنے والے کو کوئی خاص ثواب نہیں ملتا، بلکہ ان میں ایک حظ نفس کو دوسرے پر ترجیح دینا ہے۔ہاں ان موانع میں بھی ایک فائدہ ہرحال ہے کہ آدمی گناہ سے محفوظ رہتا ہے چاہے جس سبب سے ہو۔

شہوانیت سے اجتناب کی نتیجہ خیز بنیاد

اعلیٰ ترین درجۂ ثواب یہ ہے کہ باوجود قدرت اور عدم موانع کے محض خوف خدا کے باعث زنا نہ کرے۔خاص طور سے اس وقت جبکہ شہوت صادق بھی پائی جا رہی ہو۔یہ درجہ صدیقین کا ہے اسی لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَكَتَمَ فَمَاتَ فَهُوَ شَهِيدٌ۔ (الحدیث)

جو عاشق ہوا اور پارسا اور عشق کو چھپایا پھر مرگیا وہ شہید ہے۔

اور ارشاد فرمایا،

سات آدمیوں کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔اور اس دن سوا عرش الہٰی کے کہیں سایہ نہ ہوگا۔ان میں ایک شخص وہ بھی ہوگا جس کو کوئی حسین و جمیل حسب و نسب والی عورت اپنی طرف بلائے اور وہ جواب میں کہے۔

اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (القرآن)

بے شک میں دونوں عالم کے رب سے ڈرتا ہوں

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ زلیخا کے ساتھ، آپ کی قدرت اور اس کی رغبت کے باوجود مشہور ہے، اس پر خداوند کریم نے اپنی کتاب مجید میں ان کی تعریف فرمائی ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْ

اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا

marfat.com

Marfat.com

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ (القرآن)

اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا ہم نے یونہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔

تحفظات
معاشرہ کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنانے کے لیے اور اسے شر و فساد، بے حیائی و بدکرداری سے محفوظ کرنے کے لیے اسلام نے جو فطری قوانین عطا فرمائے ہیں قبول صداقت اور دیانتداری کی نگاہ سے اب اس کی کمی کمل ہدایات کے دس نکات جو اس موضوع سے متعلق ہیں زیب نظر فرمائیں۔

(۱) پاکیزہ قانون کا پاکیزہ گمان
الٰہی قانون کی نگاہ میں اسلامی معاشرہ کا ہر مومن فرد بے جرم سمجھا جاتا ہے جب تک کہ اس کے مجرم ہونے کا شرعی ثبوت نہ مل جائے جیسا کہ اس آیت سے مستفاد ہے۔

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ (القرآن)

جب تم نے اسے (الزام کو) اور سنا تھا تو کیوں نہ ہوا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر بدگمانی ناجائز ہے اور جب کسی نیک شخص پر تہمت لگائی جائے تو بلا ثبوت مسلمان کو اس کی تصدیق کرنا ناروا ہے۔[۱۸]

(۲) استیذان
لوگ ایک دوسرے کے مکانات میں بے تکلف نہ گھس جایا کریں بلکہ اجازت لے کر جایا کریں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

مومنو! اپنے گھروں کے سوا، دوسرے

marfat.com
Marfat.com

بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا[۱۹] (القرآن)

گھروں میں اہل خانہ سے اجازت لیے اور سلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔

دوسرے مقام پر ارشاد پاک ہے:

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ[۲۰] (القرآن)

اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو اسی طرح اجازت لینی چاہیے جس طرح ان سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے ہیں۔

صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اجازت تین بار حاصل کرنی چاہیے اگر اجازت مل جائے تو اندر جاؤ، ورنہ واپس ہو جاؤ۔"

قبیلہ بنو عامر کا ایک آدمی خدمت رسول میں حاضر ہونا چاہتا تھا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ پاک میں تھے۔ اس نے پوچھا میں آجاؤں؟ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا۔ اس شخص کے پاس جاؤ اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت کس طرح لینی چاہیے اسے بتا دو۔ اس سے کہو کہ یوں کہے۔ السلام علیکم، کیا میں اندر آجاؤں۔ اس بات کو شخص مذکور نے سنا اور کہا السلام علیکم، کیا میں حاضر ہو سکتا ہوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تو وہ گھر میں داخل ہوا[۲۱]

بے جھجک دوسروں کے گھروں میں آنا جانا شرافت اور حیاء داری کے خلاف ہے۔ اور بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ بھی، اس لیے قانونِ فطرت' اسلام نے اس کا مکمل نصاب بیان فرمایا ہے۔

(۳) حفاظت نگاہ نگاہوں کی حفاظت دراصل اپنی عزت و آبرو اور پرہیزگاری کے مترادف ہے۔ بے باک ماحول کا ایک ترجمان آنکھوں کے بارے میں کہتا ہے:

marfat.com

Marfat.com

رہتا ہے راز عشق و محبت انہیں سے فاش × آنکھیں زباں نہیں ہیں مگر بے زباں نہیں

آنکھیں انسان کی استواری کو پہلا زینہ ہیں اور جو جنسی میلان قدرت کی طرف سے مرد و عورت کے مابین رکھا گیا ہے اس کی ابتداء کا بہت بڑا ذریعہ آنکھیں ہیں۔ آزاد بے باک اور آوارہ آنکھیں فکر و دل کو انتشار کے پر ہیجان جنگل میں پہنچا کر بے سکون اور اہل طمانیت کو نت نئی آفات میں مبتلا کرتی ہیں۔ اس کا نہایت بلیغ تجزیہ اسلام نے کیا ہے۔ قرآن مجید میں علاج کا اجمالی ذکر موجود ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ	مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ
اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ	نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ	کریں۔ یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے۔
بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۲۲ (القرآن)	بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

مسلم شریف میں جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اجنبی عورت پر نگاہ پڑ جانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ نگاہ پھیر لو۔

بریدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ اے علی کسی اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو۔ پہلی نگاہ تو معاف ہے لیکن دوسری نگاہ پر مواخذہ ہے۔ ایمان و حیا کے نازک شیشے عورتوں ہی کے طرح مردوں کے بھی ہیں۔ بد نگاہی اور آوارہ نظری جس طرح مردوں کے لیے مضر ہے، اسی طرح عورتوں کے لیے بھی سخت مضر ہے۔ نگاہیں نیچی رکھنے کی تاکید محض مردوں کو ہی نہیں ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسی ہی تاکید ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ	اور مومنہ عورتوں سے فرما دیجیے کہ اپنی
مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ	نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت
فُرُوْجَهُنَّ ۲۳ (القرآن)	کریں۔

marfat.com
Marfat.com

چونکہ عورتیں نازک مزاج اور نرم خو ہوتی ہیں، اور ان پر ماحول کی پراگندگی کا اثر جلد ہوتا ہے اس لیے اسلام نے بالخصوص پردہ میں رہنے اور اجنبی لوگوں سے نگاہیں چار کرنے سے منع کیا ہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں اور میمونہ حضور کی خدمت میں تھیں حضور کے ایک نابینا صحابی ابن ام مکتوم کسی ضرورت سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو پردہ میں جانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کیا ابن ام مکتوم نابینا نہیں ہیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟ اور ان کو نہیں دیکھتیں؟ ۴۲ ؎

اس حقیقت سے مجال انکار نہیں کہ نگاہ شہوت کی قاصد ہوتی ہے اور نگاہ کی حفاظت دراصل شرمگاہ اور شہوت سے محفوظ رہنا ہے۔ نگاہ کی آزادی دروازۂ دل سے دربان نگہبان کا ہٹا دینا ہے۔ نظر بھٹکتی ہے تو اس کے نتیجے میں خیالات و افکار میں فتنہ اور آفت کی لہر دوڑتی ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ غلط کاری کی راہ پر ذہن کام کرنے لگتا ہے۔ جذبۂ شہوانی کو فکر کا سہارا ملتا ہے تو نئی نئی شیطانی اسکیمیں ابھرتی ہیں جن پر عمل کرنے والا تباہی کے دہانے تک جا پہنچتا ہے۔ انہی مضرات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلنَّظَرُ سَهْمٌ مَّسْمُوْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ۔ (الحدیث)	نظر، ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے۔

مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر کی ایک طویل حدیث پاک کا یہ حصہ اعضائے انسانی کے غلط استعمال کو ان اعضاء کے شدید جرائم میں شمار کر کے حفظانِ عفت وعصمت کی روشن تعلیم پیش کر رہا ہے۔

اَلْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ	آنکھوں کا زنا دیکھنا، کانوں کا زنا سننا،
زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَ	زبان کا زنا بات کرنا، ہاتھ کا زنا پکڑنا،

marfat.com
Marfat.com

الْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْمَشْيُ وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ (المشکوٰۃ) — پیر کا زنا چلنا اور دل خواہش و تمنا کرتا ہے پھر شرمگاہ اس کو سچ یا جھوٹ کرتی ہے۔

(۴) پردہ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھر میں سر اور سینہ ڈھانک کر رکھیں۔ اسی طرح غیر محرم مردوں اور محرم رشتہ داروں کے درمیان فرق قائم کیا گیا۔ اور ازواج النبی (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالےٰ عنہن) کے ذریعہ اور وسیلہ سے دنیا بھر کی مومن عورتوں کو تعلیم دی گئی کہ صرف یہ مخصوص اہل رشتہ ہی گھروں میں آجا سکتے ہیں۔ سورۃ نور میں ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ
وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ
آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ
أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ
بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ
نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ
التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ
الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا
عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ
بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ
مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ
جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ۝ (القرآن)

اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر
ہے۔ اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے
رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے
شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے
باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے
یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے
یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو
اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ
شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں
عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں
اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے
ان کا چھپا ہوا سنگار اور اللہ کی طرف
توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس
امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

سورۃ احزاب میں ہے،

marfat.com
Marfat.com

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا	اور ان پر مضائقہ نہیں کہ (پردہ نہ کریں)
أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ	ان کے باپ اور بیٹوں اور بھائیوں اور
إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا	بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنے دین کی
نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ	عورتوں اور اپنی کنیزوں میں، اور اللہ
وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى	سے ڈرتی رہو۔ بے شک ہر چیز اللہ
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا (القرآن)	کے سامنے ہے۔

خلقی لحاظ سے جو لوگ اہل قرابت ہیں نصوص قرآنیہ نے گھروں میں انہی کی آمد و رفت کی اجازت مرحمت فرمائی اور مرد و عورت کے عام اختلاط کو اسلام نے کتنا مضر اور مخرب اخلاق شمار کیا ہے اس بات کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ باقاعدہ اہل رشتہ میں کون کون بے محابا گھر میں آسکتا ہے اور گھر کی خواتین کن کے سامنے ہو سکتی ہیں۔ اس کی باقاعدہ فہرست عطا فرمائی۔ یہ اس معاشرہ اسلامی کی تعمیر کے اصولوں میں ایک ہے، جہاں امن و سلامتی جگمگاتی ہے۔

(۵) دافع فتن انداز کلام | ازواج مطہرات کو اور ان کے وسیلہ سے سب اہل ایمان عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھروں میں وقار کی زندگی گزاریں، بناؤ سنگھار کرکے باہر نہ گھومیں، اور غیر مردوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہو تو بات دبی دبی زبان سے اور نرم لہجے میں نہ کریں۔ بلکہ سادے اور کھردرے سپاٹ طریقہ پر کریں تاکہ کوئی نرم و نازک اور ملائم انداز گفتگو سے ذہن میں نامناسب خیالات نہ لاسکے۔ دور جاہلیت، یعنی قبل اسلام کی طرح زیب و زینت کرکے اتراتی پھرنا اور اپنے حسن و جمال کی نمائش اسلامی نظریہ عفت کے خلاف ہے۔ یہ تمام عادات عزت مآب خواتین کے لیے نازیبا ہیں۔ ارشاد رب العلمین ہوتا ہے۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ	اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح
النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ	نہیں، اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں
بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ	ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ

marfat.com

Marfat.com

وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ (القرآن)

کرے۔ اور اچھی بات کہو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو، جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدمت رسول میں عرض پیش کی۔ یا رسول اللہ! آپ کی ازواج مطہرات (امہات المؤمنین رضوان اللہ تعالٰی علیہن) کے پاس ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کاش آپ انہیں پردہ کا حکم فرماتے اس کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو گھروں میں بے اجازت داخل ہونے سے روک دیا گیا،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ (القرآن)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔

آیت پاک کی شان نزول خاص ہے۔ مگر حکم سب اہل ایمان گھروں کے لیے عام ہے۔

(۶)۔ آدابِ تعلق

مردوں کا امہات سے بالکل ہی تعلق ختم نہیں کر دیا گیا کہ کار معاشرت مسلسل ہو کر رہ جاتا۔ بلکہ ضروری استفادے کا راستہ حجاب کے ذریعہ پر کھول دی گئی۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ (القرآن)

اور جب تم ان سے برتنے کی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔ اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔

گھریلو معاشرت میں خانگی ملازموں اور نابالغ لڑکوں بچوں کے لیے بھی طہارت قلب ونظر کا درس دیتے ہوئے یہ طریقہ بتایا گیا کہ اوقات خلوت میں کسی مرد یا عورت کے کمرے میں اچانک نہ داخل ہو جایا کریں۔ حتی کہ اولاد بھی ماں باپ کے کمرے میں اجازت

marfat.com
Marfat.com

لے کر داخل ہو۔ [31]

تفسیر خزائن العرفان میں ہے غیر کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہو اور اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ، الحمد للہ، یا اللہ اکبر کہے۔ یا کھنکارے جس سے مکان والوں کو معلوم ہو کہ کوئی آنا چاہتا ہے یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت دی ہے غیر کے گھر سے مراد وہ گھر ہے جس میں غیر سکونت رکھتا ہو، خواہ اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ:۔ اگر دروازے کے سامنے کھڑے ہونے میں بے پردگی کا اندیشہ ہو تو دائیں یا بائیں کھڑے ہو کر اجازت طلب کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر گھر میں ماں ہو، جب بھی اجازت طلب کرے۔ (مؤطا امام مالک) [32]

نقاب و چادر پوشی

عورتیں اپنی ضرورت سے اگر گھر سے باہر قدم رکھیں تو اسی طرح ان کی زیب و زینت پردہ میں رہے نگاہیں جھکی ہوئی ہوں، زیوروں کی جھنکار اور عطریات و خوشبوؤں کی پھوار چھوڑتے ہوئے نکلنا نہ صرف اسلامی نظام عفت کے خلاف ہے بلکہ سماج اور معاشرہ کو تباہ کن راستوں پر لے جانے کے مترادف ہے۔ معاشرۂ اسلامی میں عورتوں کو تاکید کی گئی کہ گھروں کے اندر رہتے ہوئے بھی.....

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا	اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں مگر
ظَهَرَ مِنْهَا [33] (القرآن)	جتنا خود ہی ظاہر ہے۔

اسلامی تعلیم عفت یہ ہے کہ جن اعضائے بدن کا دیکھنا جائز نہیں ان پر نظر نہ ڈالی جائے، مرد کا بدن زیر ناف سے گھٹنے کے نیچے تک عورت ہے۔ اس کا دیکھنا جائز نہیں۔ اور عورتوں میں سے اپنے محارم اور غیر کی باندی کا بھی یہی حکم ہے مگر اتنا اور ہے کہ ان کے پیٹ اور پیٹھ کا دیکھنا بھی جائز نہیں اور حرۂ اجنبیہ کے تمام بدن کا دیکھنا ممنوع ہے ....

مسئلہ:۔ امرد لڑکے کی طرف بھی شہوت سے دیکھنا حرام ہے (مدارک واحمدی) [34]

marfat.com

Marfat.com

اور عورتیں جب گھروں سے باہر نکلیں تو چادروں سے اپنے آپ کو اچھی طرح ڈھانک کر نکلیں

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ	اے نبی! اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں
وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ	اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی
عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ـــــ	چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے
۳۵ (القرآن)	رہیں۔

(۸) **سو کوڑے** دنیا کو گہوارۂ امن و سلامتی بنانے کے لیے انسانی جذبات کو شیطانی کھلونا بننے سے روکتے ہوئے اسلام نے زنا اور اس کے داعیات کو نہایت مستحسن طور پر پابند سلاسل کیا ہے۔ تاکہ صالح معاشرت پروان چڑھ سکے اور ہر خاندان اپنے محدود دائرہ ہی میں خوشگوار جنت بن سکے۔ انسانی بدکاری کی خلاف قدرت لعنت کا نام زنا ہے۔ اسلام نے اسی کی روک تھام کے لیے قانونی، اخلاقی اور معاشرتی تدابیر اختیار فرمائی ہیں۔

سورۂ نساء میں [illegible] مقرر کیا گیا۔ (النساء، آیات ۱۵-۱۶) پھر اس کے بعد سورۂ نور کے نزول [illegible] سزا سو کوڑے مقرر کی گئی۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ	بدکار عورت اور بدکار مرد ان
وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ	میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔

(۹) **بہتان کی سزا** کسی پاک دامن پر زنا کا الزام لگانا [illegible] کی سزا مقرر کی گئی اور انہیں ہمیشہ کے لیے مردود الشہادۃ قرار دے دیا گیا۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ	اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں اور
ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ	پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی
ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا	کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو۔

(۱۰) **ترغیب نکاح** اسی طرح انسدادی اقدامات میں عورتوں اور مردوں کی مجرد زندگی کو معیوب

marfat.com

Marfat.com

قرار دیا گیا۔ نکاح کی ترغیبات دی گئیں۔ نکاح کو آسان سے آسان کرنے کی تاکید کی گئی۔ رشتوں کے تعین میں رسم و رواج کی زنجیروں کو کاٹ دیا گیا حتیٰ کہ غلاموں اور باندیوں کے نکاح کی ترغیب دی گئی اور بتایا گیا کہ نکاح معاشی اور اقتصادی پریشانیوں کا خاتمہ بھی کرتا ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ	نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح
مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ	کے ہوں اور اپنے لائق بندوں اور
يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ	کنیزوں کا، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں
مِنْ فَضْلِهٖ [۳۸] (القرآن)	غنی کر دے گا۔

صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی سکت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو نیچا رکھتا اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی سکت نہیں رکھتا اسے چاہیے کہ شہوت کا زور کم کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً روزہ رکھا کرے۔ اس حدیث پاک میں فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ --- (وہ نگاہ کو نیچا رکھتا اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے ——— قابل توجہ ہے۔ شادی بیاہ کرنے کے عام معیار دولت حسن اور حسب نسب تھے۔ اسلام نے ان سب فولادی دیواروں کو مسمار کر کے تقویٰ اللہ کو اصل معیار قرار دیا۔

وَلَاَمَةٌ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِيْنٍ اَفْضَلُ۔	سیاہ رنگ کی باندی جو دیندار ہو بہتر ہے

معاشرتی امن کے قرآنی دائرے

حدود اسلام پر کچھ عرض کرنے سے پہلے ہم نے اپنی ملی تہذیب کی بنیادوں تک قارئین کو پہچانے کی کوشش کی ہے تاکہ دنیا میں رائج ملکوں کے کلچر اور کچھ مخصوص قومی عادات و اطوار کی طرح مسلمانوں کو بھی چند فرسودہ روایات کی لکیروں کا فقیر نہ سمجھ لیا جائے بلکہ یہ باور کیا جائے کہ اسلام ایک آفاقی اور ہمہ گیر خدائی نظام کا نام ہے جو دنیا کو مساویانہ انسانی حقوق اور پرامن طریقۂ زندگی سے بہرہ ور

marfat.com

Marfat.com

کرتا ہے۔ افہام و تفہیم اور تعلیم و تربیت کے راستوں سے مفسدات کے تمام دروازے بند کرنا، شر و فتن کی چنگاریوں کو ابتداءً ہی نیست و نابود کرنا اور انسانی تخلیق کے مقاصد تک پہنچانے کے لیے انسان کو بالکل آمادہ و تیار کرنا، محض اپنی ذات کے مفادات یا صرف خاندان قبیلے کی بھلائی یا طبقہ و ملک کی حد تک نہیں بلکہ ساری انسانی برادری کو حقیقی بہبود تک پہنچانا اسلام کے اولین مقاصد میں سے ہے۔

اسلامی سزاؤں کو غیر مہذب اور وحشیانہ کہنے والے خود اپنے قوانین میں اپنے نقطۂ نظر سے جنہیں مجرم شمار کرتے ہیں ــــــ ان کو جس قسم کی بھیانک اور شرافت سوز سزائیں دیتے ہیں ان پر غور کریں۔ اسے سامنے رکھ کر ہم موضوع کا رُخ دوسری طرف نہیں پھیرنا چاہتے البتہ اتنا ضرور عرض کریں گے کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے ادوار (دور نبوت سے خلافت راشدہ تک) کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی حدود کے نفاذ کی برکت سے ہی جرائم کی تعداد صفر ہو کر رہ گئی تھی۔ اور لوگوں میں صرف خدا، خوف آخرت اور یوم حساب کی جوابدہی کا اتنا شدید احساس زندہ ہو گیا تھا کہ جرائم نے دم توڑ دیا تھا۔

اور یہی نہیں آج جب کہ اسلامی قوانین پر مکمل طور پر عمل پوری دنیا میں کسی ایک علاقہ پر بھی نہیں ہے، صرف اخلاقی ترغیب و ترہیب کے تحت مسلمان قوم کے افراد زنا، فحاشی، شراب نوشی، خودکشی جیسے جرائم میں بہت کم ملوث ہوتے ہیں تو اس سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ جس نظام اسلامی کے محض اخلاقی اسپرٹ میں اتنا اثر موجود ہے جب اپنے پورے لوازمات کے ساتھ نظام سے زمین پر نافذ ہو تو کیا دنیا جنت نشان نہ بن جائے گی۔

عبرت ناک سزا محافظ قانون ہے

یہ مثال قریب الفہم ہے کہ ریل گاڑی پر سفر کرنے والوں کے لیے ٹکٹ خرید کر سفر کرنے کی شرط رکھی گئی۔ اب اگر بے ٹکٹ سفر کرنے والوں کے لیے جرمانہ یا سزا مقرر نہ ہو

marfat.com
Marfat.com

بلا ٹکٹ والے مسافروں ہی کی طرح ریلوے کا عملہ ان کے ساتھ بھی خدمت گزارانہ برتاؤ کرنے لگے تو چند روز میں ریلوے نظام کا دیوالیہ نکل جائے۔

آج کی یورپین جمہوریتیں اور دنیا کے متعدد ممالک فریب تمدن میں مبتلا ہو کر کچھ ایسی ہی راہ پر چل رہے ہیں۔ ایک طرف ماحول کے بگاڑ کے سارے سامان خود فراہم کرتے ہیں، ہوا و ہوس کی ساری کھڑکیاں خود کھولتے ہیں فحاشی و عریانیت کی نشر و اشاعت ہی کلچر کا دوسرا نام پڑتا جا رہا ہے۔ دوسری طرف معاشرتی جرائم کی تعداد میں بھیانک اضافوں پر اظہار تعجب کرتے ہیں۔

موجودہ دور کی ناآسودگی انسانی قوانین کی دین ہے

انسانی قانون کسی حال میں الہٰی قانون کا بدل نہیں ہو سکتا۔ اور الہٰی قوانین کے حسنات و برکات کو کسی انسانی قانون کے ذریعہ حاصل بھی نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ دنیا میں برپا دو قوانین انسانی کا جائزہ لیجئے۔ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی ممالک کے بارے میں دو ٹوک کہا جا سکتا ہے کہ ادھر فرد کی تقدیس حد غلو کو پہنچی ہوئی ہے ادھر اشتراکیوں کو ریاست و اجتماع کا جنون کھلتے جا رہا ہے۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ سرمایہ کی برابر تقسیم ہی انسان کے جملہ مصائب کا علاج ہے۔ چنانچہ مارکس اور اس کے پیروؤں نے یہ گمان کیا تھا کہ پرولتاریوں کے برسر اقتدار آجانے کے بعد اختلاف و تصادم ہی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ان لوگوں کے نزدیک اخلاقی جرائم کا شمار جرم کی فہرست میں ہوتا ہی نہیں، تاوقتیکہ کوئی ایسی صورتحال پیدا نہ ہو کہ وہ سیاست و اجتماع اور حکومتی معاملات میں رخنہ انداز ہو۔ مگر حقیقی صورتحال کیا ہے دنیا پر روشن ہے۔ اسی طرح متحدہ امریکہ اور مغربی یورپ جن نظاموں کو اپنائے ہوئے ہیں ان کا رجحان اخلاقیات کے بارے میں یہی تو ہے کہ اس کا تعلق فرد اور اجتماع سے ہے، لہٰذا حکومتی قوانین اس میں دخل اندازی نہیں کرتے۔ ہر آدمی ہر کام میں آزاد ہے جب تک وہ جبر و تشدد اور دھوکہ دہی میں مبتلا نہ ہو اسے حکومت

marfat.com

Marfat.com

کی نظر میں متمدن شہریوں کی سمجھا جاتا ہے جرائم اور مہلکات کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ نفسیاتی الجھنیں اور اعصابی عوارض کے نیچے پسیتے جا رہے ہیں اور نام نہاد آزادی کی فضا میں پروان چڑھ کر انسان ممنوعہ کاموں میں تیز سے تیز تر ہوتا جا رہا ہے۔ اب ان ملکوں کی انسانیت کا حال یہ ہے کہ اس کی نفسانی پیاس کے سامنے سمندر بھی گھونٹ دو گھونٹ دکھائی دیتے ہیں۔ جرم کی بہتات نے معاشرے کو ناآسودگی کی وبا میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس گہرائی تک اتر جانے کے بعد بھی ان ملکوں کے ارباب فکر و دانش زیادہ سے زیادہ جرم کی قیمت نقد ترازو پر تول پاتے ہیں جب وہ انسداد جرائم کے شعبوں پر خرچ کرتے ہیں۔ مگر رفتہ رفتہ ترقی کر کے پھیلتی اور اخلاق باختگی و نفسانی سامراج جس بھیانک تباہی کے دہانے تک لا رہی ہے پبلک اس کے [illegible] کا [illegible] دریافت نہ کر سکے۔ انسانیت و دیانت کے خلاف ہو گا اگر اس بات کا [illegible] اعتراف نہ کیا جائے کہ ان ممالک میں متمدنین کے لیے آسائش حیات کے وسائل [illegible] [illegible] سہارا متمدنین جس [illegible] [illegible] ہیں اور [illegible] ذہن، رہائش، معیشت [illegible] [illegible] کے سب قابل [illegible] [illegible] آوارگی میں بتا [illegible] [illegible] زندگی کی فراوانیوں سے [illegible] [illegible] بھی معاشرہ و افراد ہی سے [illegible] [illegible] معاشرے کے حسن و قبح کو جنم دیتے ہیں ——— اور اخلاق کی تراش خراش میں موجودہ سیاسی عوامل کہاں تک کامیاب ہو سکتے ہیں۔ تواریخ ماضی سے موجودہ دور تک کے تمام نظاموں کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ بالآخر اسی مرحلہ پر آ جائے گی۔ اخلاق و عادات کو مہذب بنانے میں سب سے قوی شئے وحی و رسالت کی رہنمائی ثابت ہوتی ہے۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ

marfat.com

Marfat.com

والتسلیمات کی ہدایات ہی نے انسانی سماج کی زلف برہم میں شانہ فرما کر اسے سلجھایا۔ اور اسلام چونکہ خاتم الادیان، اور الہٰی ہدایات کا تکملہ ہے۔ اس لیے اسی قوانین میں ہمہ گیری اور کاملیت کا ہونا لازمی تھا۔ جیسا کہ ہے۔

آئیے اب عفت وعصمت اور آبرومندی کی قدر وقیمت پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے اس قلعۂ شامخ میں نقب زنی کرنے والوں کی خبر گیری تک جائزہ لیا جائے۔

اسلام میں آبرو جان سے زیادہ قیمتی ہے

انسانی جان کی اہمیت ہر مذہب وملت میں موجود ہے اور اسلام میں انسانی جان کے قتل میں قصاص کی سزا مقرر ہے، مگر ناموس انسانی کو داغدار کرنے کا جرم، عفت وعصمت کی چاک دامنی کا مجرم قاتلوں اور لٹیروں سے زیادہ قابل مذمت ہے جان کے بدلے مالی فدیہ یعنی دیت دے کر قاتل کی جان بخشی کر سکتے ہیں۔ بخلاف اس کے زانی اور زانیہ کے سلسلہ میں طرفین کی مصالحت کی بنیاد پر بھی اس جرم کی تلافی کا کوئی راستہ نہیں۔ عصمت اور پاک دامنی کے نظیف پردوں کو چاک کرنے والے محض شخصی ہلاکت خیزیوں تک محدود نہیں رہتے۔ بلکہ یہ ایک ایسا متعدی جرم ہے جس کے ناپاک چھینٹے معاشرت اور سماج کا ناسور بن جاتے ہیں ـــــــ معلوم ہوا کہ اسلام ناموس وعصمت انسانی کو زندگی سے زیادہ وقعت دیتا ہے اور زنا کے مجرم کو خدائی مجرم قرار دے کر اس پر اسلامی حد جاری کرنا، سربراہان خلافت اسلامیہ کے فرائض منصبی میں سے ایک اہم منصب ہے۔

اسلام اپنے پیروؤں کا معاشرہ گھر کی چار دیواری سے حدود ریاست کی کیاری تک پاکیزہ ولطیف، بے عیب اور پُر مسرت دیکھنا چاہتا ہے۔ اس لیے اس نے عزت وناموس کے لٹیروں کے لیے قرار واقعی سزائیں مقرر فرمائیں۔

ارشاد رب العالمین ہے:

marfat.com

Marfat.com

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۝ (القرآن)

اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری ہے۔

سورۂ نساء میں ہے۔

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (القرآن)

اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں سے چار مردوں کی گواہی لو، پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے اور تم میں جو مرد و عورت ایسا کام کریں ان کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیک ہوجائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

جو مفسرین اس آیت میں الفاحشہ سے مراد زنا لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حبس کا حکم حدود نازل ہونے سے قبل تھا۔ حدود کے ساتھ منسوخ کیا گیا (خازن، جلالین وغیرہ)۔ حسن کا قول ہے کہ زنا کی سزا پہلے ایذا مقرر کی گئی پھر حبس پھر کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا۔ ابن بحر کا قول ہے کہ پہلی آیت والّٰتی یاتین الخ ان عورتوں کے باب میں ہے جو عورتوں کے ساتھ (بطور مساحقت) بدکاری کرتی ہیں اور دوسری آیت والذان الخ۔ لواطت کرنے والوں کے بارے میں ہے اور زانی اور زانیہ کا حکم سورۂ نور میں بیان کیا گیا ہے۔ اس تقدیر پر یہ آیتیں غیر منسوخ ہیں اور ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دلیل ظاہر ہے جو وہ فرماتے ہیں کہ لواطت میں تعزیر ہے حد نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت ہے۔

گھروں کے اندر دائمی نظر بندی کی سزا عارضی تھی اور آیت کا سیاق بتا رہا ہے کہ آئندہ کوئی دوسری تجویز ہونے والی تھی۔ چنانچہ کچھ روز بعد سورۃ نور کی آیات کے ذریعہ دوسری سزا تجویز ہوئی یعنی زانی مرد اور زانیہ عورت کے لیے سو سو تازیانے اور سنتِ رسول ﷺ نے اس کی مزید تشریح یہ کی کہ یہ سزا زنائے محض کی ہے اور جب ارتکاب زنا سے حق کی پامالی بھی ہو رہی ہو تو اس کی سزا سنگساری ہے۔

وَهٰذَا كُلُّهٗ قَبْلَ نُزُوْلِ الْحُدُوْدِ۔ یہ حکم حدود نازل ہونے سے قبل کے ہیں۔

(معالم التنزیل)

سورۃ نور میں ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (القرآن) ۲۴:۲

جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر، اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا رجم ہے جس کا ثبوت بہم پہنچائے جانے کے بعد اس حد کا نفاذ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ، حضرت زید بن خالد اور حضرت شبل رضی اللہ عنہم سے ترمذی میں روایت ہے۔

یہ تینوں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے۔ ان میں سے ایک آدمی آپ کی جانب بڑھا اور عرض کیا۔۔۔

marfat.com
Marfat.com

یارسول اللہ! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ اس کے مخالف نے بھی جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا کہا یارسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیجئے۔ میرا لڑکا اس کے یہاں مزدوری کرتا تھا تو اس کی عورت سے زنا کر لیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ تمہارے بیٹے پر رجم کا حکم آتا ہے پس میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اور ایک غلام فدیہ میں دے دیا ہے پھر اہل علم سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا تمہارے بیٹے پر سو درّے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ہے اور اس شخص کی عورت پر سنگساری ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

مِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلٰى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. (متفق علیہ)

سو بکریاں اور غلام تجھے واپس ملیں گے تیرے لڑکے پر سو درّے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اے انیس اس آدمی کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ اقرار کرے تو اسے رجم کرو۔ وہ صبح اس کے پاس گئے اور اس کے اعتراف کرنے پر اسے سنگسار کیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

اس بات پر اجماع ہے کہ محصن مردوں اور عورتوں کا حکم ایک ہے۔ محصن کی تعریف یہ ہے کہ جو آزاد ہو مکلف اور مسلمان ہو اور ایسے اجماع سے پاک ہو جس پر حد جاری کی جاتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ پر کتاب اتاری اور جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا اس میں آیت رجم بھی ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔

وَإِنِّي خَائِفٌ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ	مجھے ڈر ہے کہ طویل عرصہ گزرنے کے
زَمَانٌ فَيَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ	بعد کوئی کہنے والا کہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی
الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوا	کتاب میں رجم کا حکم نہیں پاتے، پس
بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ	وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ایک فریضہ
أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ	کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں۔ سن لو! رجم
زَنَى إِذَا أَحْصَنَ وَقَامَتِ	بے شک اس زانی پر ثابت ہے جو
الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ حَمْلٌ أَوِ	شادی شدہ ہو اس پر گواہی قائم ہو جائے
الْاِعْتِرَافُ۔ [۷] (الحديث)	یا حمل ہو جائے یا خود اعتراف کرے۔

ایک بار آپ ہی نے فرمایا:

لَوْلَا أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَزِيدَ فِي	اور اگر مجھے اللہ کی کتاب میں زیادتی ناپسند
كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُهُ فِي الْمُصْحَفِ	نہ ہوتی تو میں اسے مصحف میں لکھ دیتا۔
فَإِنِّي قَدْ خَشِيتُ أَنْ تَجِيءَ	کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کچھ آنے والے
أَقْوَامٌ فَلَا يَجِدُونَهُ فِي كِتَابِ	لوگ اس کتاب اللہ میں نہ پاکر اس کا انکار
اللّٰهِ فَيَكْفُرُونَ بِهِ۔ [۸] (الحديث)	نہ کر جائیں۔

حضرت شاہ صاحب تفاوت سزا کی حکمتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

محصن کی حد سنگساری اور غیر محصن کی حد درّے لگانا، اس لیے مقرر ہوئی کہ جس طرح پندرہ برس کی عمر وغیرہ سے آدمی بالغ ہو کر پورا مکلف ہو جاتا ہے

marfat.com
Marfat.com

اور اس سے قبل پورا مکلف نہیں ہوتا اس لیے کہ اس کی عقل جسم اور رجولیت اس سے پہلے مکمل نہیں ہوتی۔ اسی طرح معتوبت میں بھی فرق ہونا چاہیے۔ یعنی محصن اور غیر محصن میں محصن کامل ہے اور غیر محصن ناقص ہے اسی لیے ان دونوں کی سزاؤں میں بھی تفاوت ہے۔ [۳۰]

اگر کسی مجرم پر رجم اور تازیانوں کی سزائیں مجتمع ہو جائیں۔ وہ ایسے جرموں میں ملوث ہو جائے جن کے باعث دونوں حدود لاگو ہوتی ہیں تو ایسے میں محض رجم پر اقتصار کرنا چاہیے۔

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے رجم اور دُرّوں کے واجب ہونے کی شکل میں صرف رجم پر اقتصار مسنون ہے۔ اس کا حال ایسا ہے جیسے سفر کی حالت میں نماز قصر کرنا اگر پوری نماز پڑھے تو بھی جائز ہے مگر قصر کرنا سنت ہے اور یہ مصلحت سے مقرر ہوا کہ رجم بڑی اور پوری سزا ہے اور اس سے جو کم سزا ہے وہ اس میں شامل ہے اور ان دونوں سے حدیث رسول اور خلفائے راشدین کے فعل میں تطبیق آسان ہے کیونکہ صرف رجم پر اقتصار کیا ہے۔ معز بن مالک کی حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضور نے وقت کے تقاضے کا حکم دیا، چونکہ محصن ہونا معلوم ہوا تو آپ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور وہ سنگسار کر دیا گیا۔ [۳۱]

آج کے نئے اسلامی اسکالرز میں بحث ہو رہی ہے اس بات پر بعض نے اصرار کیا ہے کہ اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی۔ اس سلسلے میں شاہ صاحب فرماتے ہیں،

اور جو شخص زنا کا اقرار کرتا ہے اور حد قائم کرنے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے اور گناہوں سے تائب ہو کر خود کو پیش کرتا ہے اس پر حد قائم کرنا جائز نہیں معلوم ہوتا۔ مگر ایسے انسان پر قیام حد کے کئی اسباب ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر محض توبہ ظاہر کرنے اور اقرار جرم سے حد دفع ہو جاتی تو ہر زانی امام کے مواخذہ کی خبر پا کر اقرار و توبہ کے حیلے سے حد کو دفع کر سکتا ہے۔ یہ مصلحت

marfat.com

Marfat.com

شرعیہ کے مناقض ہے۔ [۳۸/۱۱]

البتہ ذوالہیات کے سلسلہ میں اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

آنحضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اقیلوا ذوی الهیئات عثراتهم الا الحدود — ذوی الہیات سے حدود کے سوا اور لغزشیں معاف کر دیا کرو۔ میں کہتا ہوں ذوالہیات سے صاحب مروت لوگ مراد ہیں یا بایں طور کہ کسی شخص سے صلاح دین کی امید ہوتی ہے اور اس سے خلاف عادت لغزش کے طور پر کسی امر میں کوتاہی ہو جاتی ہے پھر اسے ندامت ہوتی ہے تو ایسی صورت میں اس سے درگذر کرنا مناسب ہے۔ یا وہ شخص خاندانی معزز اور صاحب حیثیت ہوتا ہے۔ پس اگر ہر چھوٹے بڑے جرم میں اس کو سزا دی جائے تو اس میں عداوت و بغاوت کا امکان ہے۔ مگر اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی باز پرس کی جائے بجز اس صورت کے کہ کوئی سبب شرعی جس سے حد مندفع ہوتی ہے پائی جاتی اور اگر حدود کے اندر ہی درگذر ہو، مصلحت شرعی فوت ہوتی ہے اور حدود اللہ کا فائدہ پس پشت جاتا ہے۔ [۳۸/۱۲]

کوئی آدمی اگر نہایت ہی نحیف الجثہ اور کمزور بدن ہو پھر بھی اس سے حدود معاف نہیں کر سکتے۔ نفاذ بہر حال ہوگا۔ اگرچہ اس کی شکل کچھ اور ہوگی فرماتے ہیں:

اگر کوئی نحیف الجثہ اور ناقابل صحت مریض زنا کر بیٹھے تو اس کی سزا کے لیے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے کہ اس کے لیے ایک بڑی سی ڈال ہو جس میں ایک سو ٹہنیاں ہوں وہ لے کر اسے ایک بار مار دیا جائے۔ اگر ایسے شخص سے بالکل باز پرس نہ جائے تو حدود کے استحکام میں نقص لازم آتا ہے۔ اس لیے کہ لازمی شرائع جس کو حق تعالیٰ نے خلقی امور کے طور پر مقرر فرمایا ہے۔ ان کی شان یہ ہے کہ وہ موثر بالخاصیۃ کی طرح سمجھی جاتی ہیں۔ اور لوگ نہایت مضبوطی سے ان کو مانیں [۳۸/۱۳]

marfat.com

Marfat.com

شاہ صاحب آگے چل کر لواطت کی سزا کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لواطت کی حد میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وہ زنا کی قسم سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی سزا قتل ہے اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ تم لوط کی قوم کا کام کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کر دو۔"[۳۰]

حدِ زنا اور اس کی سخت شرائط

اسلامی نظام میں جرم زنا کی سزائیں کن سخت شرائط میں جکڑی ہوئی ہیں۔ آئیے ذخیرۂ شرع سے ہم اس کا مختصر جائزہ لیں اور دیکھیں کہ یہ سزائیں کس قدر فطری، منصفانہ اور امن پرور ہیں۔

ہر خاص و عام جانتا ہے کہ زنا وہ فعل قبیح ہے کہ کوئی عاقل و بالغ شخص کسی عورت کی (قُبُل) میں بطریق حرام دخول کرے جو ملکِ نکاح [illegible] کی ملکیت یا شبہ سے خالی ہو بلکہ شبہ [illegible]

یا کوئی عورت [illegible]

رکنِ زنا یہ ہے کہ [illegible]

شرائطِ حدِ زنا یہ ہے کہ [illegible] ساتھ لاعلمی کا شبہ بھی پایا جا [illegible]

ثبوتِ زنا زنا کا جرم [illegible] میں کیا۔ اسے اقرار [illegible]

اقرارِ زنا مجرم (مرد یا عورت) اگر اپنے جرم [illegible] قیام نہیں ہوگا، بلکہ اس کے بھی شرائط و لوازم ہیں جسے ہم ذیل میں اجمالاً پیش کرتے ہیں۔

۱۔ مجرم اپنا اقبالِ جرم قاضی یا ایسے حاکم شرع کے سامنے کرے جسے اقامت حدود کا اختیار ہو، اس کے بجائے دوسروں کے روبرو چار بار کا اقرار بھی غیر معتبر ہے۔ (بعض نے مُقِر کی اپنی چار مجلسوں کا بھی اعتبار کیا ہے۔)

marfat.com
Marfat.com

۲۔ اقبال جرم میں صریح الفاظ کا ہونا ضروری ہے۔ الفاظ کنایہ یا ذو معنیین الفاظ سے اقرار زنا کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح مقر اپنے قول میں سچا ہے یا جھوٹا، اس کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے۔

۳۔ اقرار کرتے وقت مجرم کے ہوش و حواس درست ہوں، اگر کوئی نشہ کی حالت میں اقبالِ جرم کرے تو حد جاری نہیں ہوگی۔

۴۔ اقرار کرنے والا عاقل و بالغ ہو اور اپنی ذات پر چار مرتبہ چار مختلف مجلسوں میں زنا کرنے کا اقرار کرے۔ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک اختلافِ مجالس شرط ہے لہٰذا مجلس واحد میں چار بار کا اقرار بھی ایک شمار ہوگا [۴۴]

۵۔ زنا کے جرم کا اقرار کرنے والے سے قاضی کا برتاؤ اظہار کراہت اور زجر کا ہونا چاہیے اور تلقین رجوع کرنا مندوب ہے۔ [۴۵]

قاضی کو جب مُقِر کا صحیح العقل ہونا معلوم ہوگیا اور ــــ زنا کیا ہے؟ کیسے؟ ــــ کب؟ ــــ اور کہاں ہوا؟ ــــ اس نے ہر بات کا صحیح اقرار کر لیا اور اس کا محصن ہونا بھی اقرار یا شہادت سے ثابت ہوگیا تو رجم کا حکم دے گا۔ اس کے بعد بھی اقامتِ حد سے پہلے اگر وہ اپنے اقرار سے رجوع کرے تو اس کا عذر قبول ہوگا [۴۶] [۴۷] اور اقرار جرم کرنے والا اپنے جرم سے رجوع تو نہیں کرتا، مگر بھاگ کھڑا ہوا۔ ایسی صورت میں بھی اس کی راہ چھوڑ دی جائے گی اور اگر اقرار زنا پر قائم رہا مگر محصن ہونے سے انکار کیا تو بجائے رجم کے کوڑے مارے جائیں گے۔

ثبوت زنا کی دوسری شکل یہ ہے کہ مجرمین زنا کو دیکھنے والے عادل گواہان اپنی شہادت قول سے ان کے جرم کو ثابت کریں۔ شہادت اور جرح شہادت کے لازمی دفعات ہم مختصراً سپرد قلم کرتے ہیں۔

جرح شہادت:۔ زنا کی گواہی اس طرح مقبول ہے کہ قاضی یا حاکم شرع کے پاس،

marfat.com
Marfat.com

۱۔ چار عادل گواہ لفظ زنا کی صراحت کے ساتھ گواہی دیں۔ الگ الگ مجلسوں کی گواہی معتبر نہیں۔

اس کے بعد قاضی کی تحقیق کا کام شروع ہوتا ہے۔

پہلی تحقیق: ـــــ گواہوں کو بتانا ہوگا کہ زنا کیا چیز ہے۔

دوسری تحقیق: ـــــ ملزم نے زنا کہاں کیا،

تیسری تحقیق: ـــــ کس کے ساتھ کیا،

چوتھی تحقیق: ـــــ کیا اس طرح دیکھا (جیسے سلائی سرمہ دانی میں)

پانچویں تحقیق: ـــــ کہ [illegible] شبہ واقع ہوا ـــــ (اس [illegible] کو ہوتے ساقط [illegible])

گواہی کی احتیاطیں

(۱) [illegible] زنا کے لیے چار آزاد مسلمان عادل مردوں کی گواہی ضروری ہے۔ اگر [illegible] نے گواہی دی [illegible] ایک یا دو یا تین تو گواہی مردود قرار دی جائے گی اور [illegible]

(۲) اگر چار گواہوں میں کوئی ایک گواہ [illegible] یا [illegible] نابالغ ہو تو [illegible] کے [illegible] لگائی جائے گی۔

(۳) اگر چار فاسق گواہی دیں، یا گواہ [illegible] حد جاری کی جائے گی، [illegible]

(۴) شہادت مجلس واحد میں ہونی چاہیے۔ اگر گواہوں نے الگ الگ مجلسوں میں شہادت دی تو نا قابل قبول ہوگی اور سب کو حد قذف لگائی جائے گی۔

(۵) چار گواہوں نے کسی کے بارے میں زنا کی گواہی دی، مگر کیفیت دریافت بتانے سے انکار کیا یا بعض لوگوں نے کیفیت بیان کی کچھ نے نہ بیان کی تو ایسی گواہی ناقابل

marfat.com
Marfat.com

ہوگی اور تعداد کامل ہونے کی وجہ سے ان گواہوں پر قذف بھی نہیں ۔ [۵۳]

(۶) اگر چار گواہ زنا کی گواہی دیں، مگر جس عورت سے زنا کیا ہے اس کے بارے میں اختلاف کریں، یا زنا کرنے کی جگہ میں متفق نہ ہوں، یا زنا کیے جانے کے وقت میں مختلف ہو جائیں تو ایسی شہادت باطل ہے۔ تعداد میں چار ہونے کی وجہ سے ان پر بھی حد قذف نہیں جائے گی۔ [۵۴]

قاضی کے حضور تعریفِ زنا ـــــ مقام زنا ـــــ شناخت زانی و زانیہ ـــــ وقت زنا ـــــ کیفیتِ زنا ـــــ اور گواہانِ زنا کی عدالت، ہر ایک کی جب پوری تحقیق ہو جائے ـــــ پھر قاضی ملزم یا ملزمہ کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور اس کا احصان ثابت ہونے کی شکل میں سنگساری ورنہ سو کوڑوں کی حد کا حکم نافذ کرے گا۔

احصان کی تعریف عاقل و بالغ آزاد مسلمان جس نے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا ہو، اس سے دخول بھی کر چکا ہو ـــــ اور وہ دونوں وقوع زنا کے وقت بھی اپنی اس صفت پر ہوں۔ احصان کا ثبوت تین صورتوں میں سے کسی ایک شکل سے ہو جاتا ہے۔ [۵۶]

(۱) اقرار کر لینے سے ـــــ (۲) دو مردوں کی گواہی سے ـــــ (۳) ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے۔

غیر محصن آزاد کی حد سو کوڑے ہیں۔ اور غیر محصن غلام کی حد پچاس کوڑے۔ [۵۷]

قیام حد کی کیفیت حدود مسجد میں نہیں قائم کی جائیں گی [۵۸]۔ قیام حد کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے [۵۹]۔ مرد کو حد لگاتے وقت بدن پر صرف ایک ازار رہے گا۔ تمام حدود میں کھڑا کر کے سزا دی جائے گی۔ عورت کسی حالت میں برہنہ نہیں کی جائے گی، البتہ زائد کپڑے اتھا لیے جائیں گے اور اسے بٹھا کر حد لگائی جائے گی۔

marfat.com

Marfat.com

زنا کے مجرم پر اسلامی حد جاری ہونے کی شرطیں اجمالاً ایک بار پھر پڑھیں

۱۔ فاعل حرمت زنا کا علم رکھتا ہو۔

۲۔ رجم کے لیے عقل و بلوغ کے ساتھ احصان بھی ہو، اور جلد کے لیے عقل و بلوغ کا پایا جانا ضروری ہے۔

۳۔ شبہ سے خالی ہو۔

۴۔ چاروں عادل گواہ مجلس واحد میں کالمیل فی المکحلہ کا مشاہدہ دیگر متفق علیہ تفاصیل کے ساتھ بیان کریں۔

۵۔ اقرار معتبر ہو (یعنی ملزم خود اپنے جرم کا اعتراف کرے تو اس کا باہوش رہنا، الفاظ صریحہ کا استعمال کرنا، چار مختلف مجلسوں میں چار بار اقرار کرنا ضروری ہے) اس صورت میں قاضی کا حکم [illegible] کے بعد بھی اس سے رجوع کا حق ہے۔

۶۔ مریض، ضعیف الجسم، حاملہ، نفساء وغیرہ۔

۷۔ ملزم مجبور نہ ہو۔

۸۔ عرصہ نہ گزرا ہو۔

ان شرطوں میں سے ہر ایک اپنے اندر امن و سلامتی کی کتنی گہرائی و گیرائی لیے ہوئے ہے، اس کا حقیقی اندازہ لگانے کے لیے اسلامی قوانین کے نفاذ سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔

ہم نے اس کے بیان میں ذرا تفصیل سے کام لیا ہے جس کی وجہ سے اسلام دشمن عناصر کے فاسد پروپیگنڈے کی حقیقت بے نقاب کرنا ہے ——— مغربی دنیا میں اسلامی سزاؤں کے متعلق ایسا تصور پایا جاتا ہے گویا ان قوانین کی جہاں حکمرانی ہو وہاں قدم قدم

marfat.com
Marfat.com

پر پھانسی کے پھندے نصب ہوتے ہوں گے ـــــ جلادوں اور کوڑے مارنے والے شب و روز گردن اور لوگوں کی کھالیں ادھیڑنے میں مصروف رہتے ہوں گے۔ گویا اسلام کے لیے جو درحقیقت دارالسلام ہوتا ہے مذبح بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے جو حقیقت کے بالکل منافی ہے اور اسلامی نظامِ حیات اور اصولِ زندگی سے بے خبری یا معاندات کی بنیاد پر الزام تراشی ہے۔ آئیے مذکورہ مجملات میں سے بعض کو ذرا شرح و بسط سے دیکھیں سب سے پہلے حدود کی گواہی کو لیجئے۔

عام شہادتیں اور حدود کی گواہی

عام شہادتوں کے بارے میں قرآنی ارشاد مدِنظر رہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ [۱۱] (القرآن)

وہ ظالم ترین انسان ہے جس کے پاس اللہ کی شہادت موجود ہو اور وہ اسے چھپائے رہے۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ [۱۲] (القرآن)

کتمانِ شہادت قلبی گندگی کا ثبوت ہے اس لیے رب تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ شہادتوں کو نہ چھپاؤ۔

وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ [۱۳] (القرآن)

خدا واسطے شہادت گزاری کرنی چاہیے۔

مگر حدود کے معاملہ میں جہاں تک ہو سکے شہادتوں کو چھپانا بہتر (اولیٰ) قرار دیا گیا ہے، زنا کے جرم کی شہادت قتل کی شہادت کے مقابلے میں کتنی سخت ہے وہاں دو گواہ کافی اور زنا کی گواہی میں چار گواہ ہوں اور چاروں ایک مجلس میں گواہی دیں، باوجود اس کے رب کائنات فواحش پھیلانے کو جرم عظیم قرار دیتا ہے ـــــ یہاں چار گواہوں کی قید مجرمین کی پردہ پوشی کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہے۔ خدائے تعالیٰ کو اس کا اخفا پسند ہے ـــــ ہاں اگر بات اتنی کھلی ہو کہ چار شہادتیں موصول ہوں تو گویا فحش کاری میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ اس لیے سزائے اسلامی کا نفاذ ہوتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

جامع ترمذی میں امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی ۱۳ رجب ۲۷۹ھ) الباب الحدود باب ما جاء فی درء الحدود کے تحت حدیث نقل کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ	جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود
مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهٗ مَخْرَجٌ	کو دور کرو۔ اگر اس کے لیے کوئی راستہ
فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ	ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو۔ امام کا غلطی
يُّخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ	سے معاف کر دینا غلطی سے سزا دینے
اَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعُقُوْبَةِ (الحدیث)	سے بہتر ہے

امام الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی (المتوفی ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ) اپنی سنن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جہاں تک ہو سکے حدود کو ساقط کرو۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ اس کی قیامت کے دن پردہ پوشی فرمائیگا اور جو کسی مسلمان کا پردہ فاش کرے گا، اللہ اس کا پردہ فاش کرے گا حتیٰ کہ اسے اس

marfat.com
Marfat.com

کے گھر میں رسوا کرے گا۔" [۶۷]

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا جسے عبدالرزاق اور بیہقی نے روایت کیا۔

"رب تعالیٰ نے زنا میں چار شاہد اس لیے مقرر فرماتے ہیں کہ وہ عیبوں پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس نے چار گواہوں کے ذریعے تمہارے فواحش کی پردہ پوشی فرمائی ہے، لہٰذا جو پردہ خدا نے ڈال دیا ہے اس کے پیچھے کسی کو جھانکنا نہیں چاہیے، یاد رکھو کہ اگر خدا چاہتا تو ایک ہی گواہ مقرر فرما دیتا [۶۸]، یا یہ فرمایا کہ ایک ہی سچے کو مقرر فرما دیتا۔ (شک راوی)۔

حضرت العلام محقق ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

وَاِذَا كَانَ السَّتْرُ مَنْدُوْبًا اِلَيْهِ	چونکہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک ان
يَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ الشَّهَادَةُ بِهٖ	جرائم کی پردہ پوشی پسندیدہ امر ہے،
خِلَافَ الْاَوْلٰى وَهٰذَا يَجِبُ اَنْ	اس لیے زنا کی گواہی دینا خلاف اولیٰ ہو
يَكُوْنَ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى مَنْ يَّعْتَادُ	گا اور یہ فیصلہ مجرم کی نسبت سے کرنا ہوگا
الزِّنَا وَلَمْ يَتَهَتَّكْ بِهٖ وَاَمَّا اِذَا	ایسا مجرم جو اس جرم کا عادی نہیں ہے اور
وَصَلَ الْحَالُ اِلٰى اِشَاعَتِهٖ وَ	نہ اس کو حد کا جرم تصور کرتا ہے اس
التَّهَتُّكِ بِهٖ بَلْ بَعْضُهُمْ رُبَّمَا	کے سلسلے میں گواہی نہ دینا افضل ہے
افْتَخَرَ بِهٖ فَيَجِبُ كَوْنُ الشَّهَادَةِ	مگر جب اس کی صورت حال عام اشاعت
بِهٖ اَوْلٰى مِنْ تَرْكِهَا لِاَنَّ مَطْلُوْبَ	تک پہنچ جائے اور اسے معمولی بات
الشَّارِعِ اِخْلَاءُ الْاَرْضِ مِنَ الْمَعَاصِيْ	سمجھنے لگیں، بلکہ کچھ لوگ جرم پر فخر کرنا
وَالْفَوَاحِشِ [۶۹]	شروع کر دیں تو ایسے میں زنا کی گواہی
	دینا چھپانے سے افضل ہے، کیونکہ شارع کا
	مقصود زمین کو گناہوں اور بے حیائیوں سے پاک کرنا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی سے جب یہ ناسزا ہوا تو ان سے ہزال بن نعیم نے کہا کہ خدمت رسول میں جاؤ اور اپنی کیفیت بتاؤ۔ تو انھوں نے ایسا ہی کیا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کر لیا تو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں رجم کرنے کا حکم فرمایا اور آپ نے ہزال سے فرمایا اگر تم اسے چھپا لیتے تو بہتر تھا۔

اسلام میں بے حیائی کے انسداد کے احکام نہایت واضح ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ	وہ لوگ جو مسلمانوں میں بے حیائی پھیلنے کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے، دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اس کے باوجود جب تک کسی کے خلاف کھلا ثبوت فراہم نہ ہو جائے، اور شرعی گواہی پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ جائے اسلام سزا نہیں دیتا۔ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَیْرِ بَیِّنَةٍ لَرَجَمْتُ فُلَانَةً	اگر میں کسی کو بغیر گواہی کے سنگسار کرتا تو فلاں [illegible] کو کرتا کیونکہ اس کی گفتگو [illegible] والوں سے اس کا فاحشہ ہونا ظاہر ہوتا تھا۔

شہادت زنا کے لیے چار [illegible] گواہوں کا ہونا ضروری ہے [illegible] پھرتے عام لوگ نہ ہوں بلکہ ایسے مرد ہوں جن کی سچائی اور [illegible] مشہور ہو۔ جو کسی تہمت میں سزا یافتہ نہ ہوں۔ پہلے کسی معاملہ میں ان کی گواہی مردود نہ ہو چکی ہو اور ایسے بھی نہ ہوں جو کسی عداوت کی بنیاد پر ایسی گواہی دے رہے ہوں ——— ان میں سے کوئی بھی وجہ پائی گئی تو زنا کے معاملہ میں ایسے شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہوتا ——— اسی طرح مذکورہ صورت میں آپ پڑھ چکے کہ گواہوں کا مجرم کو عین حالت مباشرت میں دیکھنا چاہیے

marfat.com

Marfat.com

سرمہ دانی میں سلائی، اور کنویں میں رسّی اور مقام، وقت اور کس عورت سے یہ فعل شنیع کیا۔ ان تمام باتوں میں چاروں گواہوں کا متفق ہونا بھی تکمیل شہادت کے لیے ضروری ہے

ان تمام مراحل سے گذر کر اگر مجرم کا جرم ثابت ہو گیا تو اس پر حد جاری ہو گی اور اگر گواہ چار سے کم ہوں گے تو چاہے کتنے ہی پرہیزگار، متقی اور پارسا کیوں نہ ہوں، نہ صرف ان کی گواہی مردود قرار دی جائے گی، بلکہ خود ان پر اسّی کوڑوں کی حد لگائی جائے گی۔ [۲]

دورِ فاروقی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ بصرہ کے گورنر تھے۔ ان کے بالکل سامنے ہی ابوبکرہ کا مکان تھا۔ ابوبکرہ کی ان سے کچھ اَن بن تھی۔ ابوبکرہ رات میں اپنے گھر کی کھڑکی بند کرنے لگے تو انھوں نے دیکھا کہ مغیرہ مباشرت میں مشغول ہیں، ابوبکرہ کے پاس اس وقت ان کے تین اور دوست موجود تھے، نافع بن کلدہ، زیاد اور شبل بن معبد، ابوبکرہ نے ان لوگوں کو بھی بلا کر اس کا شاہد بنایا کہ دیکھو مغیرہ ام جمیل کے ساتھ یہ حرکت کر رہے ہیں۔ (حضرت مغیرہ کی زوجہ ام جمیل سے بہت مشابہ تھیں)۔ بات عدالتِ فاروقی میں پہنچی مگر جرح کے درمیان زیاد نامی گواہ نے بیان دیا کہ ہم نے مغیرہ کو مباشرت میں مشغول دیکھا مگر عورت کو نہیں جانتا کہ وہ ام جمیل تھی یا کوئی اور؟ ——— دوسری طرف حضرت مغیرہ نے دلائل سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ عورت ان کی زوجہ تھیں۔ اور جس جگہ سے دیکھ کر یہ لوگ گواہی دے رہے تھے وہاں سے عورت کو دیکھا جانا ثابت نہیں ہو سکتا۔ (اور یہ بات یوں بھی کیسے باور کی جا سکتی ہے کہ خلافت راشدہ کے دور میں ایک صوبے کا عامل اپنی زوجہ کی موجودگی میں اپنے ہی گھر میں ایسے فعل میں مبتلا ہو سکے، اگرچہ اس بات کا دلیل سے کوئی تعلق نہیں)۔ ——— حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہ صرف گواہوں کی شہادت کو مردود قرار دیا۔ بلکہ زیاد کے سوا تینوں پر حد قذف لگائی [۳]

نفاذ حد میں ملزم کی حالت کا لحاظ

بعض جرائم مجبوراً اور کسی دباؤ میں پڑھ کر بھی ہو جاتے ہیں جس پر الزام عائد ہے اس

marfat.com

Marfat.com

نے اپنے جی سے نہیں بلکہ خارجی اثرات سے کسی قابل قبول جبر کے تحت جرم کر لیا تو ایسے لوگوں کی بھی اسلام نے پوری رعایت کی ہے، اور اس کی مجبوری کو تسلیم کیا ہے۔

ترمذی باب ماجاء فی المرأۃ اذا استکرہت علی الزنا میں عبدالجبار بن وائل بن حجر اپنے والد سے راوی۔

"رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت زنا پر مجبور کی گئی، تو رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر حد نہیں لگائی اور مرد پر حد قائم کی۔" ؎

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی۔ اس کے ساتھ یہ واقعہ ہوا کہ وہ بیابان میں تھی۔ اسے پیاس کی شدت نے پریشان کیا، ایسے میں اسے ایک چرواہا ملا، عورت نے چرواہے سے پانی طلب کیا، اس نے پانی پلانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر تو مجھے خود پر قابو دے کہ میں تجھ سے زنا کروں تو اس شرط پر میں تجھے پانی پلا سکتا ہوں، عورت نے اسے بہتیرا سمجھایا لیکن وہ نہ مانا جب عورت پیاس سے بالکل نڈھال ہو گئی تو اس نے چرواہے کو اپنے اوپر قابو دے دیا۔

فَدَرَأَ عَنْهَا عُمَرُ الْحَدَّ بِالضَّرُوْرَةِ ؎

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے ضرورت اور مجبوری کے پیش نظر حد ساقط کر دی۔

بے علمی مانع حد ہے

نیز بعض دیگر معاملات میں غلام اور آزاد حیثیت کے اعتبار سے برابر نہیں۔ ہر ایک کے حقوق بھی یکساں نہیں ہیں۔ مجرمانہ سزا میں آزاد پر اگر سو کوڑے ہیں تو غلام اس کا نصف پر پچاس ہیں، یہ اس لیے کہ معاشرتی لحاظ سے آزاد و غلام میں بہت فرق ہے۔ عزت نفس اور دیگر متعدد مسائل ہیں جن میں وہ آزاد انسانوں کے لحاظ سے مجبور ہیں۔

سنجیدگی سے فکر و تدبر کیجئے، تو ان قوانین میں اسلام نے زبردست طبقات کی

marfat.com
Marfat.com

مجبوریوں اور اسباب کو جس باریک بینی سے ملحوظ رکھا ہے خود ساختہ انسانی قوانین کو ان کی ہوا تک رسائی ناممکن ہے۔ حدود کا نفاذ کرنے میں بعض صورتوں میں عدم علم کو بھی وجہ نجات قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس ایک عورت نے شکایت کی کہ میرے شوہر نے میری باندی سے زنا کیا ہے۔ شوہر نے کہا کہ بات سچ ہے اور سبب یہ ظاہر کیا کہ میری بیوی اور اس کا مال تو میرے لیے حلال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حدود اسلامیہ کے سلسلے میں اس کے عدم علم کو جان لیا) اور فرمایا، جاؤ مگر آئندہ ایسا نہ کرنا۔ ۵۶

اسی طرح دورِ فاروقی میں ایک واقعہ پیش آیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حاطب رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل اپنے ان تمام غلاموں اور باندیوں کو جو روزہ، نماز کے پابند نیک تھے فی سبیل اللہ آزاد کر دیا تھا۔ ان میں نُوبیہ نامی ایک عجمی کنیز بھی تھی۔ اسے دین کی کچھ زیادہ معلومات نہیں تھی۔ وہ زنا سے حاملہ ہو گئی۔ حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن کو علم ہوا تو وہ پریشانی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مسئلہ لے گئے۔ امیر المومنین نے ان کی بات سن کر ناگواری ظاہر کی کہ تم کبھی بھی کوئی اچھی بات لے کر نہیں آتے، گویا انھوں نے یحییٰ کی اس حرکت کو ناپسند کیا کہ انھوں نے اس معاملہ کی پردہ پوشی نہیں کی۔ نُوبیہ بلائی گئی، پوچھا گیا تم حاملہ ہو گئی ہو۔ اس نے بے جھجک کہا، ہاں میں مرغوش سے حاملہ ہوئی۔ اس نے مجھے دو درہم دیئے تھے جب اس نے اقرار بھی کر لیا اور اس بات کو قطعاً نہیں چھپایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضرین مجلس حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت علی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اس پر حد واقع ہے۔ حضرت عمر نے حضرت عثمان سے پوچھا آپ اپنی رائے دیجیے۔ انھوں نے فرمایا آپ کے دونوں بھائی آپ کو مشورہ دے چکے۔ حضرت عمر نے کہا، آپ بھی تو کچھ کہیے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا۔

أَرَاهَا تَسْتَهِلُّ بِهِ كَأَنَّهَا لَا	میرے دیکھنے میں اس کے نزدیک یہ
تَعْلَمُهُ وَلَا تَرَى بِهِ بَأْسًا وَلَيْسَ	بے ضرر کام ہے گویا وہ (اس جرم کو) جانتی

marfat.com

Marfat.com

اَلحَدَّ اِلَّا عَلٰی مَنْ عَلِمَہٗ ۔	ہی نہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتی اور ناواقفیت میں جرم کرنے والوں پر تو حد لگتی نہیں ۔

اس پر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ عثمان آپ نے سچ کہا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک حد اسی پر واجب ہوتی ہے جسے اس کا علم ہو۔ مجبوری کے جرائم میں اسلامی حد قائم نہیں ہوتی ۔ اس کا ایک بہت وزنی ثبوت یہ حدیث پاک بھی ہے۔

علقمہ بن وائل کندی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ـــــــ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک عورت نماز پڑھنے کے ارادے سے باہر نکلی۔ ایک آدمی اسے ملا اور اس نے اسے ڈھانک لیا، پھر اس سے اپنی حاجت پوری کی۔ وہ چلائی لیکن وہ چلا گیا ایک دوسرا آدمی گذرا تو عورت نے بتایا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے۔ وہ لوگ گئے اور اس آدمی کو پکڑ لائے جس کے متعلق اس عورت کا گمان تھا کہ اس نے اس سے زنا کیا ہے جب اس کے سامنے لائے تو اس نے کہا ہاں یہی ہے پھر وہ لوگ اسے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے آئے جب آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

قَامَ صَاحِبُھَا الَّذِیْ وَقَعَ عَلَیْھَا فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللہِ! اَنَا صَاحِبُھَا فَقَالَ لَھَا اِذْھَبِیْ فَقَدْ غَفَرَ اللہُ لَکِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِیْ وَقَعَ عَلَیْھَا اُرْجُمُوْہُ وَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَۃً	تو اصل زانی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! اس عورت سے میں نے زنا کیا ہے رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت سے فرمایا جاؤ اللہ نے تمہیں بخش دیا۔ آپ نے پہلے آدمی سے اچھا کام کیا اور زانی کے بارے میں

marfat.com
Marfat.com

لَوْ تَابَهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَتُقُبِّلَ مِنْهُمْ ثَمّ (الحدیث)	فرمایا اسے سنگسار کرو پھر فرمایا اس نے ایسی توبہ کی اگر تمام اہل مدینہ یہ توبہ کرتے تو ان سے قبول کی جاتی۔

اسلامی سزائیں جہاں دنیاوی زندگی میں صالح معاشرہ کی تشکیل کا ذریعہ ہیں، وہیں آخرت کی زندگی کے لیے مجرم کو عذاب و عقاب سے پاک وصاف بھی کر دیتی ہیں ـــــ ایمان بالآخرۃ کا ذوق انسان کو خود یہ احساس دلاتا ہے کہ جو جرائم میں نے دنیا میں کئے ہیں، اس کی سزا دنیا میں چاہے کتنی بھی سخت کیوں نہ ہو، آخرت کے عذاب سے بہر حال کمتر ہو گی۔ یہی احساس ہے جو اسلامی معاشرہ میں ملزمین کو برسر عدالت پہنچ کر اقرار جرم پر آمادہ کرتا ہے۔ حضرت ماعز، وغامدیہ وغیرہ کے واقعات میں یہی روح کارفرما نظر آتی ہے۔

حد گناہ کو محو کر دیتی ہے

قیام حد کے بعد انسان پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ گویا اس پر اسلامی سزا کا نفاذ ہوا تو ایک طرف دوسرے بہت سے دیکھنے والوں کو عبرت و موعظت نصیب ہوتی۔ دوسری طرف اس ملزم کے نامۂ اعمال سے جرم کا داغ دھل گیا۔ اور ان میں سے کچھ کی توبہ تو پورے پورے شہر کو اپنے دامن میں سمیٹ لینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے ابھی حدیث بالا میں ملاحظہ کیا ـــــ اسی طرح ترمذی کی ایک اور روایت پڑھیے ـــــ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت پڑھیے ـــــ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے زنا کا اعتراف کیا اور کہا میں حاملہ ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلا کر کہا۔ اس سے اچھا سلوک کرو جب بچہ پیدا ہو جائے تو مجھے بتانا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے اس پر اس کے کپڑے باندھ دیئے گئے، پھر آپ نے سنگساری کا حکم دیا تو اسے سنگسار کیا گیا۔ آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ

marfat.com

Marfat.com

آپ نے اسے سنگسار بھی کیا، اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِّمَتْ	بے شک اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر
بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ	ستر اہل مدینہ پر تقسیم کی جائے تو ان سب
لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ	کو کافی ہو، کیا تم نے اس سے افضل چیز
شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ	پائی کہ اس نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے
بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ۔[۹] (الحدیث)	لیے قربان کردی۔

حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ہم خدمت رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، اور زنا کے مرتکب نہ ہو گے پھر آپ نے آیت پڑھ کر سنائی اور فرمایا تم میں سے جس نے اپنا عہد پورا کیا اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ۔

وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا	اور جس نے ان میں کسی کا ارتکاب
فَعُوْقِبَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهٗ،	کیا پھر اسے سزا دی گئی تو یہ اس کے لیے
(الحدیث)	کفارہ ہے۔

اور جو ان میں سے کسی کا مرتکب ہوا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اسے عذاب یا چاہے بخش دے۔ [۵۰]

طہارتِ نفس کا یہ واقعہ بھی قابل مطالعہ ہے۔

عمرو بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس حضور کی خدمت میں آتے، اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے فلاں شخص کا اونٹ چرایا ہے۔ مجھے پاک کر دیجئے۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے پاس آدمی بھیجا۔ انھوں نے کہا، ہاں ہمارا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ حضور نے عمرو کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، ان کا ہاتھ کاٹا گیا (راوی حدیث) ثعلبہ فرماتے ہیں۔ جب ان کا ہاتھ

marfat.com
Marfat.com

کٹ کر گرا تو یہ انھیں دیکھ رہا تھا وہ کہہ رہے تھے خدا کا شکر ہے اس نے مجھے تجھ سے پاک کر دیا تو چاہتا تھا کہ تو میرے بدن کو جہنم میں لے جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ طَھَّرَنِیْ مِنْكَ اَرَدْتَ اَنْ تُدْخِلَ جَسَدِی النَّارَ۔[۵۱]

دل سے توبہ کرنے والے اور خود پہ اسلامی حد جاری کرا کے آخرت کی سرخروئی حاصل کرنے والوں کے یہ ایمان افروز واقعات اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان اسلامی سزاؤں کو کفارۂ سیئات سمجھتے تھے۔

ابوامیہ نے بیان کیا ـــــ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا، اس نے اعتراف کیا لیکن اس کے پاس سامان نہ تھا۔ حضور نے اس سے فرمایا ـــــ میرا خیال ہے تو نے چوری نہیں کی اس نے کہا کیوں نہیں؟ آپ نے پھر دوبارہ وہی بات فرمائی، اس نے وہی جواب دیا۔ حضور نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا کہو استغفر اللہ واتوب الیہ ۔ اس نے یہ الفاظ دہرائے آپ نے دعا کی، اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما ـــــ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔[۵۲]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حجۃ اللہ البالغہ میں رقم طراز ہیں:

رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محدود پر لعنت کرنے سے روکا ہے، تاکہ اس سبب سے حد قائم کرنے سے لوگ باز نہ رہیں۔ اور اس لیے کہ حد گناہ کا کفارہ ہے اور جب ایک شئے کا کفارہ سے تدارک ہو جاتا ہے تو وہ شئے کالعدم ہو جاتی ہے چنانچہ ارشادِ رسول ہے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَفِیْ اَنْھَارِ الْجَنَّۃِ مُنْغَمِسٌ۔[۵۳] ـــــ (الحدیث)	قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بلا شبہہ وہ جنت کی نہروں میں ڈوبا ہوا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حدود میں سفارش روا نہیں

حدود جب زحمت نہیں بلکہ باعث رحمت ہیں تو ان کے نفاذ میں کوئی رکاوٹ فطری طور پر ممنوع ہونی چاہیے۔ اسلامی شریعت میں اسی لیے حدود کو رفع کرنے کے معاملہ میں سفارش کو بہت بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا قریش ایک مخزومی عورت کے بارے میں متفکر ہوئے جس نے چوری کی تھی کہنے لگے اس کے بارے میں بارگاہ رسالت میں کون سفارش کرے؟ —— سب نے کہا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں —— ان کے سوا کون ایسے کام کی جرأت کر سکتا ہے؛ چنانچہ حضرت اسامہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کی، تو آپ نے فرمایا۔

اَتَشْفَعُ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ۔ — کیا تم حدود اللہ میں سفارش کرتے ہو۔

پھر آپ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا هَلَكَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ	تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے
اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ	کہ جب ان کا کوئی معزز چوری کرتا تو اسے
الشَّرِیْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ	چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری
الضَّعِیْفُ اَقَامُوْا عَلَیْهِ الْحَدَّ	کرتا اس پر حد قائم کرتے، اللہ کی قسم
وَاَیْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ	اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی
بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ	بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی
یَدَهَا۔[۵۴] (الحدیث)	—— میں ان کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

جس شخص کی سفارش حدود الٰہی میں سے کسی حد کی نسبت پائی گئی تو اس شخص نے

marfat.com
Marfat.com

خدائے تعالیٰ کی مخالفت کی ــــــ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم تھی کہ خاندانی لوگوں کی عزت کا محفوظ رکھنا، اور ان سے درگزر کا برتاؤ کرنا ہمیشہ سے امتوں میں چلا آتا ہے ــــ اور تمام اوّلین و آخرین اس کے پیرو ہیں۔ لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت اہتمام کیا۔ کیونکہ شرفاء کی سفارش اور ان سے درگذر کرنا، ان حدود کی مخالفت کرنا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ [۸۵]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جب غلام چوری کرے تو اسے بیچ دو چاہے نصف اوقیہ میں ہو۔ [۸۶]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ایک غلام جو خمس میں داخل تھا اس نے خمس کے مال میں سے چوری کی۔ یہ واقعہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا غلام بھی اللہ کا ہے اور اس نے چوری بھی اللہ کے مال سے کی ہے حضور نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا [۸۷]

رافع بن خدیج روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھل اور کھجور کے خوشے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ [۸۸]

دورِ فاروقی میں قحط پڑا تو اس وقت لوگ غذائی بدحالی میں مبتلاء ہو گئے ــــ چنانچہ اس زمانے میں کھانے پینے کی چیز چوری کرنے والوں کو سزا نہیں دی گئی ــــ کیونکہ اس دور کی مجبوری کا شکار ہو کر کسی بحال فاقہ مست کا کچھ کر بیٹھنا بعید نہیں تھا۔ بھوک تو ایک ایسی شئے ہے جو ماؤں کی گود سے بچے کا سودا بھی کروا لیتی ہے ــــ چنانچہ ایک بنگال میں قحط سالی نے ایسی تباہی مچائی کہ دو دو روٹیوں کے لیے بچوں والی ماؤں نے اپنے بچوں کو فروخت کر دیا تھا۔ اسلامی حدود میں اس بات کی پوری رعایت موجود ہے کہ مجرم نے کسی مجبوری سے جرم کیا ہے یا اس کے اندر شریر جرم خود پنپ رہا ہے جو خود کو اور اپنے پورے معاشرہ کو قعرِ مذلت کی طرف لے جانے والا ہے، اگر وجہ ثانی کا غلبہ ہے

marfat.com

Marfat.com

تو شہادتوں اور گواہوں سے ثبوت فراہم ہونے پر اسے ضرور سزا ملے گی۔

خدائے تعالیٰ پہلے جرم کی پردہ پوشی فرما دیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی کسی مجرم غیر ملوی کو جو اصلاح کا طالب ہو اپنی رحمت سے سنبھلنے کا موقع عطا فرماتا ہے۔ شرع دین کا حقیقی عرفان رکھنے والے اہل اللہ اس بات کا کتنا یقین رکھتے ہیں اس کی ایک جھلک واقعہ ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک چور لایا گیا۔ اس نے کہا امیر المومنین! اس سے پہلے میں نے کبھی چوری کی ہی نہیں (سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی دیکھئے) آپ نے فرمایا عمر کے پروردگار کی قسم تو جھوٹا ہے۔

مَا اَخَذَ اللّٰہُ عَبْدًا عِنْدَ اَوَّلِ ذَنْبٍ۔ — اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کے پہلے گناہ پر کبھی نہیں پکڑتا۔

اور اسی واقعہ کو ابن وہب نے عبداللہ بن شہاب سے نقل کیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

اَللّٰہُ اَحْلَمُ مِنْ اَنْ یَّاْخُذَ عَبْدَہٗ فِیْ اَوَّلِ ذَنْبٍ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ — اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ اس سے کہیں زیادہ بردبار اور حلیم ہے کہ وہ اپنے بندے کو پہلے ہی گناہ میں پکڑے۔

چنانچہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جب ہاتھ کٹ گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کے پاس گئے اور پوچھا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں بتا تو نے کتنی بار چوری کی ہے؟ اس نے کہا اکیس بار ۹؎

حدود خدا کی رحمت ہیں بات حد زنا اور اس کی مصلحتوں پر ہو رہی تھی۔ اسلام نے زنا کے دور رس مفسدات کا نہایت دقت نظر سے محاسبہ کیا ہے اور اس آتش کدہ کی ایک ایک چنگاری پر پہرہ بٹھایا ہے۔ اگر نگاہوں پر عصبیت کے

marfat.com
Marfat.com

پروسے نہ ہوں۔ نفس و شیطان کا تسلط آزادروی کے نام پر بے لگام سانڈ نہ بن گیا ہو، اور خانگی بربادی سے لیکر انسانی تمدن کی بیخ کنی تک باریکیاں دیکھ لینے کا شعور موجود ہو تو حدودِ شرعیہ جو اسلام میں ہیں۔ اس کے حسنات و برکات رحمتِ بیکراں نظر آئیں گے ـــــ یہ اسلام دشمن طاقتوں کے غلط پروپیگنڈے کا اثر ہے، جس سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اسلام اپنے پیروؤں پر ننگی تلوار کی طرح لٹک رہا ہے ـــــ گویا اسلامی نظام کے نفاذ کا مطلب یہ ہوا کہ جگہ جگہ پھانسی کے پھندے لگے ہوں ـــــ اور کوڑے مارنے والے گلی گلی میں مسلط ہوں لوگوں کی گردنیں کاٹنے، ہاتھ قطع کرنے، رجم کرنے درّے بازی کے سوا شریعت اسلامیہ کا اور کوئی کام ہی نہیں ـــــ العیاذ باللہ! ایسا ہرگز نہیں بلکہ اسلامی نظام میں سنگ ساری یا درّہ زنی کا نفاذ کن سخت مرحلوں سے گزرنے کے بعد آخری حربے کے طور پر ہوتا ہے انہیں گذشتہ صفحات میں آپ زیب نظر کر چکے ہیں۔ نفاذِ حدود کی پوری اسکیم کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو اقرار کرنا ہوگا کہ اسلام انسانوں کو اندر سے تبدیل کرنا چاہتا ہے ـــــ اصلاح نفس کے کیمیا اثر نسخے دے کر وہ افراد معاشرہ کا تزکیہ کرتا ہے۔ دلوں میں خالق ارض و سما کی محبت اور اس کا خوف بٹھا کر اس کی اطاعت میں زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ آخرت کی باز پرس یوم حساب کا احساس، اور عذاب و عقاب ربانی کی شدید گرفت، اور نیکو کاروں کے لیے انعامات بے بہا کے مخفی خزانوں کا سراغ بخشتا ہے تاکہ قلوب و اذہان میں خدائی قوانین پر عمل پیرا ہونے کا شوق اور گناہوں سے تنفر کی جڑیں مضبوط ہوں۔

حدِ زنا سے پہلے تسکین جنسی کی جائز راہوں کو ہموار کیا گیا

زنا چونکہ خداوند قدوس کے نزدیک نہایت قبیح جرم اور گناہ ہے اس لیے مواقع زنا کے تمام سوراخوں پر اسلام نے بندش لگائی ہے۔ حدودِ زنا کا حکم یک بیک نافذ نہیں ہو گیا۔ فطری نفسانی خواہشات کی تسکین کے لیے اولاً سہولتوں اور آسانیوں کے جائز دروازے کھولے گئے۔ یعنی آزاد مرد و عورتوں، غربت نادار

marfat.com
Marfat.com

لوگوں، حتیٰ کہ غلاموں باندیوں کے نکاح کی ہدایات آئیں ـــــــ ایک بیوی سے خواہشات کی تکمیل نہ ہو تو دو دو، تین تین، یا چار چار تک نکاح کرنے کی سہولت سے نوازا گیا۔ فطری ناموافقت اور ذہنی ناموافقت اگر نباہ کی راہ میں حائل ہوں تو مرد کو طلاق اور عورت کو خلع کی آسانی دی گئی ـــــــ اب جب تسکین خواہشات کے جائز راستوں کو وا کر دیا گیا۔ نکاح کے ذریعہ جائز تعلق کو آسان بنا دیا گیا تو زنا کی سزا سے ایک سال پیشتر سورۂ احزاب کی آیات مبارکہ کے ذریعہ عرب کے جاہلی ماحول میں جہاں برہنہ ہو کر کعبہ کے گرد ناچنا گانا عبادت شمار ہوتا تھا، عفت و عصمت، پردہ، استیذان، عورتوں کے حسن کی عدم نمائش، اجانب کے ساتھ میل ملاپ سے پرہیز، اور سکینت و وقار سے گھروں میں قرار پذیری کی ہدایات نازل ہوتیں۔ آزادانہ مرد و عورت کا خلط ملط اور ہر وہ کام جس سے منکرات و فواحش کے پھیلنے کی ذرا بھی گنجائش تھی اس پر بندش لگا دی گئی۔ باوجود اس کے بھی اگر کچھ گندے قلوب اور نجس ذہنیتیں نفسانی سرشت میں پھنس کر ان پاکیزہ دیواروں کو پھلانگنا ہی چاہیں ـــــــ تو اسلام ایسے لوگوں کو عبرت ناک سزاؤں سے درست کر کے معاشرہ سے فساد و فواحش کا شائبہ بھی دھو ڈالنا چاہتا ہے۔

تہذیب اسلامی کا اہم جزء دارالاسلام جہاں ان اسلامی حدود کا نفاذ ہو گا اور زنا سرقہ، قتل، قذف وغیرہ کی اسلامی سزائیں دی جائیں گی، وہاں ان تمام جرائم کے قبائح اور ان کی خرابیوں کو تعلیم و تہذیب کے لازمی جزء کی طرح لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کیا جاتا ہے گا ـــــــ رجم اور دیگر حدود پر زبان طعن دراز کرنے والے نگاہ اٹھا کر دیکھیں کہ ایک طرف تو زنا کی حد میں سخت شرائط کی دیواریں ہیں، مگر اس سے بہت پہلے یہ بھی غور کرنے کی چیز ہے کہ جرم زنا ایسے ماحول میں ہو رہا ہے۔ جہاں کے افراد کو یہ شعور پہلے سے میسر ہے کہ ـــــــ اللہ تعالیٰ نے قتل کے بعد سنگین ترین جرم زنا کو قرار دیا ہے چنانچہ شرک اور قتل کے بعد متصلاً قرآن مجید میں اس کو ذکر کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا ـــــــ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے

marfat.com
Marfat.com

اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ	معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا	اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور
يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ	بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ
يَلْقَ اَثَامًا[۹۰] (القرآن)	سزا پائے گا۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے زنا نہ کرنے پر بیعت لی۔ اور قرآن مجید نے اس واقعہ کو اپنے سینے میں تاہنوز محفوظ رکھا ہے۔

وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ	نہ بدکاری کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل
اَوْلَادَهُنَّ[۹۱] (القرآن)	کریں گی

سورۂ نساء میں رب تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا کہ:

"تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو . . . نیز زنا کو فاحشۃ اور مقتاً اور ساء سبیلا (یعنی بے حیائی، کائنات کی مرکزی طاقت سے متصادم اور بدترین راہ) قرار دیا ہے۔

لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِيْلًا[۹۲] (القرآن)

ارشادِ رسول اکرم ہے۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

"شرک کے بعد کوئی گناہ اس نطفہ سے بڑھ کر نہیں جس کو کسی نے ایسے رحم میں ڈالا جو شرعاً اس کے لیے حلال نہ تھا۔[۹۳]

زنا کار جس وقت تک زنا کرتا ہے اس وقت تک وہ مومن نہیں ہوتا۔[۹۴]

بندہ جب زنا (کے فعل قبیح) میں مبتلا رہتا ہے اس وقت ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس پر سایہ بن کر رہتا ہے اور زانی جب اس فعل سے الگ ہوتا ہے، پھر ایمان پلٹ کر آتا ہے۔[۹۵]

marfat.com
Marfat.com

دورِ نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک بار سورج گہن ہوا، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں یہ بھی ارشاد فرمایا۔

"اے امتِ محمد! قسم ہے کہ رب تعالیٰ کی، اللہ سے زیادہ اس بات کی کسی کو غیرت نہیں کہ کوئی مرد یا عورت زنا کرے، اور بخدا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو بہت کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

ایک شخص نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ اکبر الکبائر (سب سے بڑا گناہ) کیا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کا کسی کو شریک بنانا۔ اس نے پوچھا پھر فرمایا روزی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا۔ اس نے پوچھا پھر، آپ نے فرمایا پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔ [۹۴]

حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک بار علاماتِ قیامت بیان فرمائیں، قرآن میں علم کا اٹھ جانا، جہالت کا عام ہونا۔ شراب نوشی کی کثرت کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ زناکاری عام ہو جانا بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

ارشادِ رسول اکرم ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

جس قوم میں زنا عام ہوا اس میں کثرتِ اموات شروع ہو جاتی ہے۔ [۹۵]

مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحدود میں ہے کہ

کسی قوم میں زنا کی گرم بازاری ہوتی ہے تو اسے قحط میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ اور جہاں رشوت عام ہوتی ہے اس قوم پر خوف مسلط کر دیا جاتا ہے۔ [۹۶]

حضرت عبداللہ بن مسعود صحابیِ رسول فرماتے ہیں۔

جب کسی بستی میں سود اور زنا عام ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کی ہلاکت کی اجازت دے دیتا ہے۔

یہ اسلامی معاشرت کے نقوش ہیں جن میں سے مشتے از خروارے سپردِ قلم کیے گئے ___ جس ملک اور اس کے حدود اربعہ میں ان فرامین کے غلغلے عام ہوں۔ پاکیزہ اور عفت مآب ہوگا

marfat.com
Marfat.com

کے محاسن صبح وشام ذہنوں میں بٹھلائے جاتے ہوں۔ اور پورے ماحول پر خدا کی خشیت کا غلبہ ہو وہاں زنا جیسے جرم کا خیال یقیناً معدودے چند ذہنوں میں ابھرنا ہی متوقع

ایسے عفت بدوش معاشرہ میں تو امن وسلامتی کا دور دورہ ہوگا ـــــ طہارت وپاکیزگی کا اجالا ہوگا ـــــ لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اور خصائل حسنہ کی تہذیب میں مشغول ہوں گے۔ نگاہوں پر عفت وعصمت کا پہرہ ہوگا۔ اور آخرت کی کھیتی کرنے والے ذکر اللہ میں ہمہ جہت مشغول ہوں گے۔

ذیل میں اب ہم اسلامی ماحول میں عفت وپاکدامنی کی زندگی گزارنے والے صالح افراد کے چند واقعات نذر ناظرین کرتے ہیں ـــــ جنہوں نے محض خشیت ربانی کی بنیاد پر خود کو بدکاری سے بچایا اور اپنے دامن عصمت پر داغ نہ لگنے دیا۔

یوسف ثانی حسن وشباب کا پیکر، جمال ورعنائی کا مجسمہ، قلب ونگاہ بھی روئے تاباں کی طرح پاکیزہ اور منور، نام نامی مشہور ہے۔ حضرت سلیمان بن یسار جس طرح خوبروئی وزیبائی میں رب تعالیٰ نے انہیں یوسف ثانی بنایا تھا۔ عفت وپاکبازی میں بھی یوسف صدیق کی نیابت سے سرفراز کیے گئے تھے ـــــ اپنے ایک رفیق سفر کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے مکے کے لیے روانہ ہوئے ـــــ مقام ابوا میں پہنچے، ایک پہاڑی کے دامن میں سواری سے اتر کر پڑاؤ ڈال دیا ـــــ اور ضروریات سے فارغ ہو کر کچھ کھانے پینے کا ارادہ کیا۔ خود خیمے اور سواریوں کے پاس ٹھہرے اور رفیق سفر کو بازار سے کھانے پینے کی اشیاء لانے کے لیے بھیج دیا۔ اتفاقاً ایک بدوی عورت کی نگاہ اس حسن وشباب کے پیکر پر پڑ گئی۔ اس نے ایسا شکیل رعنا آج تک زندگی میں نہ دیکھا تھا ـــــ رخ وعارض کے شعلوں نے بدویہ کے ہوش وحواس اڑا دیے۔ وہ دیوانہ وار خیمہ میں گھس آئی۔ پہاڑی عورت بھی اپنے حسن وجمال میں یکتا تھی ـــــ برجستہ گویا ہوئی، اے مسافر! میں تجھ سے کچھ لینے آئی ہوں۔ سلیمان سمجھے بھوکی ہے، کچھ مانگتی ہے۔ آپ کے پاس خورد ونوش کا جو سامان تھا اسے ٹٹولا اور

marfat.com

Marfat.com

جو لاسے دینا چاہا۔ وہ تو ان کے حسن و جمال کی شیدائی تھی، کہنے لگی مجھے یہ نہیں چاہیے جو کوئی بیوی شوہر سے طلب کرتی ہے وہ مانگ رہی ہوں۔ آپ نے کہا تجھے شیطان میرے پاس لایا ہے اتنا کہہ کر اپنا سر گھٹنوں میں دبالیا اور زور سے رونے لگے۔ ان کا رونا بلکنا، آہیں اور آنسو دیکھ کر بدویہ کا چہرہ فق ہو گیا اور ناامید ہو کر چلی گئی۔

رفیق سفر بازار سے لوٹا تو خیمے میں رونے بلکنے کی آواز سن کر پریشان ہو گیا پہلے تو کسی طرح تھپک بہلا کر انھیں چپ کرایا۔ جب چہرہ اوپر اٹھایا تو آنکھیں سوج چکی تھیں اور گلا رندھ گیا تھا منہ سے آواز نہیں نکل پا رہی تھی۔ رونے کا سبب دریافت کیا، کچھ نہ بتایا کہا لڑکی یاد آگئی تھی۔ اس نے کہا تین منزلیں سفر کی طے ہو گئیں۔ اب تک کوئی نہ یاد آیا۔ یک بیک ایسی شدید یاد کیسے آگئی بہت اصرار کے بعد لڑکی کا قصہ سنا دیا، جو گزرا تھا۔ رفیق سفر یہ واقعہ سن کر رونے لگا۔ اب انھوں نے دریافت کیا، تو کیوں روتا ہے۔ کہنے لگا روتا اس لیے ہوں کہ خدانخواستہ آپ کی جگہ میں ہوتا تو معصیت میں مبتلا ہو جاتا۔ وہ تو آپ کا تقویٰ اور خشیت تھی۔ جس کے سبب اس بلا سے نجات ملی ـــــ دونوں ہمراہی جب مکہ شریف میں داخل ہوئے، طواف وسعی سے فارغ ہوئے، حجر اسود کے سامنے سلیمان بن یسار سمٹ کر بیٹھ گئے ـــــ آپ پر غنودگی طاری ہوئی ایک حسین شکیل صورت نظر آئی لباس فاخرہ زیب تن کیے ہوئے۔ عطر سے مہکا بسا ہوا خوبصورت اتنے کہ دیکھئے تو دیکھتے رہ جائیے۔

آپ کون ہیں ـــــ ؟

میں یوسف ہوں۔

کیا آپ ہی یوسف صدیق ہیں ـــــ ؟ آپ کا زلیخا کے ساتھ واقعہ عجیب ہے۔
مگر ابوار کی دوشیزہ کے ساتھ سلیمان بن یسار کا واقعہ عجیب تر ہے۔ [1]

زنا سے توبہ دورِ قدیم میں ایک قصاب اپنے ہمسائے کی باندی پر عاشق ہو گیا۔ اس سے ملنے کے حیلے بہانے ڈھونڈتا مگر موقع نصیب نہ ہوتا۔ اتفاق سے

marfat.com
Marfat.com

پڑوسی نے اپنی بیوی کو کسی کام سے قریب کے گاؤں میں بھیجا۔ اس کا وہ عاشق زار بھی موقع غنیمت جان کر چل پڑا۔ تخلیہ ملا تو اس سے مطلب برآری کی باتیں کرنے لگا ـــــ باندی نے کہا، جتنا تو مجھے چاہتا ہے اس سے زیادہ میں تجھے چاہتی ہوں، تیرے دل میں جتنی طلب ہے، میرا دل تجھ سے ملنے کے لیے اس سے کہیں زیادہ بیقرار ہے۔ مگر ایسا نہیں ہو سکتا، کیونکہ مجھے خدائے تعالیٰ سے خوف لگتا ہے۔ قصاب نے کہا، اگر تو خدا سے خائف ہے تو میں بھی خدا سے کیوں نہ ڈروں؛ آؤ ہم دونوں ارادۂ بد سے باز رہنے کا عہد کریں، عاشق مجبوراً اس کے بعد لوٹ پڑا ـــــ اسی دوران اسے شدت کی پیاس محسوس ہوئی۔ دھوپ کی تمازت نے اسے پریشان کر دیا بے حال ہو کر لڑکھڑانے لگا۔ اسی راہ سے انبیاء سابق میں سے کسی نبی کا قاصد گزر رہا تھا، اس کی پیاس کا حال دیکھ کر رک گیا اور مشورہ دیا کہ آؤ ہم دونوں خدا سے دعا کریں کہ گاؤں پہنچنے تک ہم پر ابر کا سایہ بھیج دے ـــــ عاشق نے کہا میں اپنے ذخیرۂ مال میں کوئی ایسی نیکی نہیں پاتا جس کے ذریعہ اتنی بڑی دعا کروں، البتہ تم نبی کے قاصد ہو تم دعا کرو، قاصد نے کہا بہتر ہے میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو، الغرض دونوں نے التجا کی اور ایک لکہ ابر ان کے سروں پر سایہ گستر ہو گیا۔ دونوں جب گاؤں میں داخل ہوتے اور دونوں کی راہیں جدا جدا ہونے لگیں، قصاب اپنے گھر کی طرف چلا اور قاصد نے اپنی راہ پکڑی تو ابر قصاب کے سایہ پر سایہ کناں رہا ـــــ نبی کا قاصد یہ دیکھ کر لوٹا۔ اور پوچھنے لگا تو کہتے تھے تم نے کوئی قابل قدر نیکی نہیں کی۔ نیکی نہیں کی تو یہ اثرات کیسے ظاہر ہو رہے ہیں۔ پھر عاشق قصاب نے اپنی توبہ کا واقعہ کہہ سنایا ـــــ قاصد پکار اٹھا۔ " خدا کے نزدیک توبہ کرنے والے کا مقام نہایت بلند ہے۔" ـــــ اس واقعہ کو ابوبکر بن عبداللہ مزنی نے بیان کیا۔

عفت قلب و نگاہ کا دلگداز واقعہ

شہر کوفہ میں ایک خوبصورت صالح جوان رہتا تھا عادات و اطوار میں سادہ، عبادت و ریاضت میں یکتا، ایک عورت اس پہ دل و جان سے فدا ہو گئی۔ مگر مدعا دلی بیان کرنے کا

marfat.com

Marfat.com

کوئی موقع نہ ملتا تھا۔ عشق کی آتش سوزاں اندر ہی اندر سے اسے پگھلا رہی تھی، ایک روز نوجوان تکبیر کی آواز سن کر مسجد کی طرف لپکا جا رہا تھا کہ عورت راستہ روک کر کھڑی ہو گئی، اور کہا میری چند باتیں سن لو، پھر چلے جاؤ۔ مگر وہ راستہ کاٹ کر چلا گیا ——— اسی طرح لوٹتے ہوئے عورت راہ میں حائل ہوئی مگر اس نے نگاہ و اشارہ نہ اٹھائی۔ عورت بین کرتی رہی، میں سر راہ تجھ کو مخاطب کرتی ہوں مگر سب یہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر کرتی ہوں، مجھے معلوم ہے کہ تو ایک صالح اور ایک نیک انسان ہے ——— اور میری اس حرکت کو کوئی دیکھ لے گا، تو رائی کا پربت بننا کوئی مشکل نہیں ——— تم ایک عابد و زاہد ہو ——— اور تم لوگوں کے اُجلے دامن پر معمولی سا دھبہ بھی غلاظت کے ڈھیر کے برابر ہے ——— مگر میں کیا کروں کہ تیری ہی شکل و صورت دل میں سمائی ہے۔ میں اپنی بے قراری کو اور چھپانے کی قوت و طاقت خود میں نہیں پاتی۔ اب تو میرا معاملہ خدا ہی کے ہاتھ ہے۔

نوجوان دامن جھٹک کر گھر تو آگیا مگر عورت کی باتوں نے اس کے اندر بے چینی و بے قراری کا طوفان کھڑا کر دیا ——— رکوع و سجدے میں طمانیت ملتی ہے نہ تلاوت و سجدہ میں سکون نصیب آتا ہے ——— چار و ناچار ایک رقعہ اس کے نام لکھا

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— اے عورت خبردار رہو! جب بندہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ رحیم و کریم بردباری فرماتا ہے ——— اور جب دوبارہ اس گناہ میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر پردہ پوشی کرتا ہے ——— بار، گناہ بے پردہ و پوشیدہ ہو علم ——— اور جب معصیت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو پھر ایسا غضب نازل کرتا ہے کہ اس غضب کو زمین و آسمان، پہاڑ اور سمندر برداشت نہیں کر سکتے، تو ایسے غضب کی طاقت کس میں ہے؟ تیرا دعویٰ محبت اگر باطل ہے تو یاد کر اس دن کو جب آسمان پگھلاتے ہوئے تانبے کی طرح، اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوں گے۔ دولت جباری اور دبدبۂ قہاری اس زور پہ ہوگا کہ

marfat.com
Marfat.com

مقربین گھٹنوں کے بل گھسے ہوئے ہوں گے۔ میری یہ کیفیت ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح ہی دشوار ہے۔ تیرا مجھ سے کیا بھلا ہوگا، اور اگر تیرا درد محبت سچا ہے تو ایسا طبیب بتا دیتا ہوں جو ہر درد کی خود دوا ہے ہر مرض کا خود علاج ہے، وہ ذات اللہ جل شانہٗ کی ہے۔ اسی کی طرف لوٹ جا ـــــ نصیحت کے لیے یہ آیت قرآنیہ کافی ہے۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ	اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی
الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۚ	آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس
مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ	آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ
يُّطَاعُ ۭ يَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ	کوئی دوست اور نہ کوئی سفارشی جس کا
وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ	کہنا مانا جائے اللہ جانتا ہے چوری
(القرآن)	چھپے کی نگاہ، اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

اس آیت سے کسی کو مفر نہیں ـــــ فقط

اس خط کے پانے کے بعد عورت ایک بار پھر اس کی راہ میں آئی ـــــ نوجوان نے لوٹ جانے کا ارادہ کیا تاکہ اس پر نگاہ نہ پڑے ـــــ اس نے آواز دی۔

کیوں لوٹے جاتے ہو ـــــ اب اس کے بعد پھر مجھے کبھی نہ دیکھو گے میں خدا سے دعا کرتی ہوں کہ میری مشکل آسان کرے۔ اسی کے قبضے میں تمہارا دل ہے۔ آج مجھے پھر کوئی آخری نصیحت کا تحفہ دے دو، نوجوان میری نصیحت اتنی ہی ہے کہ نفس کے وبال سے خود کو بچانا اور یہ آیت یاد رکھنا۔:

وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ	اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں
وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ	قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ
يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ	دن میں کماؤ، پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے

marfat.com

Marfat.com

مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ [۳] (القرآن)

کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو، پھر اس کی طرف پھرنا ہے ــــ پھر وہ بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

اس نصیحت کو سن کر عورت روتی بلکتی، زخمی دل، اور سلگتے سینے کے ساتھ واپس چلی گئی۔ اور یادِ خدا میں ایسی گوشہ گیر ہوئی کہ چند روز بعد کنج تاریک سے اس کا جنازہ برآمد ہوا۔ کوفی نوجوان اس کی پر اشتیاق موت پر آنسو بہایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں نے تو اسے نفس کی شیدا اور اسیر ہوس خیال کرتا تھا ـــــ اب ایسا گمان گزرتا ہے کہ کہیں اس کے خون ناحق کا جرم مجھ پر نہ عائد ہو جاتے۔ میں نے اسے بلا سمجھ کر دفع کیا تھا مگر کہیں وہ میرے حق میں دلِ بیدار نہ بن کر کھڑی ہو جاتے ــــ اس واقعہ کا متن احمد بن سعید نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ [۴]

حضرت علاء بن زیاد فرماتے ہیں۔

اپنی نگاہ عورت کی چادر پر نہ ڈال، کیونکہ نظر دل میں شہوت کے بیج بوتی ہے اور انسان جب عورت پر نگاہ ڈالتا ہے تو کم ایسا ہوتا ہے کہ دوبارہ نہ دیکھے۔ اگر خوبصورتی کا خلل ذہن میں ہوگا تو اندر سے دوبارہ دیکھنے کی رغبت ابھرے گی، اس وقت دل میں یہ مضبوط کرے کہ دوبارہ دیکھنا حماقت ہے کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہیں ــــ اگر نفس کے اشتعال بیک کر دوبارہ دیکھا اور صورت اچھی لگی تو نفس شہوت کا تقاضا کرے گا اور یہ ہوگا نہیں تو حسرت و حرمان کے سوا کیا ہاتھ آیا؟ ـــــ اور اگر صورت بری لگی تو جس لذت نگاہ کے لیے یہ اقدام کیا وہ حاصل نہ ہوئی تو گناہ بے لذت میں مبتلا ہوگا۔ [۵]

اور اگر حسب فرمان حضرت آنکھوں کو نامحرم کے دیکھنے سے باز رکھا جائے تو بہت سی آفتیں دل سے جاتی رہتی ہیں۔

مسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم سے اجنبی عورت پر نگاہ کرنے کے بارے میں پوچھا:

فَقَالَ اِصْرِفْ بَصَرَكَ ۔ حضور نے ارشاد فرمایا تم اپنی نگاہ پھیر لو۔

حضرت بریدہ کہتے ہیں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا۔

یَاعَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والدارمی۔ (الحدیث)	اے علی! کسی اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو، دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو، پہلی نگاہ تو تمہاری ہے اور دوسری نگاہ تمہاری نہیں ہے۔

بلا ارادہ پہلی نظر معاف ہے مگر دوبارہ دیکھنا ارادہ نفسانی اور وسوسہ شیطانی کی وجہ سے ہے اس لیے وہ گناہ ہے۔

حدود شرائع سابقہ میں

ماضی کی تاریخوں میں اُلٹ پلٹ کر دیکھئے تو ایک چیز واضح نظر آئے گی کہ ہر قوم وملت جب تک انسانی فطرت پر رہی ـــــ زنا جبلی طور پر ان کے نزدیک ایک نہایت قبیح جرم رہا ـــــ متمدن اقوام سے لے کر جنگلوں اور بیابانوں میں آباد قبیلے اس امر پر گواہی دیں گے اور اس کے لیے سخت سے سخت سزاؤں کا ثبوت فراہم ہوگا ـــــ آگ میں جلادینا، زندہ زمین میں گاڑ دینا بوٹیاں اور پرخچے اڑ دینا، بیابانی اقوام کی تہذیب میں ملتا ہے۔ اسی طرح فطرت سے مَس رکھنے والے مذاہب میں سے کوئی ایسا قابل ذکر طبقہ نہیں جو زنا کی قباحت اور اس کی قابل نفرت حیثیت کو تسلیم نہ کرتا ہو اور اس کے اندر زنا کے جرم کی سزا نہ ہو ـــــ یہ اور بات ہے کہ ادیان وملل جب فاسد تمدن کی چمک دمک میں آئے تو اپنا فطری وقار کھو بیٹھے اور جوں جوں نفسانی و شیطانی نظام کا تسلط بڑھتا گیا فطرت کی گرفت کمزور ہوتی گئی تا آنکہ جرم کو فیشن کا لباس مل گیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

marfat.com

Marfat.com

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ كَانَ فِيْ شَرِيْعَةِ مَنْ قَبْلَنَا الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ وَالرَّجْمُ فِي الزِّنَا وَالْقَطْعُ فِي السَّرِقَةِ فَهٰذِهِ الثَّلَاثُ كَانَتْ مُتَوَارِثَةً فِي الشَّرَائِعِ السَّمَاوِيَةِ وَاَطْبَقَ عَلَيْهَا جَمَاهِيْرُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاُمَمِ[۱۰۶]

شرائع سابقہ میں قتل کی سزا قصاص، زنا کی سزا سنگساری اور سرقہ کی سزا ہاتھ کاٹنا مقرر تھی۔ یہ تینوں سزائیں شرائع سماویہ میں متوارث چلی آتی ہیں تمام انبیاء (علیہم الصلوات والتسلیم) اور ان کی امتوں کا اس پر اجماع و اتفاق ہے۔

شاہ صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں:

"اور یہود کی جب شرکت جاتی رہی، اور سنگساری پر ان کا بس نہ چلا تو انھوں نے تجبیہ اور تسخیم ایجاد کیا۔ (تجبیہ زانی اور زانیہ کو گدھے پر الٹا سوار کر کے لوگوں میں پھرا کر رسوا کرنا ـــــ اور تسخیم منہ کالا کرنے کو کہتے ہیں۔)

موجودہ یہودی مآخذ میں زنا کا ذکر یوں ملتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی کنواری کو جس کی منگنی نہ ہوئی ہو، پھسلا کر اس سے مباشرت کرے تو وہ ضرور ہی اُسے مہر دے کر اس سے بیاہ کرے۔ لیکن اگر اس کا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ وہ اس لڑکی کو اسے دے تو وہ کنواریوں کے مہر کے موافق اسے نقدی دے۔[۱۰۷]

اسی حکم کو کتاب اِستثناء میں کچھ دوسرے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے اور متعین کر دیا گیا ہے کہ لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال بطور تاوان ادا کی جائے۔[۱۰۸]

اور اگر کوئی شخص بھی جرم کاہن (مذہبی رہنما) کی بیٹی سے کرے تو اسے پھانسی دی جائے گی، یا اسے زندہ جلا دیا جائے گا۔[۱۰۹]

جو شخص دوسرے کی بیوی سے یعنی اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے تو وہ زانی اور زانیہ ضرور مار دیے جائیں گے۔[۱۱۰]

اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے ہوئے ملے تو وہ دونوں مار ڈالے

marfat.com
Marfat.com

جاتیں [۱۱]

اگر کوئی کنواری لڑکی کسی سے منسوب ہو گئی اور کوئی دوسرا اسے شہر میں پا کر اس سے صحبت کرے، تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھاٹک پر نکال لانا اور سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں لڑکی کو اس لیے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اس لیے کہ اس نے اپنے ہمسائے کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ پر اگر اس آدمی کو وہی لڑکی جس کی نسبت ہو چکی ہو کسی میدان یا کھیت میں مل جائے اور وہ آدمی جبراً اس سے صحبت کرے تو فقط وہ آدمی ہی جس نے صحبت کی مار ڈالا جائے، پر اس لڑکی سے کچھ نہ کرنا۔ [۱۲]

یوحنا باب ۸ آیت ۱۱، ۱ میں ہے۔

حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت کو لوگ مارتے گھسیٹتے لائے اور آپ سے کہا کہ یہ زانیہ ہے، اس پر سزا نافذ کیجئے ــــــ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ تم میں سے جو پاکدامن ہو وہ آگے بڑھ کر اسے پتھر مارے۔ یہ سن کر ایک ایک کر کے سب وہاں سے چھٹ گئے صرف آپ اور وہ عورت رہ گئی۔ آپ نے اسے نصیحت فرمائی، توبہ و استغفار کی تلقین کی اور رخصت کر دیا۔ [۱۳]

مسیحیوں نے اس واقعہ اور اسی قبیل کے چند اور اقوال کو بنیاد بنا کر جرم زنا کے سلسلہ میں حضرت عیسیٰ مسیح کی طرف غلط نظریات منسوب کیے ہیں۔ اور حد کے بجائے زنا کی سزا کے بارے میں الگ راہ نکالی ہے ــــــ ان لوگوں کے خیال میں غیر شادی شدہ مرد کا، غیر شادی شدہ عورت سے زنا کرنا گناہ تو ہے مگر ایسا گناہ نہیں جس پر ان میں سے کسی کو کوئی سزا دی جائے ــــــ ہاں، اس صورت میں جرم ضرور ہے کہ زانی مرد و عورت میں سے کوئی شادی شدہ ہو یا دونوں شادی شدہ ہوں مگر اس کی سزا اس کے سوا کیا ہے؟ کہ زانیہ کا شوہر زانی سے تاوان وصول کرے اور پھر اگر وہ اپنی زانیہ بیوی سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو زندگی بھر راہب بن کر رہے اور یہی عمل اگر زانی کی بیوی کرتی ہے کہ بدکار شوہر سے

marfat.com

Marfat.com

علیحدگی چاہتی ہے تو نتیجۃً اسے عمر بھر راہب بن کر رہنا ہوگا۔

اس جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ زنا کی قباحت انسانی ارتقاء کے اولین دور ہی سے تہذیب فطرت کا جز رہی اور مخلوقِ خدا کو سیدھی راہ پر لگانے والے انبیاء و مرسلین و معلمین امت نے اپنی اپنی قوموں اور ملتوں کو اس بدترین جرم سے بچانے کا جتن بھی کیا۔ مگر خدا دشمن طبقہ ان خدائی پیغام رسانوں کی تعلیمات میں قطع و برید، ردوبدل اور ترمیم و تنسیخ کرکے اسے اپنے سانچے میں ڈھالنے کی انتھک کوشش بھی کرتا رہا ہے۔ حالت بایں جا رسید کہ الہامی تعلیمات کا چہرۂ زیبا گرد و غبار میں اٹ کر رہ گیا۔

قدیم تہذیبوں میں جرم و سزا

تہذیب یونان، تہذیب روما، قدیم مصری تہذیب اور ہندوستان کی قدیم تہذیب میں جہاں جہاں آپ تلاش کریں گے زنا ایک بھیانک جرم کی شکل میں دکھائی دے گا ــــ اور ہر قوم نے اپنے دورِ عروج میں اس پر سخت سزائیں دی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان تہذیبوں میں کسی دوسرے کی بیوی سے زنا کو ہی جرم شدید سمجھا جاتا تھا۔

اہل مصر اپنے دور میں زانی اور زانیہ کو اس طرح سزا دیتے تھے کہ زانی کو لاٹھیوں سے مارتے مارتے ختم کر ڈالتے تھے، اور زانیہ عورت کی ناک کاٹ لیا کرتے تھے اور اسی انداز کی سزائیں بابل، اشور اور قدیم ایران میں مقرر تھیں ــــ قدیم ہندوستان میں زانی کو لوہے کے پلنگ پر لٹا کر باندھ دیتے تھے اور اسے آگ میں جلا ڈالتے تھے اور عورت کو کتوں سے زچا پھڑوا کر تِکا بوٹی کروا دیتے تھے۔ رومی اور یونانی قوانین مرد کو یہ اختیار دیتے تھے کہ اگر وہ اپنی بیویوں کو کسی سے زنا کرتے دیکھ لیں تو وہ انہیں قتل کر سکتے ہیں ــــ ورنہ اس جرم کے بدلے میں زانی سے مالی جرمانہ وصول کر سکتے ہیں۔ مگر بعد میں چل کر قیصر اگسٹس نے اس میں ترمیم کی اور قانون بنایا کہ زانی مرد کی آدھی جائداد ضبط کر کے اسے ملک بدر کر دیا جائے، اور عورت کا آدھا مہر ساقط، اور اس کی بھی ایک تہائی

marfat.com

Marfat.com

جائداد ضبط کرلی جاتے پھر اسے بھی بے وطن کر دیا جاتے ـــــ اس کے بعد جب فلسطین کا دور آیا تو اس نے اس کی جگہ نیا قانون دیا کہ زانی اور زانیہ دونوں کو موت کی سزا دی جانے لگی۔ اسی طرح دوسرے بادشاہوں کے ادوار میں سزائے زنا رد و بدل ہوتی رہی۔

ہندو دھرم جو ذات پات کی خانہ گری میں یکتا ہے، اس نے بھی زنا کی قباحت کو تسلیم کیا ہے۔ اس کے لیے سزائیں مقرر کی ہیں مگر وہی نیچ اونچ کا فرق اس کے قانون کی اس دفعہ میں بھی نمایاں ہے۔

منو نے اپنی دھرم شاستر میں لکھا ہے۔

اپنی ذات کی کنواری لڑکی سے زنا کرنے والا اگر اس کی رضامندی سے زنا کرتا ہے تو اس پر کوئی سزا نہیں۔ لڑکی کا باپ اگر چاہے تو زانی اسے معاوضہ دے کر اس لڑکی سے شادی کرلے، ہاں اگر لڑکی کسی اونچی ذات سے تعلق رکھتی ہو اور مرد نیچ ذات کا ہو تو لڑکی کی سزا یہ ہے کہ اسے گھر سے نکال دینا چاہیے اور مرد کے اعضاء کاٹ ڈالنا چاہیے۔[۱۱۴]
اگر لڑکی برہمن ذات کی ہو تو یہ سزا زندہ جلائے جانے کی سزا میں تبدیل کی جاسکتی ہے۔[۱۱۵]
انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس، ایڈیٹ بائی، جیمس ہیسٹنگس کرائمز اینڈ پنشمنٹ کے تحت اسی موضوع پر طویل معلومات کے ساتھ یہ بھی درج ہے۔

دور قدیم میں قتل خطاء اور قتل عمد نیز دیگر جنایات میں فرق نہیں کیا جاتا تھا۔ پھر بھی اپنے قبیلے سے باہر چوری یا قتل معیوب تصور نہیں کیا جاتا تھا بلکہ بعض حالات میں اچھا جانتے تھے البتہ اگر انتقام کا خدشہ ہوتا تو برا سمجھا جاتا تھا۔ آگے چل کر جب اخلاقیات کا تصور پیدا ہوا تو قبیلے کے اندر اور باہر ہر جگہ اس کی برائی تسلیم کرلی گئی۔ (اسی میں آگے چل کر لکھا ہے) ملزم کی دولتمندی اور تنگدستی کی وجہ سے سزا میں فرق کیا جاتا تھا۔ البتہ بعد کے جرائم میں قتل کی سزا دی جاتی تھی۔ دوسری بار چوری کرنے میں انگلیاں کاٹ لی جاتی تھیں۔ اور تیسری بار چوری کرنے میں ہاتھ اور ہونٹ کاٹ دیئے جاتے تھے اور چوتھی بار چوری کرنے میں جان سے

marfat.com

Marfat.com

بار ڈالتے تھے۔ بعض قبائل میں جھوٹی گواہی دینے پر زبان کاٹ دی جاتی تھی، لیکن یہ عام دستور تھا کہ اعضاء کو نقصان پہنچانے میں قصاص بالمثل کا رواج تھا۔

بعض قبائل میں جادو، خون، محرمات کے ساتھ زنا، دین سے انحراف، بغاوت، زنا، اور چوری کی سزا جان سے مار ڈالنا تھا۔ قتل کی سزا کے مختلف طریقے رائج تھے جن میں بعض نہایت تحقیر آمیز اور عبرت ناک تھے۔ مثلاً سینے میں نیزہ مار کر ہلاک کرنا، آگ میں جلا ڈالنا، اوپر سے گرا دینا وغیرہ ....

عورتوں کی بے حرمتی اور ان کے حقوق کی پامالی کے بارے میں اسی میں ہے۔

..... قبائل میں عورت کو مرد کی جائداد سمجھا جاتا تھا اس لیے زنا کو ایک قسم کی چوری خیال کرتے تھے۔ اور بعض قبائل میں تو غیر عورت کو صرف ہاتھ لگانے کی سزا موت ہوا کرتی تھی۔ بعض قبائل میں زنا کے مجرم مرد کو مقطوع کر دیتے تھے، اور عورت زانیہ کے چہرے کو مسخ کر دیتے تھے اور بار بار زنا کے جرم میں ملوث عورت کو قتل کر دیا جاتا تھا.....

انسائیکلوپیڈیا کا مضمون نگار اس سلسلے میں چین کے قدیم قوانین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ چینی تہذیب میں قتل، زنا، چوری کے لیے مستقل قوانین کا نفاذ تھا۔ کوڑے مارنے کی سزا بھی رائج تھی جو بید سے دی جاتی تھی۔ چینی لوگ بید مارنے میں اتنے ماہر تھے کہ اگر چاہتے تو تین ہی کوڑے میں مجرم کی کھال ادھیڑ ڈالتے ــــــ اگر چاہتے تو ہزار کوڑوں سے بھی جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تھا۔ قتل، ڈاکہ، بغاوت، جعلی سکے بنانے اور آگ لگانے کی سزا موت مقرر تھی۔ بارہ سال سے کم عمر کی لڑکیوں سے زنا کرنے اور نمک اسمگل کرنے کی سزا بھی موت مقرر تھی۔ سزا کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ مجرم کو پنجرے میں بند کر دیا کرتے تھے مقتدر لوگوں کو سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں۔ عورتوں کو قید و بند کی سزا نہیں دی جاتی تھی البتہ شادی شدہ عورت زنا کرتی تو شوہر کو اجازت تھی کہ اسے قتل کر دے۔ [۱۶]

قوموں اور ملتوں پر جب تک الہامی اور آسمانی حقیقی تعلیمات کا اثر رہا، ان میں جرم

marfat.com

Marfat.com

کی قباحت پہنچانے اور سزاؤں میں شرائع کے مطابق فیصلوں کا عزم زندہ رہا ۔۔۔ حضرت خاتم المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت شرائع سابقہ اور انبیائے ماسبق کی تعلیمات کا حقیقی اُجالا دنیا میں کہیں موجود نہ تھا۔ آسمانی کتابیں اور صحائف محرف کی جا چکی تھیں۔ اور خدائی قوانین جو پیغمبروں کے ذریعہ عطا ہوتے تھے خاک تہذ یبوں کے انبار میں ڈوب چکے تھے۔ اس لیے ضرورت تھی اس بات کی کہ سنت ابراہیمی شریعتِ موسوی اور پیغام عیسیٰ مسیح نیز جملہ انبیاء مرسلین کی تعلیمات کو تکمیلی رنگ میں پیش کر کے رہتی دنیا تک کے لیے امن و سلامتی کی راہ دکھانے والی ذات جلوگر ہو، چنانچہ رحمۃ للعالمین بن کر سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے جن پر خدا کی آخری کتاب قرآن نازل ہوئی۔ آخری اور کامل دین، دینِ اسلام قیامت تک کے لیے جن و انس کے واسطے جامع الاصول بنایا گیا۔

یہود و نصاریٰ نے الٰہی قوانین کو مسخ کر ڈالا تھا۔ حضور خاتم پیغمبراں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے انھیں از سر نو زندہ کیا۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت براء سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا:

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک یہودی کے پاس سے گذرے، جس کا منہ کالا کر کے کوڑے مارے گئے تھے۔ آپ نے یہود کو بلا کر دریافت فرمایا، کیا تم زانی کی حد اپنی کتاب میں اسی طرح پاتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا ہاں۔ آپ نے ان کے علماء میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا۔ تمہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ (علیہ السلام) کو توراۃ عطا کی۔ کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی حد اسی طرح پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو میں آپ کو نہ بتاتا۔

نَجِدُ حَدَّ الزَّانِیْ فِیْ کِتَابِنَا الرَّجْمَ۔ ہم اپنی کتاب میں زانی کی حد رجم پاتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

لیکن جب ہمارے معزز لوگوں میں زنا کی کثرت ہونے لگی، اور معزز انسان زنا کرتا تو ہم اسے چھوڑ دیتے اور کمزور زنا کرتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ آخر ہم نے مل کر یہ مشورہ کیا کہ کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہیے جو شریف و رذیل پر یکساں جاری ہو سکے تو ہم نے رجم کی جگہ منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا شروع کیا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَكَ	یا اللہ! جس قانون کو انھوں نے مردہ کر
اِذَا اَمَاتُوْهُ وَ اَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ۔	دیا تھا، میں اسے سب سے پہلے زندہ
۱۵۵	کرتا ہوں۔ اور آپ نے اسے رجم کرنے
(الحدیث)	کا حکم دیا۔ تو اسے رجم کر دیا گیا۔

قصاص کے احکام توریت میں موجود تھے۔ قرآن مجید نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ	اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا
بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ	کہ جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے
بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ	آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان
بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۱۵۸	کے بدلے کان اور دانت کے بدلے
(القرآن)	دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں ہے۔

یہودیوں میں قصاص تھا، دیت نہیں تھی۔ جان کے بدلے جان، ــــــــ کان کے بدلے کان، آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، ہاتھ کے بدلے ہاتھ اور پاؤں کے بدلے پاؤں کا قانون رائج تھا۔ قتل عمد اور قتل خطاء میں فرق نہیں کیا جاتا تھا۔ ۱۵۹

تہمت ایمان اور شرافت کے ماحول میں عصمت و عزت بڑی چیز ہوتی ہے۔ پاکیزہ خصال زندگیوں کے لیے صاف و شفاف اجلے دامن جیسی ہوتی ہے۔ اب اگر اس پر کوئی بدباطن الزام تراشی کر کے گندا ظاہر کرنے کی جسارت کرے تو یہ بدترین فعل ہے۔

marfat.com

Marfat.com

شریعت کی اصطلاح میں کسی بھی مسلمان عاقل بالغ پاک دامن مرد یا عورت پر زنا جیسے گھناؤنے فعل کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں۔ [۳۰]

یہ ناپاک جسارت رب تعالیٰ کو بھی سخت ناپسند ہے۔ اسی لیے سُبّوح و قدوس پروردگار نے اپنے پارسا بندوں پر ایسا گھناؤنا الزام باندھنے والوں کے لیے اسی کوڑوں کی سزا مقرر فرمائی ہے۔

سورۂ نور میں ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ	اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں
ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ	پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسّی
ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً	کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو
اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا	اور وہی فاسق ہیں مگر جو اس
الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا	کے بعد توبہ کرلیں، اور سنور جائیں تو بے
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [۳۱] (القرآن)	شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آیت کریمہ میں اگرچہ صرف عورت پر الزام لگانے کی سزا کا ذکر ہے مگر کسی مرد پر بھی ایسا الزام لگایا جاتے تو اس کی بھی یہی سزا ہے۔ یہاں محصنٰت کا لفظ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ شانِ نزول کی بنیاد عورت تھی۔ کسی پارسا پاکدامن پر زنا کی تہمت لگانے والوں کو یہ تین بھاری سزائیں دی جائیں گی۔

۱۔ اسّی کوڑے لگائے جائیں گے۔

۲۔ اسے مردود الشہادۃ قرار دے دیا جائے گا۔

۳۔ وہ فاسق شمار ہوگا۔

حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدِ قذف مطالبہ پر مشروط ہے جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ مطالبہ نہ کرے تو

marfat.com

Marfat.com

قاضی پر حد قائم کرنا لازم نہیں۔

مسئلہ: مطالبہ کا حق اسی کو ہے جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ زندہ ہو اور اگر وہ مر گیا ہو تو اس کے بیٹے پوتے کو بھی ہے۔

مسئلہ: غلام اپنے مولیٰ پر اور بیٹا باپ پر قذف یعنی اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: قذف کے الفاظ یہ ہیں وہ صراحۃً کسی کو کہے کہ اے زانی، یا یوں کہے تو اپنے باپ سے نہیں ہے، یا اس کے باپ کا نام لے کر کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے، یا اس کو زانیہ کا بیٹا کہہ کر پکارے اور ہو اس کی ماں پارسا تو ایسا شخص قاذف ہو جائے گا۔ اور اس پر تہمت کی حد آئے گی۔

مسئلہ: اگر غیر محصن کو زنا کی تہمت لگائی، مثلاً کسی غلام کو یا کافر یا ایسے شخص کو جس کا زنا کرنا کبھی ثابت نہ ہو تو اس پر حد قذف ثابت نہ ہوگی، بلکہ اس پر تعزیر ثابت ہوگی۔ اور یہ تعزیر تین سے انتالیس تک حاکم شرع کی تجویز کے مطابق کوڑے لگاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے زنا کے سوا اور کسی چیز کی تہمت لگائی اور پارسا مسلمان کو اے فاسق، اے کافر، اے خبیث، اے چور، اے بدکار، اے مخنث، اے بددیانت، اے لوطی، اے زندیق، اے دیوث، اے شرابی، اے سود خوار، اے بدکار عورت کے بچے، اے حرام زادے اس قسم کے الفاظ کہے تو بھی اس پر تعزیر واجب ہوگی۔ [۱۲]

ایمانی اور اسلامی حیا ایک پاکیزہ ترین شے ہے جس کی جلوہ گری دین کی اساس میں شامل ہے اور بے حیائی، فحش کاری، شیطانی ہتھکنڈے ہیں جو افراد اور قوم کو تباہی تک پہنچا دیتے ہیں۔ آپ نے غور کیا کہ حد قذف کے ذریعہ رب کائنات انسانی معاشرہ میں پاکیزگی قلب و زبان کے کن نورانی جوہروں کو وا کرنا چاہتا ہے، اور پاکباز، نیک خصلت، ستھری زندگی کے معاشرہ میں الزام و اتہام کی نجس نایاں کھولنے والوں کو

marfat.com
Marfat.com

انہی تازیانوں کی سزا دے کر اولہان وافکار کو کس رخ پر لگانا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ اسی راہ پر جو اسلام کا مقصود، امن وسلامتی، اور انسان کو انسانیت عظمیٰ پر پہنچانے والی ہے۔

آئیے اس سلسلے میں ایک اور آیت قرآنیہ تلاوت کریں، رب العٰلمین جل مجدہٗ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ	جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بیحیائی
الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ	ان لوگوں میں جو ایمان لائے ان کے
عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ	لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت
وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔۔۔	میں اور اللہ تعالیٰ (حقیقت) کو جانتا
۔۔۔۔ ۳۴ (القرآن)	ہے تم نہیں جانتے۔

کسی پر لگائے ہوئے الزام کی تشہیر، جس کا کوئی تحقیقی ثبوت نہ ہو یہ بھی رب تعالیٰ کو حد درجہ ناپسند ہے، اور فحش کاری اور بے حیائی کی باتوں کو مشتہر کرنا سچے ایمان والوں کا طریقہ نہیں۔ رب تعالیٰ ایسے لوگوں کو دنیا وآخرت میں دردناک عذاب دے گا۔

موجودہ دور کی نام نہاد آزادی کے ماحول میں رہ کر لوگ انسانیت کی صحیح قدروں کو فراموش کرتے جا رہے ہیں۔ انسان کا انسان سے باہمی غلط اسلے کا تعلق بے وقعت سمجھا جانے لگا ہے۔ زبان، تحریر اور نت نئے طریقوں سے فاسد ومفسد جذبات کو ابھارنے اور عریاں فحش اور ننگے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا نام فیشن پڑ گیا ہے مگر الٰہی تعلیمات پر گہری نظر ڈالیے تو یہ سارے مہلک اور تباہ کن اعمال ہیں، جو انسان کو انسانی عظمت سے گرانے کے لیے ہیں۔ یہ سب وہی طور طریقے ہیں، جنھیں قرآنی زبان میں "خطوات الشیطٰن" یعنی شیطانی نقوش قدم قرار دیا گیا ہے۔

بخاری ومسلم میں روایت ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سات مہلک چیزوں سے بچو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا،

marfat.com
Marfat.com

کسی بے گناہ کو قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدانِ جہاد سے بھاگ اُٹھنا، پاک دامن انجان ایمان دار خواتین پر جھوٹی تہمت لگانا۔

حضرت حذیفہ راوی ہیں۔ رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کسی پاکدامن عورت پر بہتان لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے (رواہ الطبرانی)

پاک دامنوں پر الزام و اتہام رب تعالیٰ کو اس قدر ناپسند ہے کہ تہمت لگانے والوں کو دنیا و آخرت میں عذابِ شدید کی وعید سناتا ہے، اور اس روزِ قیامت سے ڈراتا ہے جب اس گھناؤنے مجرم کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں خود اس کے خلاف گواہی دیں گے اور ان کے جرموں کی دردناک سزا سنائی جائے گی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ	جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں
الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا	پر جو انجان ہیں ایمان والیاں ہیں ان پر
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ	پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے
عَذَابٌ عَظِیْمٌ یَّوْمَ تَشْهَدُ	لیے عذاب عظیم ہے۔ وہ یاد کریں اس دن
عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ	کو جب گواہی دیں گی ان کے خلاف ان
وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ	کی زبانیں، ان کے ہاتھ، اور ان کے پاؤں
یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ	ان اعمال پر جو وہ کیا کرتے تھے اس
الْحَقَّ وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ	روز پورا پورا دے گا اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ
الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ﴿۳۲﴾ (القرآن)	جس کے وہ حقدار ہیں۔ اور وہ جان لیں
	گے کہ اللہ تعالیٰ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے
	والا ہر بات واضح کرنے والا ہے۔

بے حیائی اور اس کی اشاعت

انسانی معاشرہ میں برائی اور فحاشی کے جراثیم پھیلانا بدترین جرم ہے۔ اس کی مثال ایسی

marfat.com
Marfat.com

ہی ہے جیسے کسی شہر میں پانی کی سپلائی کا ایک ہی ذخیرۂ آب ہو اور اس میں کوئی زہر گھول دے۔ اس ذخیرۂ آب سے پانی حاصل کرنے والے جہاں سب نقصان اور خسارے میں پڑیں گے خود زہر گھولنے والا بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ـــــ آج ہم دیکھتے ہیں کہ جنسی کتابوں رسائل اور فلمی اشتہاروں کو بہت فروغ مل رہا ہے۔ انسانی جذبات کے سوداگر یہ سب کاروبار حصول دولت کے لیے کرتے ہیں اور معاملہ یہاں تک پہنچا ہوا ہے کہ نفسانیت کے شعلے بھڑک بھڑک کر شہروں اور ملکوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔

حیا سوز تصویروں، کتابوں اور فلموں کے یہ سوداگر دراصل انسانی نسل کی تباہی کے محرک ہیں اس لیے کہ جس طبقہ میں خواہشات نفسانی کی تکمیل کے سوا اور کوئی مقصدیت اخلاق کی بنیادوں پر باقی نہیں رہتی زندگی کے میدان میں وہ بالکل کھوکھلا ہو جاتا ہے۔ خدا اور شیطان کی دو مختلف النوع راہوں میں یہ شیطانی راہ ہے۔ بے حیائی کی تحریک شیطانی تحریک ہے۔

رب تعالیٰ مسلمانوں کو خبردار فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا	اے ایمان والو! نہ چلو شیطان کے
خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ وَمَنْ یَّتَّبِعْ	نقش قدم پر اور جو چلتا ہے شیطان
خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ	کے نقش قدم پر تو وہ حکم دیتا ہے۔
بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ	(اپنے پیروؤں کو) بے حیائی کا اور
(القرآن)	بُرے کام کا۔

اور شیطانی داعیہ بعض اوقات اتنا مضبوط ہو کر اٹھتا ہے کہ دنیا کی مقدس شخصیتوں کو بھی اپنی کمینگی کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتا۔ چنانچہ تاریخ اسلام اور خود قرآن پاک شاہد ہے کہ مقدس ترین رسول سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت پر بھی بدباطنوں نے کیچڑ اچھالی۔ اور اس منافقانہ تحریک نے بڑھ کر کئی نیک صحابہ کے

marfat.com

Marfat.com

ذہنوں کو بھی خراب کیا اور اپنا ہمنوا بنایا ــــــ قابلِ غور بات ہے کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن جن کے مزکی و مطہر دامن سے دنیا کو طہارت و پاکیزگی کی خیرات تقسیم ہوئی جن کے معدودے زیادہ اُجلے آنچل میں انجم تاباں کی چمک ہے اور قیامت تک ہر نیوالی مریم صفت مومنات جن کی کنیزیں ہوں گی۔ ان پر تہمت لگانے کی جرأت کتنی عظیم تھی۔ مگر جن بدباطنوں نے یہ غلیظ جسارت کی وہ دنیا و آخرت میں رُسوا ہوئے۔ اور ام المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا کی طہارت و پاکیزگی کا خطبہ کلام اللہ کی زبان سے ہمیشہ پڑھا جاتا رہے گا۔ ابن ماجہ باب حد القذف میں خود انہی کی روایت موجود ہے۔ فرماتی ہیں:

جب میری براءت میں آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا اور قرآن کی آیات تلاوت کیں پھر نیچے اُترے اور دو مردوں اور ایک عورت پر حدِ قذف جاری کرنے کا حکم دیا تو ان پر حد لگائی گئی۔ ۱۲۶؎

حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قذف کے علاوہ اس کی حد کی حکمت پر یوں روشنی ڈالتے ہیں۔

تہمت میں دو باتوں کا اجتماع ہوتا ہے ایک تو دین کے اندر ضعف، دوسرے مقذوف (جس پر تہمت لگائی جائے) کے ساتھ عداوت، اور ان دونوں صفتوں کا مسلمان کی ایک جماعت میں جمع ہونا بعید ہے۔ شاید اسی لیے عادل پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ اس لیے کہ عدالت تمام حقوق میں معتبر ہے۔ پس تعارض کا کوئی اثر نہ ظاہر ہوتا اور کثرت کا نصاب شہادت سے دوچند کے ساتھ منضبط کیا گیا۔ اور حدِ قذف اسّی دُرّے مقرر کیے گئے اس لیے کہ زنا سے بہر حال اس کا گناہ کم ہے ۱۲۷؎ اس میں بھی جسمانی اور نفسانی دونوں قسم کی تکلیفیں اس طرح جمع ہو گئیں کہ دُرّے کے بعد ہمیشہ کے لیے اس کی شہادت کا عدم قبول قرار پایا (یعنی ہمیشہ کے لیے مردود الشہادۃ ہو گیا)۔

marfat.com
Marfat.com

چوری اسلام امن وسلامتی کا جو نظام قائم کرتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک دوسرے پر پورا پورا اعتماد کرے اور کسی کی بدنیتی اور رخنہ اندازی سے دوسرے کا سکون غارت نہ ہو، ہر ایک کی عزت و آبرو، جان و مال، سب کچھ محفوظ ہے۔ اور ہر شہری فارغ البال ہو کر بے خوفی کے ساتھ تعمیر انسانیت اور خدمت مخلوق میں منہمک ہو سکے۔ چور جس نے ایسے ماحول میں خبث باطن کا ثبوت دیتے ہوئے دوسرے کے محفوظ مال پر نیت خراب کی۔ گویا اس نے کامل ترین نظام کے قیام میں رخنہ ڈالا اور اعتماد کو مجروح کیا۔ لہٰذا دو جہتوں سے اس پر عبرت ناک سزا کا مطالبہ وارد ہوتا ہے۔ ایک تو اس شخص یا ادارہ یا محکمہ کی جانب سے جس کا اس نے چوری کیا ہے۔ دوسرے انتظامیہ کی جانب سے جو نظام اسلامی کے نفاذ پر متعین ہے۔ مستغیث کے جذبات کی تسکین کے لیے پہلی چیز تو یہ ہونی چاہیے تھی کہ اس کا تلف شدہ مال واپس ہوتے اور دوسری شے جس کا وہ اور اس جیسا ہر معزز شہری خواہشمند ہو گا یہ کہ ہم میں سے اب کسی پر دوبارہ ایسی افتاد نہ پڑے اور کوئی اس الجھن کا شکار نہ ہو۔ اس کے لیے ضروری ہوا کہ مجرم کو ایسی سزا دی جائے جو اس کے لیے ہمت شکن اور اس جیسا مزاج رکھنے والوں کے لیے عبرت ناک ہو۔ اسلامی حدود اور تعزیرات کے فلسفہ پر سرسری نگاہ ڈالنے والوں کو یہ نکتہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ کسی بھی حد کا نفاذ صرف دارالاسلام ہی میں ہو سکتا ہے ــــ جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں یا جہاں اکثریت میں ہونے کے باوجود ملکی طور پر قوانین اسلامیہ نافذ نہیں ہیں ــــ اور مسلمانوں کا کوئی امام نہیں ہے وہاں حد کا نفاذ نہیں ہوتا۔

علمائے اسلام میں سے احمد اور اسحٰق بن راہویہ اور اوزاعی وغیرہ ہم نے واضح طور پر لکھا ہے کہ مسلمانوں پر حد دشمنوں کی سرزمین پر نہ جاری کی جائے اور یہی قول ابوالقاسم خرقی نے اپنی مختصر میں نقل کیا ہے۔

فَقَالَ لَا يُقَامُ الْحَدُّ عَلَى مُسْلِمٍ — اور کہا کہ مسلمانوں پر حد دشمن کے ملک

marfat.com

Marfat.com

فِی اَرْضِ الْعَدُوِّ ۔ رواہ ابو داؤد — میں جاری نہ کی جائے گی۔ یہ روایت ابو داؤد کی ہے۔

وقال ابو محمد المقدسی وھو اجماع الصحابۃ۔ — اور ابو محمد مقدسی نے کہا کہ اس پر اجماع صحابہ ہے۔

موجودہ زمانے میں چوری جیسا جرم ایک دل چسپ عنوان بن گئی ہے، جس پر کتابیں، رسائل اور فلموں کو لوگ بڑی دل چسپی سے دیکھتے دکھاتے ہیں۔ ہیرے جواہرات کی چوری، بنکوں میں چوری، اور مختلف انداز سے چوریوں کا ایک طویل سلسلہ چل رہا ہے لیکن ماحول میں اس لعنت سے محض احتیاطی سائنسی آلات، پولیس اور خفیہ پولیس کی تدابیر مطمئن ہونے کے بجائے اگر اسلامی اور الہامی تعلیمات کی روشنی میں چوروں کی سزاؤں کا اہتمام کیا جائے تو یقیناً نجات کی راہ نکل سکتی ہے ——— چوری جیسی عادت بد سے لوگوں کو بچانے اور چوری کی وارداتوں سے [illegible]، شہروں اور افراد کو محفوظ رکھنے کا اسلامی قانون ملاحظہ کیجئے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۔ (المائدہ: ۳۸) [illegible]

سرقہ لغوی لحاظ سے [illegible] کسی خاص جگہ سے کسی خاص مقدار میں چرا لے گئے تو ہم سرقہ کہیں گے۔ تفسیر [illegible] اہل عرب سارق اس کو کہتے ہیں جو پوشیدہ طور پر کسی محفوظ جگہ میں پہنچ کر وہاں سے ایسا مال لے جائے جو مال اس کا اپنا نہیں، چور بھی کوئی پاگل، مجنون یا نابالغ نہ ہو، قحط زدگی یا کسی دوسری جائز خارجی بنیاد پر کسی کی کوئی چیز نہ لے لی ہو، بلکہ وہ عاقل و بالغ ہو، مال مسروقہ کے کل یا جزء کا مالک نہ ہو، مال مسروقہ کی قیمت ایک دینار یا دس درہم سے کم

marfat.com
Marfat.com

نہ ہو اور جہاں سے چوری ہوئی وہ محفوظ جگہ ہو، مثلاً مکان، دکان یا وہاں پہریدار مقرر ہوں۔ اس قسم کی اور بہت سی شرائط سے گذرنے کے بعد (جن کی تفصیلات کتب فقہ میں دیکھی جا سکتی ہیں) چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مال مسروقہ کی مالیت جو احادیث سے مستفاد ہے اس کے سلسلے میں فقہائے کرام نے مختلف رائیں قائم کی ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک کم از کم چوتھائی دینار کا مال ہونا چاہیے۔ امام مالک تین درہم اور حنفیہ دس درہم کی مالیت چوری کرنیوالے کو قطع ید کا حکم دیتے ہیں۔ حنفیہ کا قول مبنی بر احتیاط ہے۔

اس بارے میں حضرت علامہ الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

چوری کے سلسلہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چور کا ہاتھ ربع دینار سے کم کاٹا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مال مسروقہ اتنا ہو کہ ایک ڈھال کی قیمت ہو سکے تو ہاتھ قطع کرنا چاہیے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کے چرانے میں جس کا دام تین درہم تھا، چور کا ہاتھ قطع کیا، اور حضرت عثمان نے ایک اترج جس کی قیمت تین درہم تھی ہاتھ قطع کروایا تھا اور اصل یہ ہے کہ یہ تینوں مقداریں آپ کے زمانے میں ایک چیز پر منطبق تھیں۔ پھر آپ کے بعد اختلاف ہوا۔ بعض ربع دینار کے قائل ہوئے، بعض تین درہم کے، اور بعض نے اس مقدار کا اس طرح پر انضباط کیا کہ ان دونوں مقداروں میں کسی مقدار تک مال پہنچ جائے اور میرے نزدیک یہی ظاہر ہے اور اس مقدار کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ادنیٰ و اعلیٰ چیز میں فرق کر کے مقرر فرمایا ہے . . . کیونکہ مختلف بلاد میں ایک چیز کا نرخ مختلف ہوتا ہے۔ نیز اختلاف بلاد کے لحاظ سے نفاست و خساست میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ تو جو شئے ایک قوم کے نزدیک مباح و ادنیٰ ہے، دوسروں کے نزدیک قابل قدر ہے۔ لہٰذا ثمن کے لحاظ سے اندازہ کا لحاظ ضروری ہوا۔

اور کھڑے درخت کی لکڑی میں چور کا ہاتھ کاٹنا ممنوع ہے خواہ قیمت دس درہم

marfat.com

Marfat.com

ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پھل معلق ہیں ان میں قطع نہیں اور نہ ان مویشیوں میں قطع ید ہے جو پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ لہٰذا جب مویشی اپنے باڑے میں آجائیں اور جب پھلوں کو توڑ کر ڈھیر لگا دیا جائے اور ان کی قیمت ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے تو ان کے چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ میرا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جتلا دیا ہے کہ قطع ید میں مال مسروقہ محفوظ ہونا شرط ہے اور صحابہ سے مروی ہے کہ غلام اپنے مولا کا مال چرائے تو فرماتے ہیں

کہ وہ تیرا ہی مال ہے بعض بعض کے اندر ہے

تمام حدود کی طرح چوری کی حد کا معاملہ بھی یہ ہے کہ معاملہ جب قاضی شریعت کے پاس ثابت ہو گیا تو اس پر معافی کرنا ممنوع ہو گیا۔ سنن ابن ماجہ میں حدیث آئی ہے۔

حضرت صفوان بن امیہ مسجد میں سو رہے اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر۔ کسی نے ان کے نیچے سے چادر چرا لی۔ چور پکڑا گیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آنحضور نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ صفوان نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نہیں چاہتا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم نے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہ کیا۔

بعض کم اندیش قطع ید کی سزا کو غیر مہذب اور ستم والی گردانتے ہیں بعض لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ اسلام میں چھوٹی موٹی چوریوں کے لئے بھی احتیاج کی حالت میں دست درازی کرنے والوں کی رعایت نہیں دی گئی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں اسلام کے احکام کا نفاذ حالات اور ماحول کی پوری رعایت کرتا ہے۔ چور کا قطع ید بھی اس سے واصل ہمدردی ہی ہے جس کا ایمان سے بھرے سینوں نے خود اقرار کیا ہے

—— آئیے دیکھئے دورِ نبوی میں ایک شخص چوری کا جرم کر بیٹھتا ہے، اور پھر احساسِ جرم سے شرمندہ ہو کر حضور کی خدمت میں آتا ہے اور کہتا ہے:

marfat.com
Marfat.com

یارسول اللہ! میں نے فلاں شخص کا اونٹ چوری کر لیا ہے، مجھے پاک کر دیجئے۔ حضور نے ان لوگوں کے پاس آدمی بھیجا انہوں نے کہا ہاں ہمارا اونٹ گم ہوا ہے۔ حضور نے مجرم (عمرو بن سمرہ) کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ ان کا ہاتھ کاٹا گیا۔ ثعلبہ (راوی حدیث) کہتے ہیں، جب ان کا ہاتھ کٹ کر گرا تو میں انہیں دیکھ رہا تھا وہ کہہ رہے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ طَھَّرَنِیْ مِنْكَ — خدا کا شکر ہے اس نے تجھ سے مجھے

اَرَدْتَّ اَنْ تُدْخِلِیْ جَسَدِی — پاک کر دیا، تو چاہتا تھا کہ میرے پورے

النَّارَ ۱۳۱ — بدن کو دوزخ میں لے جائے۔

مجبوری کے حالات میں اگر کوئی کسی کی کوئی ایسی چیز لے لے جس سے وہ اپنی زندگی بچانے کا ارادہ کرتا ہے، یا ایسی ہی کوئی حقیقی حاجت ہے تو ایسے میں اس سزا کا نفاذ نہیں ہوتا۔ چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جب قحط پڑا اور لوگ بھوک و پیاس سے پریشان ہونے لگے، چوروں پر حد نہیں جاری کی ——— اسی طرح دورِ نبوی کا واقعہ ہے۔

عباد بن شرحبیل بیان کرتے ہیں مجھے فاقے نے ستایا تو میں مدینے کے ایک باغ میں گھس گیا، پھل توڑ لیے، کھائے اور باندھ کر لے چلا۔ باغ کے مالک نے مجھے پکڑ لیا اور مار پیٹ کر میرا کپڑا چھین لیا ——— مجھے لے کر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپ سے سارا ماجرا سنایا تو آپ نے اس سے فرمایا:

مَا عَلَّمْتَ اِذَا كَانَ جَاهِلًا وَلَا — اگر وہ جاہل تھا تو تم نے اسے سکھا نہیں

اَطْعَمْتَ اِذَا كَانَ — دیا، اور بھوکا تھا تو اسے آسودہ نہیں

سَاغِبًا۔ — کر دیا۔

آپ نے اس (باغ کے مالک انصاری) سے عباد کا کپڑا واپس دلایا، اور مجھے اپنے پاس سے ایک یا آدھا وسق کھانے کی چیزیں عطا فرمائیں ۱۳۲

marfat.com

Marfat.com

اسی طرح کا ایک واقعہ ابو داؤد اور ترمذی نے رافع بن عمرو سے نقل کیا ہے، انھوں نے کہا، میں ایک انصاری کے باغ سے ڈھیلے مار مار کر کھجوریں گرا رہا تھا۔ ان لوگوں نے مجھے پکڑ کر حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا حضور بھوک سے مجبور ہو کر، فرمایا ڈھیلے تو نہ مارا کرو۔ ہاں جو کھجوریں ٹپکی رہتی ہیں وہ کھا لیا کرو، خدا تعالیٰ تمہیں آسودہ کرے۔[۱۳۳]

ان دونوں واقعات میں حضور نے قطع ید کرنے کے بجائے ان کی مجبوریوں کا پورا پورا احساس کر کے ان کے ساتھ ہمدردی بھی فرمائی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا ـــــــ حاطب کے غلاموں نے مزنیہ کے ایک آدمی کی اونٹنی چرالی اور اسے ذبح کر کے کھا گئے۔ بیان سننے کے بعد سیدنا فاروق اعظم نے قطع ید کا حکم دیا۔ پھر تامل کے بعد حضرت حاطب سے کہا میرا خیال ہے تم غلاموں کو ٹھیک سے کھانے نہیں دیتے؟ یاد رکھو! اگر تم پر اتنا تاوان لگاؤں گا جو گراں پڑے گا۔ پھر اونٹنی والے سے اونٹنی کی قیمت دریافت فرمائی۔ اس کے جواب دینے سے قبل ہی اونٹنی چار سو درہم کی عرض کر کے اس کا دوگنا آٹھ سو درہم ادا کر آئے۔[۱۳۴]

ان اصولی واقعات سے یہ روشنی ملتی ہے [illegible] شریعت میں پوری کوشش کی جاتی ہے [illegible] ضروری وسائل حیات مہیا ہونے کے بعد سرکشی پر آمادہ ہو تو اس پر حد [illegible] ہوگی۔

شریعتِ موسوی میں چوری کی سزا

شریعت [illegible] ملتی ہے [illegible] کوئی شخص چور کو مار ڈالے تو اس کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا کتاب الخروج [illegible] ہے۔

اگر چور سیندھ مارتے ہوئے دیکھا جائے اور کوئی اسے مار بیٹھے اور وہ مر جائے تو اس کے لیے خون نہ کیا جائے گا۔[۱۳۵]

کتاب استثنار میں ایک جگہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اگر کوئی شخص اپنے بھائیوں بنی اسرائیل میں سے کسی کو چرانے میں پکڑا جائے اور اس کا بیوپار کرے یا اسے بیچ ڈالے تو چور مار ڈالا جائے اور تو شر کو اپنے درمیان سے دفع کرے[۱۳۶]

یہ حوالے اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ترمیم و تنسیخ سے ملوث ہونے کے باوجود بائبل کے اندر بھی چوری کی سزا کا اسلامی سزا سے سخت معیار دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ یہود اور نصاریٰ کا ان احکام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ——— اور اسلامی سزاؤں اور حدود الٰہیہ جو قرآن سے ثابت ہیں ان پر سب سے زیادہ واویلا مچانے والے موجودہ بائبل کے یہ علمبردار ہی ہیں۔

رہزنی و بغاوت

رہزنی کی سزا کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہوا ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا	کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے
الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ	اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان
يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ	کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا
يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ	سولی دیے جائیں یا ان کے ایک طرف
اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ	کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے
اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ	جائیں یا زمین سے دُور کر دیے جائیں
خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ	یہ دنیا میں ان کے لیے رسوائی ہے اور
عَذَابٌ عَظِيْمٌ[۱۳۷] (القرآن)	آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب۔

فقہائے اسلام اور مفسرین نے محاربین سے مراد اس ہتھیار بند گروہ کو لیا ہے جو خوب تیار ہو کر دارالاسلام کے لوگوں کو لوٹنے کے لیے ان کے ٹھکانوں، قافلوں، تجارت گاہوں وغیرہ پر حملہ کرتے ہیں۔ یہ حکم ہر اس گروہ کا ہے جو ایسی حرکت کرے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم (فقہاء حنفیہ شہر یا اس کے قرب میں ہونے والے حملوں کو اس میں داخل نہیں مانتے) ان کے لیے

marfat.com
Marfat.com

قرآن نے چار سزائیں سنائی ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ ملکی ترقی اور خوشحالی کے لیے امن وسلامتی کا ماحول ہونا ضروری ہے آمد و رفت، نقل و حمل میں کوئی خطرہ نہ ہو۔ مال و دولت اموالِ تجارت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے یا سفر کرنے میں حفاظت کا اطمینان ہو ——— اور اسلامی ریاست جہاں مسلمان تو مسلمان ذمی کی جان و مال عزت و آبرو بھی خدائی امانت ہے۔ اگر کوئی گروہ اسے نقصان پہنچانے پر کمربستہ ہوتا ہے تو یقیناً وہ خدا اور رسول سے جنگ مول لیتا ہے اسی لیے قرآن نے فرمان جاری کیا کہ ایسے لوگوں کو عبرت ناک سزا دو، اور یہ کام اسلامی ریاست کے ذمہ داروں کا ہے۔

۱۔ قتل کیا جائے۔ ۲۔ سولی دی جائے۔ ۳۔ دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔
۴۔ یا قید کر دیا جائے۔ جمہور کا خیال یہ ہے کہ سزا جرم کے لحاظ سے مختلف ہے اس لیے اگر انہوں نے قتل کیا تو وہ قتل کیے جائیں گے اور اگر قتل بھی کیا اور مال بھی لوٹا تو سولی دیے جائیں گے اور اگر صرف مال لوٹا تو ان کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا۔ اور اگر صرف دہشت گردی کی نہ کسی کو قتل کیا نہ مال لوٹا تو انہیں قید کیا جائے گا۔ دوسرے علماء مثلاً سعید ابن مسیب، عمر بن عبدالعزیز، مالک اور نخعی کا خیال ہے کہ ان چاروں سزاؤں میں سے امام وقت کو اختیار ہے کہ جو وقت کے مناسب سمجھے جاری کرے۔ (قرطبی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عرینہ کے کچھ لوگ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینہ آئے مگر مدینہ کی ہوا انہیں راس نہ آئی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم ہمارے صدقہ کے اونٹوں میں چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو تو اچھے ہو جاؤ گے۔ الغرض انہوں نے ایسا ہی کیا اور تندرست ہو گئے۔ تندرست ہونے کے بعد وہ مرتد ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور آپ کے اونٹوں کو پکڑ کر لے گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے

marfat.com
Marfat.com

کو آدمی بھیجے جو انھیں پکڑ کر لائے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی اور انھیں حرہ میں ڈال دیا گیا، وہیں وہ مر گئے۔[۳۰]

سزائے راہزن کے سلسلے میں شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

محاربت کا مدار ایک جماعت منظومہ سے قتال پر ہوتا ہے اور چوری کی حد اس حد کے مقرر کرنے کا سبب قوی تر ہے۔ بنی آدم کی بھیڑ میں خواہ مخواہ کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن میں خصلت سبعی کا غلبہ ہوتا ہے اور ان میں سخت جرأت و قتال کا مادہ ہوتا ہے جانی بربادی اور غارت گری میں بے باک ہوتے ہیں اور اس کی برائی چوری کی برائی سے زیادہ ہے کیونکہ لوگ اپنے اموال چوروں سے کسی طرح محفوظ بھی کر لیتے ہیں۔ مگر راستہ چلتے راہزنوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ اور ایسے میں حکام اور اہل انتظام اس وقت بآسانی ان کی مدد بھی نہیں کر سکتے اور ڈاکوؤں کو جو ارادہ انھیں اپنے کام (ڈاکہ زنی) پر آمادہ کرتا ہے وہ سخت تر ہوتا ہے، کیونکہ ڈاکو وہی شخص بنتا ہے جو دلیر اور قوی الجثہ ہو۔ نیز ان سب کا باہم اتفاق رہتا ہے (چوروں کے برخلاف) لہٰذا لازم ہوا کہ راہزن کی سزا چور سے سخت تر مقرر ہو، اور اکثر کے نزدیک سزا میں ترتیب کا لحاظ رکھنا چاہیے اور وہ قول اس حدیث کے موافق ہے لَا یُقْتَلُ الْمُؤْمِنُ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثٍ ....الخ[۳۱]

مکمل نظام اسلامی کا شعور رکھنے والا ان سزاؤں کو بھی سخت اور ظالمانہ نہیں کہہ سکتا، جس نظام رحمت میں انسانوں، حیوانوں، چرند پرند اور درختوں کے حقوق کی نگہداشت اور تمام انسانی طبقات کے جائز حقوق کی نگرانی کا بندوبست کیا گیا ہے وہاں کچھ بغاوت پیشہ لوگ سراپا امن و محبت کے ماحول کو پراگندہ کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں تو انھیں کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔

اخلاقی تعمیر اور انسانی روابط کو آخرت کی سرفرازی کا سودا قرار دینے والے مذہب نے سرکشوں کو قرار واقعی سزا دے کر پورے ماحول کو پاکیزگی بخشنے کا جو انتظام کیا ہے

marfat.com

Marfat.com

وہی فطری اور مؤثر ہے۔ اسلام ہمیشہ مجرم کو نہتا کرتا ہے اور جرم کو اس کی جڑوں کے ساتھ اکھیڑتا ہے اور آج کی متمدن دنیا میں جرائم کی زیادتی لیڈران ممالک کے لیے درد سر بن رہی ہے مگر بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جن علاجوں سے بیماریاں اور بڑھتی ہی جاتیں انھیں پر اصرار کیے جانا مریضوں سے ہمدردی ہے یا دشمنی؟ جرائم کی بہتات نے تمدنی اور ملکی ڈھانچوں کو لرزا کر رکھ دیا ہے۔ مگر خدا کے بندے خدائی قوانین کی طرف دھیان دینا گوارا نہیں کر رہے ہیں۔ ——— کسی ایک قاتل اور سفاک ظالم کے ساتھ ہمدردی ایک انسان کے مقابلے میں کبھی کبھی پورے پورے شہر اور ملک سے دشمنی بن جاتی ہے اور اسلام ادھر ایک مجرم کو قرار واقعی سزا تک پہنچاتا ہے تو دوسری طرف ہزاروں سروں سے سرکشی چوری ڈاکہ زنی کی ہوا خود بخود اترتی نظر آتی ہے۔

قتل

انسانی جان خداوند قدوس کی عطا کی ہوئی امانت ہے۔ اس موضوع پر کتاب کے باب اول میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن مجید نے متعلقات کی وضاحت فرمائی ہے۔ ان آیات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ سے استفادہ کر کے اسلام نے قوانین ترتیب دیے ہیں۔

قصاص کے بارے میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ	ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو
الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ	قتل کیے جائیں ان کا بدلہ لو
وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى	آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے
فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ	غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس
فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ	کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے
إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ	کچھ معافی ہو تو بھلائی سے تقاضا ہو
مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ	اور اچھی طرح ادا، یہ تمہارے رب کی

marfat.com
Marfat.com

بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝ (القرآن)

طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے، اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقل مندو! کہ تم کہیں بچو۔

قرآن مجید میں قصاص کا مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے۔ اس آیت میں قصاص و عفو دونوں کے مسئلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو قصاص و عفو میں مختار بنایا۔ چاہیں تو قصاص لیں، چاہیں تو معاف کر دیں۔

اس آیت کریمہ سے ہر قاتل بالعمد پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو، مسلمان کو یا کافر کو، مرد کو یا عورت کو، کیونکہ قتلیٰ جو قتیل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے۔ اں جس کو دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا۔ (احکام القرآن)۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا۔ اس جاہلانہ ستم رانی کے خلاف جو قدیم زمانے میں دنیا کے کچھ حصوں خاص طور پر عربوں میں رائج تھی کہ ایک کے بدلے دو کو یا غلاموں کے بدلے آزادوں کو یا عورتوں کے بدلے مردوں کو یا بجائے قاتل دوسرے بے گناہوں کو تہ تیغ کیا کرتے تھے، اسلام نے اس ظالمانہ بربریت کا خاتمہ کر دیا۔

خون ناحق کی ممانعت کے سلسلہ میں سورۂ اسراء میں ہے۔

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ

اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو، اور جو ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے، تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے

marfat.com
Marfat.com

منصوبہ ۱۰ (جمال القرآن) خون اس کا سدھ ہوتی ہے۔

خزائن العرفان میں ہے:

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قصاص لینے کا حق ولی کو ہے اور وہ بہ ترتیب عصبات ہیں اور جس کا ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی طرح ایک مقتول کے عوض کئی کئی کو یا بجائے قاتل کے اس کی قوم و جماعت کے اور کسی شخص کو نہ قتل کرے۔[۱۴۳]

دنیا میں اگر انسانی عزت ہو، مال و دولت یا کچھ بھی ہے ہر ایک سے افادہ و استفادہ کی صورت یہی ہے کہ انسانی جان محفوظ ہو۔ زندہ انسان ہی دنیا میں خیر و فلاح کے کام کر سکتا ہے اور شر و فساد کے خلاف جہاد کر سکتا ہے۔ نیز امن عالم اور تعمیر انسانیت کا کام کر سکتا ہے۔

انسانی خون کا احترام

اسلام نے انسانی جان کے ضیاع کو بدترین جرم قرار دیا ہے۔ آئیے انسان کے خون کی حرمت و احترام جاننے کے لیے ہم سنن نسائی کے ایک مستقل باب تعظیم الدم کی کچھ احادیث کا یہ زیر نظر کریں اس سے قبل مناسب ہے کہ سورہ نساء کی وہ آیات تلاوت کر لی جائیں جن میں خطا قتل کی دفعات اور خون مسلم کا احترام، نیز بالارادہ اہل ایمان کی خون ریزی پر غضب خداوندی و عذاب شدید بیان فرمایا گیا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ	اور مسلمان کو (حق) نہیں پہنچتا کہ
مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا	مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر اور جو
خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَ	کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو
دِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ	اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے
يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ	اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو سپرد

marfat.com

Marfat.com

عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّإِنْ كَانَ مِنْ
قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ
فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَ
تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ
لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝
وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا
فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا
وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ
وَأَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيمًا ۝
(القرآن)

کیا جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں، پھر اگر
وہ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے
اور خود مسلمان ہے تو صرف ایک مسلمان
مملوک کا آزاد کرنا اور اگر وہ اس قوم میں
ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے تو اس کے
لوگوں کو خون بہا سپرد کیا جائے اور ایک
مسلمان مملوک آزاد کرنا تو جس کا ہاتھ نہ
پہنچے (قابو نہ ہو) وہ لگاتار دو مہینے کے
روزے رکھے یہ اللہ کے یہاں اس کی
توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا
ہے اور جو کوئی مسلمان جان بوجھ کر قتل
کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں
اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب
کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے
تیار رکھا بڑا عذاب۔

بلا وجہ شرعی کسی بھی مسلمان کا قتل سخت ترین گناہ ہے۔ اس کا بدلہ جہنم ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا کا برباد ہونا اللہ کے نزدیک قتل مسلم کے مقابلہ میں ہلکا ہے مسلمان کے خون کی حرمت وعزت کعبہ سے زیادہ ہے۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ
الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَتْلُ مُؤْمِنٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا۔ (الحدیث)

صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ کے نزدیک مسلمان کا ناحق قتل کرنا تمام دنیا کے تباہ ہونے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں اس حدیث شریف کی اسناد میں ابراہیم بن مہاجر قوی نہیں ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ۔ (الحدیث)

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ کے نزدیک مسلمان کے ناحق قتل کرنے سے زیادہ حقیر ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا۔ (رواہ منصور)

جناب حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان کا قتل کرنا اللہ کے نزدیک دنیا کے تباہ ہونے سے بڑا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا۔

جناب حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان کا قتل کرنا اللہ کے نزدیک دنیا کے تباہ ہونے سے بڑا ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ

سیدنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ

marfat.com

Marfat.com

زَوَالِ الدُّنْيَا۔ | کے نزدیک تمام دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلٰوةُ وَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور سب سے پہلے لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَا يُحْكَمُ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي الدِّمَاءِ۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں کے قتل کا فیصلہ ہوگا۔

عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي الدِّمَاءِ۔

سیدنا حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي الدِّمَاءِ۔

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائیگا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى فِيْهِ بَيْنَ

سیدنا حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

الناس یوم القیامۃ فی الدماء۔

سب سے پہلے قیامت کے دن لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

عن عبد اللہ قال اول ما یقضی بین الناس فی الدماء۔

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یجیء الرجل آخذ بید الرجل فیقول یا رب ھذا قتلنی فیقول اللہ لہ لم قتلتہ فیقول قتلتہ لتکون العزۃ لک فیقول فانھا لی ویجیء الرجل آخذ بید الرجل فیقول ان ھذا قتلنی فیقول اللہ لم قتلتہ فیقول لتکون العزۃ لفلان فیقول انھا لیست لفلان فیبوء باثمہ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور کہے گا کہ اے پروردگار اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قاتل سے فرمائے گا تم نے اسے کیوں قتل کیا تھا، وہ کہے گا اس لیے کہ عزت تیری ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ تو میری ہی ہے۔ پھر ایک اور شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا کہ اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ رب العزت ارشاد فرمائے گا تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا، وہ کہے گا فلاں امیر یا بادشاہ کی حکومت جمانے کے لیے۔ پھر اللہ رب العزت فرمائے گا۔ فلاں شخص کے لیے عزت نہیں، چنانچہ وہ اس کا گناہ سمیٹ لے گا۔

marfat.com
Marfat.com

یعنی قاتل پر مقتولوں کے سب گناہ ڈالے جائیں گے۔ مقصود یہ ہے کہ سب قاتل پکڑے جائیں گے مگر وہ شخص بری ہوگا جس نے اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد میں کافروں کو قتل کیا۔

عَنْ جُنْدُبٍ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَجِیْءُ الْمَقْتُوْلُ بِقَاتِلِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیَقُوْلُ سَلْ ھٰذَا فِیْمَ قَتَلَنِیْ فَیَقُوْلُ قَتَلْتُہٗ عَلٰی مُلْکِ فُلَانٍ قَالَ جُنْدُبٌ فَاتَّقِھَا۔

سیدنا حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے فلاں شخص نے بیان کیا کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مقتول قیامت کے روز اپنے قاتل کو لے کر آئے گا اور عرض کریگا اے پروردگار اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا۔ وہ کہے گا میں نے اس کو فلاں شخص کی امداد اور سلطنت کے لیے قتل کیا۔ جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس سے بچو، کیونکہ مومن معاف نہیں ہوگا۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ اَمَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی اَنْ اَسْاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنْ ھَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ فَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ لَمْ یَنْسَخْھَا شَیْءٌ

سیدنا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے جناب حضرت عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان دونوں آیات کے متعلق دریافت کروں وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ میں نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس کو

marfat.com

Marfat.com

وَعَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ قَالَ نَزَلَتْ فِىْ اَهْلِ الشِّرْكِ۔

کہ آیت نے منسوخ نہیں کیا پھر اس آیت کو وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔

تو یہ اب سابقہ آیت کے خلاف نہ ہوگی، کیونکہ وہ مسلمانوں کے حق میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ قَوْمًا كَانُوْا قَتَلُوْا فَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا فَاَكْثَرُوْا وَانْتَهَكُوْا فَاَتَوُا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا مُحَمَّدُ اِنَّ الَّذِىْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِلٰى فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ قَالَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ شِرْكَهُمْ اِيْمَانًا وَزِنَاهُمْ اِحْصَانًا وَنَزَلَتْ يَا عِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ پہلے ایک قوم نے بہت خون کیے اور بہت بدکاری کی، وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ فرماتے ہیں اور جس چیز کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ بہت اچھا ہے کاش ہم کو ارشاد فرمائیے کہ ہم نے جو کام کیے ہیں کیا ان کا کچھ کفارہ بھی ہے (یعنی معاف ہو سکتے ہیں) تو اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے سیّاٰتھم حسنات تک یعنی وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے

marfat.com

Marfat.com

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الاٰية ۔

معبود کو نہیں پکارتے قرآن کی برائیوں کو اللہ رب العزت نیکیوں میں بدل دیگا۔ اور زنا کو پاک سے ، اور یہ آیت نازل ہوئی

یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم آخر تک ۔ یعنی اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے ـــــ اللہ رب العزت کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ اَتَوْا مُحَمَّدًا فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَ تَدْعُوْا اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَنَزَلَ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ۔

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مشرکین میں سے کچھ لوگ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے اور عرض کیا آپ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں اور جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ تو بہت اچھا ہے تاہم یہ ارشاد فرمائیے کہ ہم نے جو کام کیے ہیں کیا ان کا کچھ کفارہ بھی ہے ۔ (یعنی معاف ہو سکتے ہیں ۔ تو اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی ، وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۔ یعنی وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے قرآن کی برائیوں کو اللہ رب العزت نیکیوں میں بدل دے گا اور زنا کو پاک سے ، اور یہ آیت نازل ہوئی ، يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۔ آخر تک ، یعنی اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

عَنْ زَيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ نَزَلَتْ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا

سیدنا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل

marfat.com
Marfat.com

فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا ہوئی وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا
اَشْفَقْنَا مِنْهَا فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا۔
الَّتِيْ فِي الْفُرْقَانِ وَالَّذِيْنَ تو ہمیں خدشہ ہوا کہ مسلمان کے لیے ہمیشہ
لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ہمیشہ کے لیے جہنم ہے۔ بعد ازاں یہ آیت
وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ نازل ہوئی: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ
النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔

سورۃ فرقان کی آیت اگرچہ بظاہر مذکورہ بالا آیت کے بعد ہے اور اس سے قاتل کی توبہ کا مقبول و منظور ہونا معلوم ہوتا ہے تاہم یہ روایت اگلی دونوں روایات کے خلاف ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا۔ بعد میں نازل ہوئی۔ اس لیے سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت معارضہ سے سالم ہی۔ اور اسی پر اعتماد ہے۔ ۱۴۴

قصاص کا نفاذ بھی اور حدود کی طرح اسلامی مملکت کے سربراہ کا ذمہ ہے۔ اور قصاص کی فرضیت قاتل ہی پہ ہے کسی دوسرے پر نہیں، سورۂ بقرہ کی آیات ۱۷۸ اور ۱۷۹ مذکورہ بالا میں رب تعالیٰ نے اسی کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت امام ابوبکر جصاص رازی احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

جاہلیت میں لوگ قاتل کی بجائے غیر قاتل کو قتل کر دیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرما دیا۔ اسی مضمون کی وہ روایت بھی ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزِ قیامت ظالم ترین شخص تین ہوں گے۔

۱۔ وہ جو قاتل کی بجائے کسی اور کو قتل کرے۔ ۲۔ وہ جو حرم میں کسی کی جان لے۔ ۳۔ وہ جو عہد جاہلیت کا انتقام لے۔ ۱۴۵

مملکتِ اسلام میں حفاظتِ جان صرف مسلمانوں کے لیے نہیں ہے بلکہ ذمی اور مستامن

marfat.com
Marfat.com

اگرچہ کسی اور دین و مذہب سے تعلق رکھتا ہے اس کی جان بھی محفوظ رہتی ہے اور ذمی کو بھی اگر کسی نے قتل کیا تو اس سے بھی قصاص لیا جائے گا جیسا کہ باب عدل و مساوات میں ذکر ہوا۔ اسی باب میں شوافع حضرات حدیث رسول

لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ

کوئی مومن کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا

سے استدلال کر کے کافر کے بدلے میں مسلمان کے قتل کو جائز نہیں سمجھتے مگر

(جان کے بدلے جان) کا مفہوم عام ہے اور حنفیہ نے ارشاد رسول

أَنَا أَحَقُّ وَأَوْلَى مَنْ أَوْفَى بِذِمَّتِهِ [۱۲۶] — (میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کہ اپنے عہد و ذمہ کو پورا کروں۔

جب کہ حضور اقدس نے ذمی اور معاہد کے بدلے مسلمان کو قتل کر دیا) کو مستدل بنایا ہے جو اسلامی مساوات و عدل کی روح کے قریب تر ہے۔ اور حدیث اول کا نتیجہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حربی اور غیر معاہد کافر کے بدلے مسلمان قتل نہیں کیا جائے گا۔

ذمی اور مستامن، بیٹے کے بدلے باپ، غلام کے بدلے آقا اور زیردستوں کے قتل کی پاداش میں زبردستوں سے قصاص لینے کے لیے اسلامی قانون میں عدل نوازدفعات موجود ہیں۔ عدلت گستری کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوگی کہ رسول اکرم نے خود کو قصاص کے لیے پیش فرمایا۔ چنانچہ سنن نسائی "القصاص من السلاطین" حاکموں سے قصاص کے تحت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان منقول ہے۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِصُّ مِنْ نَفْسِهِ [۱۲۷] — میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے قصاص (بدلہ) دلاتے ہوئے دیکھا۔

آج بعض ملکوں میں قتل کی سزا منسوخ کر دی گئی ہے۔ اور وجہ نسخ یہ بتائی جاتی ہے

marfat.com
Marfat.com

قتل ہونے والا تو ہو چکا اب اس ایک جان کے عوض دوسری جان کو دینا کہاں کی دانش مندی ہے؟ مگر نفاذ امن میں بنیادی نقطے جس پر پچھلے صفحات میں جگہ جگہ تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ جمہوری حقوق کے حامیین (بزعم خود) قاتل کی جان بخشی کر کے کسی ایک جان پر احسان نہیں کرتے، بلکہ قتل و غارت گری اور شر و فساد، خون خرابہ کرنے والوں کو مزید جرائم کی تقویت پہنچاتے ہیں۔ بخلاف اسلامی قانون کے کہ وہ اولاً تو بنیادی تعلیمات کے لحاظ سے ہی ایسی سرشت کو پنپنے نہیں دیتا۔ قتل کرنا تو الگ، کسی کو ہتھیار سے ڈرانا ممنوع قرار دیتا ہے اور اگر کوئی عمداً کسی کی جان لے لیتا ہے تو اس کی جان بحق اللہ قانونِ اسلام لیتا ہے۔ اسی طرح ہزاروں قاتلین اپنے جرائم سے باز رہ کر اپنی اور جن کے سلسلہ میں وہ غلط منصوبے بنا رہے ہیں ان کی جان بچالیں گے۔ مجرموں کو نازخم سے پناہ دینا انسانیت کی خدمت نہیں بلکہ انسانوں کو تباہ و برباد کرنے والے انسان نما جانوروں اور زہریلے عناصر کو بڑھاوا دینا ہے کیا تاریخ موجودہ کا تہذیبی آتشیں قتال جمہوریت کے قائم گیروں کو نظر نہیں آتا۔؟

تاریخ اسلام کے اوراق میں سرکشی اور تخریب پسندی کا ایک نہایت دردناک باب ہے

——— حضرت سیدنا ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل باغیوں اور سرکشوں نے خلیفۃ المسلمین کے خلاف پورے مدینہ میں گھیرا کر کے قتل کا ہنگامہ بنا لیا تھا اور انتہائی دیدہ دلیری سے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اس موقع کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکان سے باہر سر نکالا، اور لوگوں کو قتل کا ذکر کرتے سنا۔ فرمایا کہ لوگ مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں، لیکن نہیں معلوم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں حالانکہ میں نے نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا فِي	مسلمان کا بجز تین امور کے قتل جائز
اِحْدَى ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنَى وَهُوَ	نہیں۔ ایک تو وہ شخص جو شادی شدہ ہو

marfat.com
Marfat.com

مُحْصِنٌ فَرُجِمَ اَوْ رَجُلٌ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ رَجُلٌ اِرْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ۔

کر زنا کرے، تو اسے رجم کیا جائے گا یا وہ شخص جس نے دوسرے کو قتل کیا ہو، یا وہ شخص جو اسلام کے بعد مرتد ہو گیا ہو۔

تو خدا کی قسم میں نے نہ تو زمانہ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ اسلام میں اور نہ کسی مسلمان کو قتل کیا ہے اور جب سے اسلام لایا مرتد نہیں ہوا۔ ١٢٨

مگر افسوس! کہ امام المسلمین کی اس فہمائش کا بلوائیوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور انہوں نے آپ کے دولت سرا میں داخل ہو کر جب کہ آپ تلاوت کلام اللہ میں مشغول تھے نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ارتداد اسلام ایک کائنات رحمت ہے جس نے اسے قبول کیا اس نے خود کو انعامات الٰہیہ اور نوازشات ربانی سے سرفراز کیا۔ یہی جبلّی اور فطری دین ہے، یہی کل عالمین کو پیدا کرنے والے خالق کا پسندیدہ مذہب ہے۔ اس میں لانے کے لیے کبھی کسی پر کوئی جبر نہیں بلکہ یہ دعوت عام ہے کہ فکر و تدبر سے کام لے کہ ہر انسان کو اسلامی اصول و مبادی سمجھنے کا موقع فراہم کیا جائے ـــــ قرآن کی روحانی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے پھر جس کو ہدایت مقدر ہے اور اس کا سینہ اس کو تسلیم کرے وہ ہمارا اسلامی بھائی ہو جاتا ہے۔ گویا اسلام میں داخلہ کے لیے کسی پر کوئی زبردستی کوئی جبر ہرگز نہیں۔ ہاں اگر کوئی مسلمان تھا۔ اس کے بعد اس سے منکر ہو کر مرتد ہو گیا تو اس کے لیے اب معافی کی کوئی راہ نہیں کیونکہ اس نے اپنی بدباطنی اور خبث طینت سے اسلام اور قوانین الٰہیہ کو مطعون کیا ہے، جو رب تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔ اسلام میں اس کی سزا قتل ہے۔

سنن ابن ماجہ باب المرتد عن دینہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ ١٢٩ جو دین کو بدل دے اس کو قتل کر دو۔

marfat.com
Marfat.com

ارشاد رسول اکرم ہے صلے اللہ علیہ وسلم

لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْ مُّشْرِکٍ اَشْرَکَ بَعْدَ مَا اَسْلَمَ عَمَلًا حَتّٰی یُفَارِقَ الْمُشْرِکِیْنَ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ۔

جو اسلام کے بعد مشرک ہو گیا اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ مشرکین سے جدا نہ ہو اور اسلام اختیار کر کے مسلمانوں میں شامل نہ ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں

اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ دین سے باہر ہونے کی سزا میں سختی لازمی ہے ورنہ جنگ دین کا دروازہ کھل جائے گا اور خشاء مبادی یہ ہے کہ ملت آسانی جبلی امر کی منزل میں ہو جائے جو کبھی جدا نہ ہو سکے اور ارتداد کا ثبوت خدائے تعالیٰ یا رسولوں کے انکار یا کسی رسول کی تکذیب سے ہوتا ہے یا ایسا فعل جس سے دین کے ساتھ صراحۃً استہزاء مقصود ہو اسی طرح ضروریات دین کے انکار سے ارتداد ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَطَعَنُوْا فِی الدِّیْنِ — اور انھوں نے دین کے اندر عیب لگایا

اور خالق ارض و سماء پر بہتان عظیم باندھنے والے ملک و دین پر چھینٹے کسنے والا ہے۔

اس لیے اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

شراب نوشی

شراب ام الخبائث ہے اسلام اس کا عادی بیمار خراب کو ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (القرآن)

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے (جوئے کے تیر) ناپاک ہیں شیطانی کام۔ ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔

marfat.com
Marfat.com

شراب کے خلاف مدتوں اور شدید جدوجہد اور کثیر اخراجات کے باوجود امریکہ اپنی شراب بندی کی مہم میں جب ناکام ہو گیا تو مجبوراً ۱۹۳۳ء میں شراب قانونی اجازت پا گئی ـــــ اسی طرح برطانیہ میں شراب نے ۱۹۲۶ء میں قانونی جگہ پالی اور آج تو امریکہ اور پورے یورپ میں شراب کی گنگا بہہ رہی ہے، اور قوم ہے کہ اس میں بہی جا رہی ہے کوئی تدبیر نہیں کہ اس سیلاب بلا، پر بندش لگائی جا سکے۔

اسلام نے عرب جیسی شراب میں ڈوبی ہوئی قوم کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لیے تدریجاً احکام نافذ کیے۔ ابتداءً کہا گیا۔

فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ؕ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا (القرآن) اس کے نقصانات اس کے نفع سے زیادہ ہیں۔

کچھ دنوں بعد حکم آیا:

وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى ؕ (القرآن) نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھا کرو۔

اہل فہم اتنے ہی پر اس عادت بد کو چھوڑ چکے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شراب کی حرمت پر صریح آیت کریمہ کے نزول کی دعا کیا کرتے تھے تا آنکہ آیت مذکورۃ الصدر نازل ہوئی اور مدینہ کی گلیوں میں منادی رسول نے جب حرمت شراب کا اعلان کیا تو نالیوں میں شراب برسات کے پانی کی طرح بہائی جانے لگی۔

حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

خدائے تعالیٰ نے اس چیز کو بیان فرمادیا کہ شراب میں دو قسم کی برائی ہے۔ ایک لوگوں کے لیے کہ شرابی لوگوں سے لڑتا، جھگڑتا اور ستاتا ہے، اور ایک برائی کا انجام اس کی تہذیب نفس کی طرف رجوع کرتا ہے، کیونکہ شارب الخمر حالت بہیمی کے اندر غرق ہو جاتا ہے اور اس کی عقل جس پر نیکی کا مدار ہے زائل ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ تھوڑی شراب بہت سی شراب کا شوق دلاتی ہے۔ لہٰذا سیاست امت کے لحاظ سے ضروری

marfat.com

Marfat.com

ہوا کہ حرمت کا مدار اس کے نشہ آور ہونے پر کیا جاتا ہے یہ دیکھا جاتا ہے کہ شرابی فی الحال نشہ کی حالت میں ہے یا نہیں؟

سرکار نے ارشاد فرمایا ہے۔

۱۔ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ۔ (الحدیث)

جس نے دنیا میں شراب پی اور شراب کا عادی ہو کر بغیر توبہ کیے مر گیا تو آخرت میں (شراب طہور) نہ پیے گا۔

میرے خیال میں اس کا سبب یہ ہے کہ جو کوئی صفت بہیمی میں غرق ہوا اور صفت احسان سے اس نے بالکل پشت پھیری وہ شخص لذائذ جنت سے محروم رہے گا۔ شراب کا عادی بہیمی میں غرق ہوتا ہے۔

۲۔ إِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ شَرِبَ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ۔ (الحدیث)

خدائے تعالیٰ پر اس بات کا عہد ہے کہ جو شخص نشہ آور چیز استعمال کرے گا خدا تعالیٰ اس کو طینۃ الخبال پلائے گا جو دوزخیوں کا نچوڑ ہے۔

۳۔ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةَ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ (الحدیث)

شرابی کی چالیس دن کی نماز خدا تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ پس وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی توبہ قبول فرمائے۔

اور حدود کی نسبت شراب نوشی کی حد کم ہونے کا سبب یہ ہے کہ اور معاصی میں اسی وقت فوراً نقصان موجود ہوتا ہے مثلاً کوئی کسی کا مال چراتا ہے یا رہزنی یا زنا کرتا ہے تو ان سب کے اثرات فوراً ظاہر ہوتے ہیں۔ شراب پینے میں فساد کا احتمال ہے مگر بالفعل فساد موجود نہیں ہوتا۔ اس واسطے شراب کی حد سو سے کم مقرر ہوئی۔ آنحضرت چالیس درّے

marfat.com
Marfat.com

اس واسطے مارتے تھے کہ اس میں قذف کا احتمال ہے۔

صحابہ کرام نے فساد کی زیادتی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شراب کی حد اسّی درے لگائی۔ اس خیال سے کہ قرآن میں جس قدر حدود مذکور ہیں۔ اسّی کی مقدار ان سب میں کمتر ہے۔ یا اس لیے کہ شرابی اگر خود زنا یا قتل نہیں کرتا تو اوروں کو اکثر زنا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اکثر کا حکم یقین کا ہوتا ہے۔......

حضرت علی مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے بھی شراب نوشی کی سزا اسّی ہی کوڑے کی تائید کی اور فرمایا:

فَاِنَّہٗ اِذَا شَرِبَ سَکِرَ وَ اِذَا سَکِرَ	جو شراب پیئے گا بدمست ہوگا جو بدمست
ھَذٰی وَاِذَا ھَذٰی اِفْتَرٰی فَجَلَدَ	ہوگا بک بک کرے گا جو بکواس کریگا
عُمَرُ ثَمَانِیْنَ۔	وہ بہتان طرازی کرے گا، لہذا حضرت
	عمر نے اسّی تازیانے لگائے۔

۴۔ دورِ نبوی میں ایک شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم ایسے علاقہ میں رہتے ہیں جہاں سردی بہت پڑتی ہے ہم لوگ وہاں شراب سے سردی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا، تم جو شئی پیتے ہو وہ نشہ آور ہے انھوں نے کہا ہاں، فرمایا اس سے بچو، انھوں نے عرض کیا ہمارے ہم وطن اسے تسلیم نہیں کرینگے فرمایا اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو ـــــ ایک شخص نے بطور دوا شراب نوشی کی اجازت چاہی تو آقا و مولا نے فرمایا، وہ دوا نہیں بیماری ہے۔

۵۔ خمر کا لفظ عرب میں انگوری شراب کے لیے بولا جاتا ہے مگر اس حکم میں ہر قسم کی شراب داخل ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرمادیا ہے۔

۶۔ ہر نشہ آور خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔ اور فرمایا ـــــ ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے اور مزید ارشاد فرمایا ـــــ میں ہر نشہ آور شئے سے منع کرتا ہوں۔

marfat.com

Marfat.com

اسی لیے ایک بھرے پُرے برتن کی طرح شراب کا ایک قطرہ بھی حرام و نجس ہے۔

۷۔ مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ۔ (الحدیث)

جس شئے کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی مقدار قلیل بھی حرام ہے۔

رسول اعظم واکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث جسے حضرت عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں۔ شراب کی مذمت میں بہت معنیٰ خیز ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

۸۔ لَعَنَ اللّٰہُ الْخَمْرَ وَشَارِبَہَا وَسَاقِیَہَا وَبَائِعَہَا وَمُبْتَاعَہَا وَعَاصِرَہَا وَمُعْتَصِرَہَا وَحَامِلَہَا وَالْمَحْمُوْلَۃَ اِلَیْہِ۔ (الحدیث)

اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر، اس کے پینے والے پر اور پلانے والے پر، بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور کشید کرانے والے پر اور پہنچانے والے پر اور اس پر جس کے لیے پہنچائی گئی۔

دورِ فاروقی میں ایک شخص کی دکان محض اسی لیے خلیفۃ المسلمین کے حکم سے جلادی گئی تھی کہ وہ خفیہ شراب بیچا کرتا تھا۔ اسی طرح آپ نے اس پورے علاقے میں آگ لگا دی جہاں شراب کی بھٹیاں قائم تھیں ——— اسی طرح شراب تیار کرکے لوگوں کو چوری چھپے سپلائی کرتے تھے۔ اگر کسی ناسور کو ختم کرنا ہے تو اس کی جڑوں پر تیشہ زنی ضروری ہے اسلام انہی اصولوں کا مجموعہ ہے۔

غور فرمایئے کہ انسان اور تمام مخلوقات میں اپنی عقل اور قوتِ فکریہ کے باعث ممتاز ہے۔ انسانی فکر کی صحیح رہنمائی سے جو منزل مقصود فطرتِ انسانیہ کو میسر آتی ہے وہ اسلامی طریقہ ہی ہے۔ قدم قدم پر فکر و عقل کے استعمال کی دعوت دینا اور جملہ موجودات میں مظاہرِ قدرت کی تلاش کرنا اور پھر اپنے خالق و مالک کی معرفت کا نور پایا جانا یہی ہے انسان کی آخری منزل کی کامرانی پھر یہ ستم کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے کہ جس صلاحیت کی بنیاد پر انسان سب پر فائق و برتر اور افضل ہے انسان کی اسی صفت کو مفلوج کردیا جائے۔ فکر و شعور پر پردہ

marfat.com
Marfat.com

پڑجانے کے بعد انسان اور عام حیوانوں میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا ——— اور اشرف المخلوقات انسان کا پیدا کرنے والا خدا اپنی اعلیٰ صنعت کو بربادی کی اس ذلت میں دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اس لیے اس نے نشہ آور تمام چیزوں کو حرام قرار دے کر انسانوں کی انسانی عظمت محفوظ رکھنے کا انتظام فرمایا ہے۔——— دنیا کو امن وسلامتی کی راہ پر رکھنے کے لیے اس علت بد سے نجات حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔

اسلامی سزاؤں کی حکمتیں

ارشاد رب العلمین ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا۔ (القرآن)

جو گناہ کرے اسے بقدر گناہ ہی سزا دی جائے۔

اور اسلامی قانون میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ چور نے چوری کی تو دو چار سو روپے کی اور سزا میں کاٹا گیا اس کا ہاتھ جو بیش قیمت اور انمول ہے۔ ایسا کیوں ہو۔

اس شبہہ کا جواب یہ ہے قطع ید مال مسروقہ لینے کی سزا نہیں ہے، بلکہ قانون شکنی کی سزا ہے جس انسان کا مال چور نے چرایا ہے وہ اسے لاکھوں روپے دے کر راضی بھی کرے تو بھی شرع حاکم اسلام ثبوت فراہم ہو جانے کے بعد ہاتھ ضرور کاٹے گا۔ کیونکہ قانون سب سے بلند ہے۔ اس کی سربلندی کے لیے سیکڑوں سرکش سر قلم کیے جاتے ہیں ——— کیا آپ نہیں دیکھتے کہ انسان کے اختراع کردہ قوانین پر حکومتیں چلانے والے اپنے قانون کی حفاظت کے لیے کتنے باغیانِ قانون کو قتل کر دیتے ہیں ؛ ——— اسلام تو خدائی قوانین کا مجموعہ ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے کیا کچھ جتن نہیں ہونا چاہیے۔؟

آیت قرآنیہ آخرت کے بارے میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو ایک نیکی پر دس گنا سے سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔ اور بدی اگر ایک ہوگی تو ایک ہی کا حساب ہوگا۔ اس میں زیادتی نہیں فرمائیگا۔

marfat.com
Marfat.com

اور آیت اگر دنیاوی سزا پر محمول ہے تو مثلہا سے شرعی مثل مراد ہے۔ شریعت اسلامیہ یعنی قانون الٰہی نے اس جرم کو ہاتھ کے مساوی قرار دے دیا، تو وہی اس کے مثل ہو گیا، کسی کو چون وچرا کا کیا اختیار؟ —— انسان کے خود ساختہ قوانین میں بھی تو اس کی مثال موجود ہے۔ چور کو سال دو سال جیل میں بند رکھتے ہیں، اس رخ سے سوچنے والا تو اس پر بھی اعتراض کر سکتا ہے کہ اس نے چوری تو ایک گھنٹہ یا چند گھنٹوں میں کی تھی۔ اس کے لیے ہفتوں مہینوں نہیں، سال دو سال کی سزا تو سراسر ظلم ہے۔ —— حامیان قوانین فوراً جواب دیں گے کہ ہمارا قانون یہی ہے اور قانون پر عمل ظلم نہیں ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر ہم بھی یہ عرض پرداز ہیں کہ سال دو سال جیل میں رکھ کر جب چور کو آپ چوری سے باز نہ رکھ سکے، اس قسم کے چور کا ہاتھ کاٹ کر اسلام نے ہزاروں چوروں کے دماغ سے چوری کا شیطان رفو چکر کر دیا اور قوم کو بے فکری سے سکون و طمانیت کی زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا۔

چور کا ہاتھ اگر اس لیے کاٹا جاتا ہے کہ ہاتھ ہی کے ذریعہ اس نے یہ جرم کیا ہے تو زانی کی سزا یہ ہونی چاہیے تھی کہ اس کا عضو تناسل کاٹا جائے۔ مگر اس کے بجائے اسے رجم اور تازیانے ملے، اس کی حکمت یہ ہے کہ چوری میں اصل جرم صرف ہاتھ سے ہوتا ہے اور بدکاری میں پورا جسم ملوث ہوتا ہے اور لذت اندوزی سارے بدن سے ہوتی ہے نیز جماع کی بنیاد منی پر ہے اور منی پورے جسم کے ہر عضو کے خون سے بنتی ہے —— لہٰذا سزا بھی ایسی ہی مطلوب تھی جس سے پورا جسم اذیت پائے۔ رجم کی حکمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ زانی اپنی غلط کاری کے باعث ایک نسل کو خراب کرتا ہے، ایک بچہ کو حرامی بناتا ہے اور حرامی بنانا ایک جان کی عظمت برباد کر لینے کے مترادف ہے۔ زانی نے محض کوئی چھوٹی سی غلطی نہیں کی بلکہ اس نے جو کام کیا اس سے ایک نسل ہلاک ہوتی۔ اور جان کا بدلہ جان ہی ہونا چاہیے۔

اغلام جو زنا سے بھی گھناؤنا جرم ہے اس میں سنگساری نہیں تعزیر ہے، کیونکہ وہ فی نفسہ بدترین گناہ ہے مگر اس سے نسل کی تباہی پر اثر نہیں پڑتا۔ لواطت کی تعزیر اس بے شرمی کے

marfat.com
Marfat.com

فعل کی وجہ سے ہے۔ جدید تحقیقات نے دلالت کر ایڈز جیسی مہلک بیماری کا اولین سبب ثابت کیا ہے اور اس سے اسلامی قوانین اور نظام حیات کی صداقت پر روشنی پڑتی ہے۔ غور فرمایئے جوا اور شراب یکساں حرام ہیں۔ مگر جوا کی کوئی سزا متعین نہیں۔ اور شراب نوشی پر اسی کوڑے تعزیر متعین ہیں۔ مگر اس کی حکمت ظاہر و باہر ہے کہ حرام ہونے میں دونوں یکساں ہیں۔ شراب کی قباحتیں متعدی ہیں، شراب ام الخبائث ہے، انسان نے جب شراب پی لی اور اپنی عقل پر پردہ ڈال لیا جوا اور اس قسم کے ہر کام اس کے لیے ہوگئے۔ جب سمجھنے بوجھنے کی صلاحیت ہی مغلوب ہوگئی، تو اب وہ ہر جرم کرسکتا ہے۔ اس لیے شراب نوشی پر سختی سے گرفت کی ہے۔ نگاہ حق بیں میسر ہو تو اسی طرح تمام حدود اللہ اور اسلامی تعزیرات میں حکمتوں اور مصلحتوں کے آبدار موتی جگمگاتے نظر آئیں اور دل کو دولت یقین نصیب ہو کہ امن عالم کی ضمانت صرف اسلامی قوانین میں ہے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

marfat.com
Marfat.com

حوالے

۱ — القرآن، البقرہ ۲/۱۷۹

۲ — سنن ابن ماجہ باب: ۱۳۴، اقامۃ الحدود جلد ۱، ص ۱۰۱،

۳ — سنن ابن ماجہ باب اقامۃ الحدود جلد ۱ ص ۱۰۲،

۴ — سنن ابن ماجہ باب اقامۃ الحدود جلد ۱ ص ۱۰۲،

۵ — القرآن، الحج ۲۲/۳۷

۶ — القرآن، طٰہٰ ۲۰/۱۴

۷ — مقدمہ حجۃ اللہ البالغہ للشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی علیہ الرحمہ (۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۶ھ) مطبوعہ لاہور ص ۲۱۔

۸ — الحد فی الشریعۃ ہو العقوبۃ المقدرۃ حقاً للہ تعالیٰ — ، الہدایہ مع الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ، لابی الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی الملقب برہان الدین علیہ الرحمہ (۵۱۱ھ تا ۵۹۳ھ) جلد ۲ ص ۳۴۶۔

۹ — عامۂ کتب اصول الفقہ

۱۰ — حجۃ اللہ البالغہ، ص ۶۱۷ و ۶۱۸۔

۱۱ — احیاء علوم الدین لحجۃ الاسلام امام ابی حامد محمد الغزالی علیہ الرحمہ (۴۵۰ھ تا ۵۰۵ھ) مطبوعہ لاہور جلد ۲ ص ۱۴۲

۱۲ — المستدرک للامام ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشاپوری (۳۲۱ھ تا ۴۰۵ھ) جلد ۲ ص ۱۵۹۔

۱۳ — صحیح البخاری کتاب النکاح باب ما یتقی من شؤم المراۃ

۱۴ — سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن/۳۰، باب فتنۃ النساء، جلد ۲، ص ۲۸۹

marfat.com
Marfat.com

۱۵ احیاء علوم الدین للغزالی جلد ۳، ص ۱۴۳، ص ۱۴۴

۱۶ القرآن، یوسف ۱۲/ ۲۴

۱۷ القرآن، النور، ۲۴/ ۱۲

۱۸ خزائن العرفان للعلامۃ السید محمد نعیم الدین المرادآبادی علیہ الرحمۃ (۱۳۰۰ھ تا ۱۳۶۷ھ) مطبوعہ دہلی ص ۵۰۹۔

۱۹ القرآن، النور ۲۴/ ۲۷

۲۰ القرآن، النور ۲۴/ ۵۹

۲۱ سنن ابی داؤد، باب الاستیذان

۲۲ القرآن، النور ۲۴/ ۳۰

۲۳ القرآن، النور ۲۴/ ۳۰

۲۴ مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۹

۲۵ " " ص ۲۰

۲۶ القرآن، النور ۲۴/ ۳۱

۲۷ " ، الاحزاب ۳۳/ ۵۵

۲۸ " ، " ۳۳/ ۳۲

۲۹ " " ۳۳/ ۵۳

۳۰ " " ۳۳/ ۵۴

۳۱ " ، النور ۲۴، ۵۹

۳۲ کنز الایمان ص ۵۱۱

۳۳ القرآن، النور ۲۴/ ۳۱

۳۴ کنز الایمان ص ۵۱۲

۳۵ القرآن، الاحزاب ۳۳، ۵۹

۳۶ " ، النور ۲۴/ ۲

۳۷ " ، " ۲۴/ ۲

۳۸ " ، " ۲۴/ ۳۲

۳۸/۱ " ، الاسراء ۱۷/ ۳۲

۳۸/۲ " ، النساء ۴/ ۱۵/ ۱۶

۳۸/۳ خزائن العرفان، ص ۱۱۸

۳۸/۴ القرآن، النور ۲۴/ ۲

۳۸/۵ جامع ترمذی جلد ۱، ص ۱۷۶، سنن ابن ماجہ باب حد الزنا ص ۱۰۵

۳۸/۶ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۲

۳۸/۷ جامع ترمذی جلد ۱، ص ۱۷۵

۳۸/۸ جامع ترمذی جلد ۱، ص ۱۷۵

۳۸/۹ حجۃ اللہ البالغہ، ص ۶۲۱

۳۸/۱۰ حجۃ اللہ البالغۃ ص ۶۲۱

۳۸/۱۱ ایضاً

۳۸/۱۲ ایضاً

۳۸/۱۳ ایضاً ص ۲۲

۳۸/۱۴ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

۳۹ احکام القرآن للقاضی ابی بکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العربی المعافری الاندلسی المالکی، المتوفی ۵۴۲ھ المطبعہ بمصر جلد ۲ ص ۸۳، الفتاوی الہندیہ (عالمگیری) جلد ۲ ص ۳۲۷، نولکشور الہدایہ جلد ۲ ص ۴۹۳، ۴۹۸ رشیدیہ، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع للعلامہ ابی بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی، المتوفی ۵۸۷ھ جلد ۷، ص ۳۳، ۳۴، المغنی للعلامہ موفق الدین ابی محمد عبداللہ بن احمد بن قدامۃ المتوفی ۶۲۰ھ مطبوعہ مصر، جلد ۱۰ ص ۱۶۹، الشرح الکبیر علی متن المقنع للعلامہ شمس الدین ابی الفرج عبدالرحمن بن ابی عمر محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی المتوفی ۶۸۲ھ المطبوعۃ بمصر جلد ۱۰ ص ۱۱۹۔

اور المغنی میں ہے:

اَلزَّانِی مَنْ اَتَی الْفَاحِشَۃَ مِنْ قُبُلٍ اَوْ دُبُرٍ جلد ۱۰ ص ۱۵۱، ترجمہ، قبل یا دبر کسی میں دخول کرنے والا زانی ہے۔

اور الشرح الکبیر للمقدسی میں ہے:۔

وحد اللوطی کحد الزانی۔

لواطت کرنے والے پر زانی ہی کی حد ہے

اور اسی میں ہے۔

وحدہ الرجم بکل حال جلد ۱۰ ص ۱۷۵)

ترجمہ: اور ہر حال میں لوطی کی حد رجم ہے اور یہی قول امام شافعی کا بھی ہے

اور انھوں نے فرمایا:

لا یرجم اللوطی الا ان یکون قد احصن

ترجمہ:۔ لوطی اگر محصن نہ ہو تو رجم نہیں کیا جائے گا۔ کتاب الام جلد ۷ ص ۱۶۹

۴۰ الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ص ۳۲۷، اور مقدسی کی شرح، الشرح الکبیر میں ہے۔

واقل ذلک تغییب الحشفۃ فی الفرج۔

۴۱ اس کی احادیث میں کئی مثالیں ہیں جیسے راوی حدیث یزید بن کبشہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حبشی کنیز پیش کی گئی جو ان دنوں دمشق میں عہدۂ قضا پر متعین تھے، انھوں نے کہا اے سلامہ! کیا تو نے چوری کی ہے کہہ دے کہ نہیں، اس نے کہہ دیا کہ نہیں، لوگوں نے کہا، اے ابوالدرداء، آپ اسے جواب سکھا رہے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا۔

اتیتمونی بامراۃ لاتدری ما یراد بھا لتعترف فاقطعھا۔ ترجمہ: تم ایک

marfat.com
Marfat.com

ایسی عورت کو لائے ، ہو جو نہیں جانتی کہ اس کے متعلق کیا ارادہ کیا جارہا ہے کہ وہ اعتراف کرے گی تو میں اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔ کتاب الآثار للامام محمد ص ۹۳۔

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ وہ ان دنوں امیر تھے فقال اسرقت؟ قل لا مرتین او ثلاثا۔ انھوں نے چور سے پوچھا کیا تم نے چوری کی (پھر خود ہی فرمایا) کہدے کہ نہیں ، یونہی دو یا تین بار فرمایا۔ التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر لابن حجر جلد ۲ ص ۳۵۷۔

۴۲ حضرت ماعز کا واقعہ حدیث کی تمام ہی کتابوں میں آیا ہے۔ یہاں جامع ترمذی سے حضرت ابو ہریرہ کی روایت نقل کی جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا۔ جاء ماعز الاسلمی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ قد زنی فاعرض عنہ ثم جاء من الشق الآخر فقال انہ قد زنی فاعرض عنہ ثم جاء من الشق الآخر، فقال یا رسول اللہ انہ قد زنی فامر بہ فی الرابعۃ، فاخرج الی الحرۃ فرجم بالحجارۃ فلما وجد مس الحجارۃ فر یشتد حتی مر برجل معہ لحی جمل فضربہ بہ وضربہ الناس حتی مات فذکروا ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ فر حین وجد مس الحجارۃ ومس الموت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھلا ترکتموہ۔

ترجمہ: ماعز اسلمی نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ انھوں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے آپ نے رخ پھیر لیا۔ پھر وہ دوسری طرف سے آئے اور عرض کیا کہ انھوں نے زنا کیا ہے آپ نے رخ پھیر لیا۔ پھر وہ دوسری طرف سے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے زنا کا ارتکاب ہوا چوتھی مرتبہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے رجم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انھیں پتھریلی زمین کی طرف لے جاکر سنگسار کیا گیا۔ جب انھیں پتھروں سے تکلیف پہنچی تو بھاگ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے اس کے پاس اونٹ کا جبڑا تھا اس نے اس سے ان کو دے مارا، اور لوگوں نے بھی مارا حتیٰ کہ فوت ہوگئے۔ لوگوں نے رسول اکرم صلے اللہ

marfat.com

Marfat.com

علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا کہ جب انھوں نے پتھر کی مار اور موت کی تکلیف محسوس کی تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا تم نے انھیں چھوڑ کیوں نہ دیا۔ ایک روایت میں ہے انھیں اپنی چادر میں چھپا کیوں نہ لیا جامع ترمذی ابواب الحدود۔ باب ۹۶۳ ماجاء فی درا الحد عن المعترف اذا رجع جلد ۱، ص ۷۱۲، ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۵۸۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں یہ الفاظ مبارکہ منقول ہیں۔

لقد تاب توبۃ لو قسمت علی امۃ محمد لوسعتھم۔ ترجمہ: انھوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے امت پر تقسیم کر دیا جائے تو کفایت کرے۔ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۱۹۔

۴۳ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع للامام مسعود الکاسانی جلد ۷، ص ۴۹۔ الفتاوی الہندیہ جلد ۲، ص ۳۲۷

۴۴ اختلاف الفقہاء، مصنفہ امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی المتوفی ۳۲۱ھ مطبوعہ اسلام آباد جلد ۱، ص ۱۴۳، بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۵۰۔

المختصر للقدوری ص ۱۸۵، ہدایہ جلد ۲، ص ۴۸۰، ۴۸۸۔ امام حسن بصری، حضرت حماد مالک، امام شافعی، ابو الثور، اور ابن المنذر کے نزدیک ایک بار کا اقرار بھی حد جاری کرنے کے لیے کافی ہے دیکھئے المدونہ جلد ۴، ۳۸۳۔ کتاب الام للشافعی، الشرح الکبیر للمقدسی جلد ۱۰، ص ۱۹۰، الجواہر النقی لابن الترکمانی المتوفی ۷۴۵ھ مع السنن الکبریٰ لابی بکر احمد علی البیہقی م ۴۵۸ھ دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن جلد ۸ ص ۲۲۵، ۲۲۸۔

۴۵ بخاری و مسلم و مسند الامام الاعظم ص ۱۵۰ تا ۱۴۱، سنن ابن ماجہ جلد ۱، ص ۱۰۳، ترمذی ابواب الحدود جلد ۱ ص ۷۱۱، ۷۱۲، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار، قاضی محمد بن علی محمد الشوکانی جلد ۱، المتوفی ۱۲۵۵ھ المطبوعہ بمصر جلد ۷، ص ۲۶۵، ۲۶۷، فتاوی قاضی خان جلد ۴ ص ۷۷۴، جلد ۲ ص ۴۰۸، ۴۰۹، اور الشرح الکبیر للمقدسی میں ہے ویعتبر فی الصحۃ الاقرارات یذکر حقیقۃ الفعل لتزول الشبھۃ اور امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

وقد جاء تلقین الرجوع عن الاقرار بالحد

marfat.com
Marfat.com

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن
الخلفاء الراشدین ومن بعدھم واتفق
العلماء علیہ ۔
ترجمہ :- حدود کے معاملہ میں اقرار سے رجوع
کی تلقین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور
حضور کے بعد اسی پر خلفاء راشدین کا عمل رہا ،
اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے ۔
ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ۔ ادرأوا الحدود عن
المسلمین ما استطعتم فان کان لہ
مخرج فخلوا سبیلہ فان الامام ان
یخطئ فی العفو خیر من ان یخطئ فی العقوبۃ
ترجمہ :- جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے
حدود کو دور کرو ، اگر اس کے لیے کوئی راستہ
ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو ۔ امام کا غلطی سے معاف
کر دینا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے ۔
ترمذی ابواب الحدود باب ما جاء فی درأ
الحدود ، جلد ۱ ، ص ۱۱/۱۲۷ ، مطبوعہ لاہور ۔
سنن ابن ماجہ میں ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ___ (روایت ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ) جہاں تک ہو سکے وہاں تک حدود
کو رفع کرو ، سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۱۰۳ ۔

۴۶ ___ بدائع الصنائع جلد ۷ ، ص ۶۱ ۔ ہدایہ جلد ۲ ،
ص ۴۸۸ ، القدوری ص ۱۸۵ ۔ الفتاوی الہندیۃ
(عالمگیری) جلد ۲ ، ص ۳۲۸ ۔ تلخیص الحبیر جلد ۴ ،
کتاب حد الزنا ۔

۴۷ ___ بدائع الصنائع جلد ۷ ، ص ۶۱ ، ہدایۃ جلد ۲ ،
ص ۵۰۱ ، الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ، ص ۳۲۸ ۔

۴۸ ___ احکام القرآن ، مصنفہ قاضی ابوبکر محمد
بن عبداللہ بن محمد معروف بہ ابن عربی م ۵۴۲ھ
مطبوعہ مصر جلد ۱ ، ص ۱۴۹ ، السنن الکبریٰ مصنفہ
ابوبکر احمد بن علی بیہقی ، متوفی ۴۵۸ھ مع الجواہر
النقی مصنفہ ابن ترکمانی متوفی ۷۴۵ھ ، مطبوعہ
دائرۃ المعارف العثمانیہ ، حیدرآباد دکن جلد ۸
ص ۲۳۰ ، ۲۳۱ ، بدائع الصنائع جلد ۷ ، ص ۴۹ ،
فتاوی قاضی خان جلد ۴ ص ۴۷۰ ، القدوری
ص ۱۸۵ ، ہدایۃ جلد ۲ ، ص ۴۸۰ ، الفتاوی الہندیۃ
جلد ۲ ، ص ۳۲۷ ، ابن قدامہ کی المغنی اور الشرح
الکبیر للمقدسی میں شہادت زنا کی یہ سات شرطیں
ہیں ۔

ان یکونوا اربعۃ ___ گواہ چار ہوں

marfat.com
Marfat.com

ان یکونوا رجالا کلھم سب مرد ہوں۔
الحریۃ ـــــ سب حر ہوں
العدالۃ ـــــ سب عادل ہوں
ان یکونوا مسلمین ـــ سب مسلمان ہوں
ان یعفوا الزنی ـــ حد زنا سے پاک ہوں
مجئ الشھود کلھم فی مجلس واحد۔
اور سب ایک ہی مجلس میں شہادت گزاریں۔
المغنی لابن قدامہ جلد ۱۰ ص ۱۷۵، ۱۷۶، الشرح الکبیر للمقدسی جلد ۱۰ ص ۱۹۵، ۱۹۸۔

۴۹ حدود کے باب میں شہادت کا حکم عام شہادتوں سے مختلف ہے۔ اس سلسلے میں لوگ بحث اگر ہی ہے اور حدود کی شہادتوں میں کس قدر احتیاط رکھی گئی ہے، وہ بھی حدود کو مصائب سے بچانے کی خدائی رحمت بھری اسکیموں میں سے ایک ہے۔ بدائع الصنائع جلد ۷ ص ۴۷ ص ۴۸، الفتاوی الہندیہ جلد ۲، ص ۳۳۳، الشرح الکبیر للمقدسی جلد ۱۰ ص ۱۹۹، ۲۰۰، بیہقی جلد ۸، ۲۳۴، ۲۳۵، کتاب الام للشافعی جلد ۶ ص ۱۲۲، ۱۲۳، المغنی للقدامہ جلد ۱۰ ص ۱۷۹۔

۵۰ ہدایہ جلد ۲ ص ۵۰۳، الفتاوی الہندیہ جلد ۲، ص ۳۳۵، بدائع الصنائع جلد ۷ ص ۴۹، فتاوی قاضی خان جلد ۴ ص ۴۷۸، اختلافی مباحث کے لیے ملاحظہ ہو کتاب الام للشافعی جلد ۷، ص ۴۱۔

۵۱ فتاوی قاضی خان جلد ۴، ص ۴۸۰، علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا کہ گواہوں کی حد قذف ماری جائے گی، یہی قول عبد اللہ بن حسن کا ہے ـــ اختلاف الفقہاء طحاوی جلد ۱ ص ۱۴۶

۵۲ فتاوی قاضی خان جلد ۴ ص ۴۷۷، الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ص ۳۳۳، بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۴۸۔

۵۳ الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ص ۳۲۷۔

۵۴ بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۴۸، ۴۹۔ بیہقی جلد ۸ ص ۲۳۵، فتاوی قاضی خان، جلد ۴ ص ۴۷۶، ہدایہ جلد ۲ ص ۵۰۱، ۵۰۲، الفتاوی الہندیہ جلد ۲، ص ۳۳۴۔

۵۵ ہدایہ جلد ۲ ص ۴۹۱، ۴۹۲، الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ص ۳۲۸، نیل الاوطار جلد ۷ ص ۲۵۶، ۲۵۹۔ المیزان الشرلیۃ الکبری للعلامہ عبد الوہاب الشعرانی جلد ۲، ص ۱۷۳، الشرح الکبیر

marfat.com
Marfat.com

المقدسی میں احصان کی سات شرطیں مرقوم ہیں
۱۔ الوطی فی القبل ۔ ۲۔ ان یکون فی النکاح ۔
۳۔ ان یکون النکاح صحیحاً ۔ ۴۔ الحریۃ ۔ ۵۔
البلوغ ۔ ۶۔ العقل ۔ ۷۔ ان یوجد الکمال فیہما
جمیعاً حال الوطء فیطأ الرجال العاقل الحر امراۃ
عاقلۃ حرۃ ، جلد ۱۰، ص ۱۵۸ ، ۱۶۱ ۔ یہی شرائط
المغنی للقدامہ میں بھی مرقوم ہیں اور بدائع الصنائع
میں آٹھویں شرط "الاسلام" کا اضافہ ہے جلد ۷
ص ۳۷ ۔

۵۶ الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ص ۳۲۸ ،
فتاوی قاضی خان جلد ۴ ص ۴۷۹ ، المدونۃ
الکبری للامام مالک بروایت امام سحنون تنوخی
عن الامام عبدالرحمن بن قاسم جلد ۴ ، ص ۳۹۰
واضح رہے کہ امام مالک عورتوں کی شہادت
کو احصان میں بھی قابل قبول نہیں سمجھتے ۔

۵۷ فتح القدیر للشوکانی جلد ۴ ص ۱۳۰ ،
بدائع الصنائع جلد ۷ ، ص ۵ ، فتاوی قاضی
خان جلد ۴ ص ۴۷۸ ، میزان الشریعۃ الکبری
ج ۲ ص ۱۷۳ ، ۱۷۴ ۔ الفتاوی الہندیہ جلد ۲،
ص ۳۲۹ ، احکام القرآن للجصاص الرازی
جلد ۲ ص ۲۰۵ ، ۲۰۶ ، کتاب الام للشافعی
جلد ۶ ص ۱۲۱ ، ۱۲۲ ۔ الرسالۃ للشافعی ص ۱۲۰،
۱۲۷ ۔

۵۸ ابن ماجہ باب النہی عن اقامۃ الحدود
فی المسجد جلد ۲ ، ص ۱۱۸ ، بدائع الصنائع جلد ۷
ص ۶۰ ، اختلاف الفقہاء للطحاوی جلد ۱ ،
ص ۱۴۹ ، کتاب الام للشافعی جلد ۷ ص ۱۰۵ ،

۵۹ احکام القرآن لابن العربی المعافری جلد ۲
ص ۸۴ ، ۸۵ ، الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ص ۳۲۹
بدایۃ المجتہد جلد ۲ ص ۳۶۶ ، المغنی ج ۲ ص ۱۴۷

۶۰ صحیح مسلم مع شرحہ للنووی جلد ۲ ، ص ۶۹ ،
نیل الاوطار جلد ۷ ، ص ۲۸۲ ، بدائع الصنائع جلد ۷
ص ۶۰ ، ہدایہ جلد ۲ ص ۴۹۰ ، فتاوی قاضی خان
جلد ۴ ص ۴۸۰ ، ۴۸۱ ، الفتاوی الہندیہ جلد ۲
ص ۳۲۹ ، قدوری ۱۸۵ ، کتاب الام جلد ۵
ص ۱۷۶ ۔

۶۱ القرآن ، البقرہ ۲ / ۱۴۰

۶۲ " " ۲ / ۲۸۲

۶۳ " ، الطلاق ۶۵ / ۲

۶۴ ترمذی ، ابواب الحدود ، باب
ماجاء فی درء الحدود جلد ۱ ص ۱۱ ، ۱۲ ،
مطبوعہ لاہور ۔

marfat.com
Marfat.com

اظہار جرائم کے بارے میں ارشاد رسول ہے:

من اتی شیئا من ھذہ القاذورات فلیستتر بستر اللہ فان ابدی لنا صفحتہ اقمنا علیہ کتاب اللہ۔ احکام القرآن للجصاص

ترجمہ: تم میں سے جو ان گندے کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کر بیٹھے تو اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپا رہے، لیکن وہ اگر ہمارے سامنے اپنا پردہ کھولے گا تو ہم اس پر قرآنی قانون نافذ کریں گے۔

۶۵ سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۰۳

۶۶ ایضاً

۶۷ ایضاً

۶۸ کنز العمال جلد ۳ ص ۸۶

۶۹ فتح القدیر جلد ۵ ص ۵

۷۰ القرآن، النور ۱۹/۲۴

۷۱ سنن ابن ماجہ، باب ۱۳۲ من اظہر الفاحشۃ جلد ۲ ص ۱۰۸

۷۲ احکام القرآن للجصاص جلد ۳، ص ۲۸۲

۷۳ احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲ ص ۸۸/ ۸۹/ فتوح البلدان للبلاذری ۳۵۳۔ تاریخ الطبری جلد ۴ ص ۲۰۷/ احکام القرآن للجصاص جلد ۳، ص ۲۸۲

۷۴ جامع ترمذی جلد ۱، ص ۲۶،

۷۵ کنز العمال جلد ۳ ص ۸۶

۷۶ کتاب الآثار للامام محمد، ص ۹۱

۷۷ کنز العمال جلد ۳ ص ۸۷

۷۸ جامع ترمذی باب ما جاء فی المرأۃ اذ استکرہت علی الزنا، جلد ۱ ص ۲۶، ۲۷،

۷۹ جامع ترمذی باب ما جاء فی الرجم علی الثیب کفارۃ لاہلہا جلد ۱ ص ۱۷،

۸۰ جامع ترمذی باب ما جاء ان الحدود کفارۃ لاہلہا جلد ۱، ص ۴۰،

۸۱ سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۱۱۵

۸۲ سنن ابن ماجہ باب تلقین السارق، ص ۱۱۷،

۸۳ حجۃ اللہ البالغہ للشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی، ص ۶۲۹،

۸۴ سنن ابن ماجہ باب الشفاعۃ فی الحدود جلد ۱، ص ۱۰۳/ جامع ترمذی جلد ۱ ص ۱۵،

۸۵ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۹

۸۶ سنن ابن ماجہ باب العبد یسرق جلد ۱ ص ۱۱۵

marfat.com
Marfat.com

۸۷ سنن ابن ماجہ باب لا یقام فی تمر ولا کثر جلد ۱، ص ۱۱۵

۸۸ سنن ابن ماجہ باب العبد یسرق جلد ۱ ص ۱۱۶

۸۹ محلی جلد ۱۱ ص ۱۵۸

۹۰ القرآن ، الفرقان ۲۵/۶۸

۹۱ " ، الممتحنہ ۶۰/۱۲

۹۲ " ، النساء ۴/۱۳

۹۳ تفسیر ابن کثیر جلد ۳، ص ۳۸

۹۴ مشکوٰۃ المصابیح، باب الکبائر

۹۵ " " " "

۹۶ صحیح البخاری باب اثم الزناۃ

۹۷ " " " "

۹۸ الترغیب والترہیب للمنذری ج ۳ بحوالہ موطا عن یحیی۔

۹۹ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحدود

۱۰۰ احیاء علوم الدین للغزالی جلد ۲، ص ۱۵۳

۱۰۱ احیاء جلد ۳، ص ۱۵۵

۱۰۲ القرآن، المومن ۴۰/۱۸، ۱۹

۱۰۳ " ، الانعام ۶/۶۰

۱۰۴ احیاء جلد ۳ ص ۱۵۸ مطبوعہ لاہور

۱۰۵ " " " "

۱۰۶ حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۴۵۰ مطبوعہ اصح المطابع، حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ لاہور ص ۱۰۸

۱۰۷ کتاب خروج باب ۲۲ آیت ۱۶، ۱۷

۱۰۸ استثناء، باب ۲۲ آیت ۲۸، ۲۹

۱۰۹ Arey namo P. 319, 320

۱۱۰ احبار، باب ۲۰ آیت ۱۰

۱۱۱ استثناء، باب ۲۲ آیت ۲۲

۱۱۲ استثناء، باب ۲۲ آیت ۲۳ تا ۲۶

۱۱۳ یوحنا، باب ۸ آیت ۱ تا ۱۱

۱۱۴ منو کی دھرم شاستر ادھیائے ۸ اشلوک ۳۶۵/۳۶۶

۱۱۵ منو کی دھرم شاستر ادھیائے ۸ اشلوک ۳۷۰۔

۱۱۶ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس / ایڈیٹ بائی جیمس ہیسٹنگیس ٹاپک کرائمس اینڈ پنشمنٹ جلد ۴۔

۱۱۷ سنن ابن ماجہ، باب رجم الیہودی والیہودیہ جلد ۲، ص ۱۰۷

۱۱۸ القرآن ، المائدہ ۵/۴۵

۱۱۹ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۴

۱۲۰ المراد بالاحصان باجماع العلماء ان یکون حراً عاقلاً بالغاً مسلماً عفیفاً غیر متہم بالزنا تفسیر مظہری" للعلامۃ ثناء اللہ

marfat.com

Marfat.com

الباقی بتی علیہ الرحمہ تحت آیت سورہ النور رقم ۲
۱۲۱ القرآن ، النور ۲۴/۲، ۵
۱۲۲ خزائن العرفان تحت آیت نور رقم ۲، ۵
۱۲۳ القرآن ، النور ، ۲۴/۱۹
۱۲۴ القرآن ، النور ، ۲۴/۲۴/۲۵
۱۲۵ " " ۲۴/۲۱
۱۲۶ سنن ابن ماجہ جلد ۱ ، ص ۱۱
۱۲۷ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۲
۱۲۸ القرآن ، المائدہ ۵/۳۸
۱۲۹ حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۴۴ ، ۲۲۶
۱۳۰ سنن ابن ماجہ باب ۱۵۹ من سرق من الحرز جلد ۲ ص ۱۱۶
۱۳۱ سنن ابن ماجہ باب السارق یعترف جلد ۲ ص ۱۱۵
۱۳۲ رواہ ابوداؤد والنسائی / جمع الفوائد جلد ۱ ص ۲۹۰
۱۳۳ رواہ ابوداؤد ونسائی / جمع الفوائد ، جلد ۱ ص ۲۹۰
۱۳۴ رواہ ابوداؤد ونسائی / جمع الفوائد ، جلد ۱ ص ۲۹۰
۱۳۵ کتاب خروج باب ۲۲ آیت ۲
۱۳۶ استثناء باب ۲۴ آیت ۷
۱۳۷ القرآن ، المائدۃ ۵/۳۳
۱۳۸ سنن ابن ماجہ باب ۱۵۱ من حارب وسعیٰ فی الارض فساداً ، جلد ۵ ، ص ۱۱۳
۱۳۹ حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۳۹
۱۴۰ القرآن ، البقرہ ، ۱۷۸/۲/۱۷۹
۱۴۱ الاسراء ، ۱۷/۳۳
۱۴۲ خزائن العرفان تحت آیت الاسراء رقم ۳۳ / ۴۱۳
۱۴۳ القرآن ، النساء ۴/۹۲/۹۳
۱۴۴ سنن نسائی ، باب "تعظیم الدم" - جلد ۳ ، ص ۸۵ تا ۹۰ ، مطبوعہ لاہور
۱۴۵ احکام القرآن للجصاص مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۵۶
۱۴۶ الدرایۃ فی تخریج الہدایۃ جلد ۲ ص ۲۶۳
۱۴۷ سنن نسائی ج ۲ ص ۳۱۶
۱۴۸ سنن ابن ماجہ الواب الحدود ، باب لا یحل دم امرء مسلم الا فی ثلاث جلد ۱ ص ۱۰۱
۱۴۹ سنن ابن ماجہ ، الواب الحدود ، باب لا یحل دم امرء مسلم الا فی ثلاث جلد ۱ ص ۱۰۱
۱۵۰ سنن ابن ماجہ ، الواب الحدود ، باب

marfat.com
Marfat.com

لا یحل دم امرء مسلم الا فی ثلاث جلد ا ص ۱۰۱	____ القرآن، النساء ۴/ ۲۳
____ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۹	____ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۷، ۶۲۸، ص ۶۲۹۔
____ القرآن، المائدۃ ۵/ ۹۰	____ القرآن، الانعام ۶/ ۱۶۰
____ " ، البقرہ ۲/ ۲۱۹	

marfat.com
Marfat.com

باب پنجم

اسلامی انقلاب امن اور مصائب رسول

مقاصد کی بلندی مصائب کی زیادتی کو مستلزم ہے۔ عالم انسانیت کو امن کا گہوارہ بنانے کا عظیم ترین مقصد لانے والے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام امنِ عالم کے اساسی مرحلوں میں خود کن جاں گسل مراحل اور مشکلات و مصائب کا سامنا کیا وہ بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ عام دنیاوی تحریکوں کے بانیوں جیسا نہ تھا بلکہ خالص اخلاقی اصولوں پر قائم تھا۔ اسی لیے آپ نے اپنی عملی زندگی میں زہرہ گداز تکالیف کو بھی نہایت خندہ پیشانی سے برداشت فرمایا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں:

وَاُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ مَالَمْ يُؤْذَ اَحَدٌ قَبْلِيْ بِهٖ (القرآن)	راہ خدا میں جس قدر مجھے اذیت دی گئی پہلے کسی اور کو ایسی تکلیف نہیں دی گئی۔

یہ معاملہ اس ذاتِ گرامی کے ساتھ روا رکھا گیا۔

— جس نے سارے اولادِ آدم کو امن و سلامتی اور اتحاد و محبت کا پیغام عطا فرمایا۔

— ذلت و نکبت کی زنجیریں جو رنگ، نسل، قومیت اور زبان کے نام پر عام تھیں۔ توڑ ڈالیں۔

— انسانیت کے نصف آخر (عورت) کو چوپایوں اور جانوروں کے قبیل سے نکال کر باوقار بنایا، اور حقوق قائم کیے۔

marfat.com
Marfat.com

غلامی کی لعنت سے انسانوں کو آزاد کر کے بنی نوع آدم کی عزت بڑھائی۔
جس نے انسان تو انسان حیوانوں، چوپایوں اور نباتات تک کے حقوق کی نگہداشت کی تعلیم دی۔
ظلم و بربریت اور خون ریزی جیسی لعنتوں کی جڑیں کاٹ ڈالیں۔
ایسا نظام محکم برپا کیا، جس کا نفاذ امن و سلامتی کی ضمانت، اور ظلم و تعدی کے خاتمے پر منتج ہوتا ہے۔
غزوۂ بدر میں خونریزی کرنے والے جنگی قیدیوں کے ہاتھوں میں بندھی ہوئی رسّی کی بندش سخت ہونے سے جس رسول رحمت کو رات بھر نیند نہ آئی۔
پیارے چچا حمزہ کے قاتل اور کلیجہ چبانے والی خاتون کو جنھوں نے یک لخت معاف کر دیا۔
تین تین روز تک شکم مبارک پر صبر کر کے پتھر باندھ کر جو امن و سلامتی کے کاموں میں شب و روز معروف رہا۔
دنیا والوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اس ذات گرامی نے اپنی رحمت و رافت کی چادر میں انہیں کس طرح چھپایا۔ یہ مناظر بھی نگاہِ عبرت کے لیے دیدنی ہیں۔

جب آپ نے اسلام کی دعوت دی

مکہ کے جاہلی ماحول میں جہاں نہ کوئی مکتب و مدرسہ تھا نہ دارالعلوم نہ ہی اسکول و کالج اور یونیورسٹی، رسولِ گرامی قدر حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طفلِ یتیمی اٹھائے ہوتے، محض ربانی حفاظت و صیانت پر پروان چڑھتے ہیں، مکہ کا ماحول زنا، شراب، فحش ناچ گانے اور جنگ و جدال کا ماحول ہے۔ مگر آپ ان سب منکرات سے الگ تھلگ، نہایت پاکیزہ اور روشن زندگی گزار رہے ہیں۔ اور چالیس سال کا طویل عرصہ اہل مکہ کی نگاہوں کے سامنے کھلی ہوئی کتاب کی طرح ہے جس کے کسی ایک لمحہ

marfat.com

Marfat.com

میں بھی آپ کا قدم استقلال شرافت و نجابت کے معیار سے فروتر نہیں ہوتا۔ اور جب وہ وقتِ سعید آن پہنچا کہ رب کائنات نے آپ پر نزول وحی کا سلسلہ شروع کیا اور ایک دن وہ بھی آیا جب توحید کے اعلانِ عام کا ربانی حکم آن پہنچا۔

سلسلۂ وحی کا آغاز ہونے کے بعد تین سال تک پیغمبر امن و سلامتی حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلام کی تبلیغ و اشاعت نہایت خاموش طریقہ پر کرتے رہے اس مدت میں متلاشیانِ حق کی تعداد تقریباً چالیس تک پہنچ گئی۔ اس دور میں حضرت ارقم کا مکان جو پہاڑی کے دامن میں تھا اسلامی تحریک کا مرکز تھا ـــــــ اسی الگ تھلگ معمولی گھر کی چار دیواری میں سابقین و اولین مقدس صحابہ نے اپنی ارواح و قلوب میں خدا کی توحید کا نور بسایا۔ اور برکات و حسنات نبوت سے دلوں کی دنیا میں انقلاب اعظم پیدا کرنے والی شعاعوں کا ظہور رہا۔ صحابہ کرام کفار قریش کی معاندانہ حرکتوں سے شکستہ خاطر ہو کر جب دار ارقم کے گھوارے میں قدم رکھتے اور ان کے قلوب و اذہان پر رحمت و رافت والے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وحی و الہام کی زبان سے مرہم رکھتے تو ان کی شکستہ ہمتیں جبلِ شامخ کی طرح مضبوط ہو جاتیں۔ افسردہ دلی ہمت و شجاعت میں بدل جاتی جب کوئی زبان و سنان کے زخم سے چک کر وہاں پہنچتا۔ اور نبوی ارشادات نے اپنے کرم خاص سے اندمال فرمایا۔ پھر وہ سُو جان سے قربان ہونے کا جذبہ پاکیا تھا کے گھناؤنے اور فاسد ماحول میں یہ مکان گویا امن و سلامتی کی تجلی بن کر ابھر رہا تھا سر جھید بادب انکسار و تواضع کے جھکتے مکان کے دروازے سے نکلتے۔ اور قرآن و نبوت کے انوار گھر گھر پہنچاتے۔ یہیں نماز باجماعت ہوتی، اور مزکی و مطہر رسول تطہیر قلوب فرما کر ایک پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل کے لیے افراد کی تراش خراش کرتے۔ تاکہ یہ دنیا میں امن و انسانیت کے ابدی پیغام کو پہنچانے کے لائق بن جائیں۔ صحابہ وہاں دل شکستہ آتے اور حوصلوں اور امنگوں سے سرشار لوٹتے۔ بے مایہ پہنچتے اور دین و دانش کا سرمایہ لے کر واپس

marfat.com
Marfat.com

آتے۔ زخم خوردہ آتے اور راہِ حق میں سربکف برآمد ہوتے۔ اس تین سالہ زمانے نے ایمان واسلام کی دولت سے سرفراز ہونے والے پہلے مقدس گروہ کو صحبت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کا گداز عطا کر کے انھیں توحید کے رنگ میں پختہ کر دیا۔

۹ قبلِ ہجرت / ۶۱۴ء تک اسلامی تحریک زیرِ زمین رہی اور اس کے بعد حق تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ	آپ کو خدا کی جانب سے جو حکم ملا ہے
عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ [۲]	اس کا اظہار کر دیجئے اور مشرکوں سے
(القرآن)	بے پرواہ ہو جائیے۔

اس سلسلہ میں دوسرے مقام پر ارشاد رب العالمین ہوا۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ	اپنے اہل قرابت کو عذاب الٰہی سے
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ	ڈرائیے اور جو مومن آپ کا اتباع کریں
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ [۳] (القرآن)	ان سے عجز و تواضع سے پیش آئیے۔

دعوتِ اسلام کا پہلا مرحلہ اسلام کے اعلانِ عام کا آغاز آپ نے اوّلاً اپنے دولت کدہ پر خاندانِ بنو ہاشم کو دعوتِ طعام کے ساتھ کیا تھا۔

دعوتِ طعام میں چالیس کے قریب افراد شریک تھے۔ ضیافت کے بعد آپ نے کچھ فرمانا چاہا مگر ابولہب کے طنز و تمسخر اور بیہودہ باتوں نے محفل کو بدمزہ کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے میں کوئی سنجیدہ گفتگو پیش کرنا خلافِ مصلحت سمجھا۔ اور دوسری شب پھر ضیافت کی۔ اور ارشاد فرمایا:

"میں خدا کی جانب سے وہ شئی لایا ہوں جو دین و دنیا دونوں کی جامع ہے۔ اس سے احسن و افضل چیز شاید ہی کوئی لایا ہو، مجھے پروردگارِ عالم کی جانب سے حکم ہوا ہے کہ آپ سب کو اس کی طرف بلاؤں۔ فرمائیے!

marfat.com

Marfat.com

"یہ اہم ذمہ داری نبھانے میں آپ حضرات میں سے کون میرا تعاون کرے گا۔؟"
محفل پہ سناٹا تھا، اور کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر اس سکوت کو مجلس کے سب سے کم سن حضرت علی بن ابی طالب نے توڑا۔

"یارسول اللہ! اگرچہ مجھے آشوب چشم ہے، اگرچہ میری ٹانگیں پتلی ہیں اور میں سب سے کم عمر ہوں، مگر میں آپ کا ساتھ دوں گا۔"

یہ سُننا تھا کہ سب مخالفین مذاق اڑانے لگے۔ اور طنز و تمسخر کے نوکیلے تیروں سے پیغمبر امن و سلامتی کو زخمی کرتے ہوئے چلے گئے۔ مگر مہبطِ وحیٔ ربانی ذات، ان کچوکوں اور ستم رانیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے رہ گئی۔

جبلِ صفا سے دعوتِ اسلام

اس کے بعد جب سورۂ حجر کی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوہِ صفا پر تشریف لے گئے۔ اور قریش کے قبائل کو نام بنام آواز دے کر بلایا اور لوگ جمع ہو گئے تو فرمایا۔

"اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ (کوہ صفا) کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کرو گے؟ ——— انھوں نے جواب دیا نَعَم مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا ——— ہاں! آپ ہمیشہ ہمارے تجربے میں سچے ثابت ہوئے۔ اس پہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میں تم میں نذیر (ڈر سنانے والا) ہوں، کہ تمہارے لیے سخت عذاب ہے۔ (اگر اسی طرح تم اپنے کفر پر قائم رہے) یہ سن کر ابولہب بڑبڑایا۔

تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا۔ تیرے لیے سارے دن موجبِ ہلاکت و بربادی ہوں کیا تُو نے ہمیں اسی واسطے جمع کیا تھا۔ اس کے بعد کفر و شرک کے علمبردار، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لعن طعن کرتے ہوتے

marfat.com
Marfat.com

منتشر ہو گئے۔ ۵

قابلِ غور ہے کہ ضلالت و گمراہی میں ڈوبی ہوئی قوم کس طرح حق و صداقت اور امن و محبت کے پیغام سے بدک رہی ہے۔ ان کے روبرو چالیس سالہ اسوۂ حسنہ روشنی کا تابناک مینار کھڑا ہے اور کوئی مشرک ثابت نہیں کرسکتا کہ پیغمبرِ امن و سلامتی نے خلافِ حق کوئی قدم اٹھایا ہو، یا کبھی ایک جملہ زبان سے نکالا ہو۔ بلکہ حرب فجار کے موقع پر انسانی خون کی بربادی سے اہل مکہ کو بچانے والے آپ ہی ہیں اور تعمیر خانہ کعبہ کے موقع پر جب حجر اسود کو اس مقام پہ نصب کرنے کا مرحلہ قریش کے قبائل میں انتشار افتراق کی بنیاد بنا ہوا تھا۔ اور ہر قبیلہ اس شرف کو حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کر رہا تھا، قریب تھا کہ تلواریں نیام سے باہر آجاتیں اور خون خرابہ ہو جاتا۔ امن و سلامتی کے داعی حقیقی نے تدبر و حکمت کے ذریعے اس مسئلہ کی بھی عقدہ کشائی فرمادی۔ الغرض اجتماعی و انفرادی کوئی ایسا مرحلہ نہیں، جب آپ کی ذات پر انگشت نمائی کی راہ وا ہوئی ہو۔ مگر وہی امین و صادق جب عالم غیب کے اسرار اور وحی الٰہی کا پیغام سناتا ہے تو ماحول آگ بگولہ ہو جاتا ہے۔

ان عام ذہنوں کے لیے بھی اس واقعہ میں بے پناہ عبرتیں ہیں، جو اسلام کو کسی دنیاوی تحریک کے رنگ میں دیکھتے ہیں کہ اس پیغام کا داعی سردار قبیلہ ہے اور نہ کوئی دولت و ثروت والا نہ ہی جاہ و منصب کا مالک، دنیاوی عوامل میں نہ اسے اپنے خاندان اور اہل قرابت کی تائید ہی حاصل ہے ـــــــ اور ایسا بھی نہیں کہ اس کے کوئی اولادِ نرینہ باقی ہو (معاذ اللہ) جس کے لیے وہ کوئی تحریک چلا رہا ہو۔ خاندان اور قبیلے میں جنھیں معزز خیال کیا جاتا تھا وہ کھلے بندوں مخالف ہو گئے۔ جو اہل ثروت تھے وہ دشمنی پر کمربستہ، جنھیں مکے کی سرداری حاصل تھی وہ مخالف تحریک کے سربرآوردہ ہاں محض تحریکِ امن و اسلام کی حقانیت اور صداقت کی کشش تھی جو صاف قلوب کو منور کرتی جارہی تھی۔

marfat.com

Marfat.com

معاشرتی مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ)

رسولِ اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انسانیت کے اخلاقِ عالیہ اور اوصافِ فاضلہ سے دنیا کو روشناس کرانے آتے تھے۔ اور جب روشن انقلاب رونما ہوتا ہے تو ظلمت کا وجود اس کی مخالفت ضرور کرتا ہے۔ آپ ربِ کائنات کے پیغامات میں مصروف تھے۔ اور ادھر امن وانسانیت کے دشمن آپ کی ایذا رسانی کے ہر ممکن راستے پر سرپٹ دوڑ رہے تھے متواتر مظالم سے تنگ آکر حکم ربانی کے مطابق مسلمانوں کے دو گروہ حبشہ ہجرت کر چکے تھے اور بیرونِ ملک بھی مکے کے سرداروں کو ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ ان متواتر شکستوں سے جزبز ہو کر مخالفین اپنی چیرہ دستیوں میں اتنے آگے بڑھ گئے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے حامیوں کا معاشرتی مقاطعہ (SOCIAL BOYCOTT) کر دیا۔ تحریکِ اسلام کو کمزور بنانے اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناکہ بندی کا یہ ہولناک پروگرام ہر سنجیدہ انسانی ضمیر کو جھنجوڑ دیتا ہے کہ امن و صداقت کی قندیلیں جب برآمد ہوتی ہیں تو شیاطین الانس والجن کی جانب سے کیسے کیسے طوفانی جھکڑ انہیں بجھانے کے لیے کمربستہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس ہولناک منصوبہ کو محرم سنہ نبوی ۷ھ میں تمام قبائل نے باتفاق مرتب کیا۔ بغیض بن عامر بن ہاشم نے اپنے ہاتھ سے اسے لکھا اور چاند رات کو خانہ کعبہ کی اندرونی دیوار پر آویزاں کر دیا گیا۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس ملعون تحریر کے کاتب کو رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل کی آہ لگ گئی۔ اور اس کے دونوں ہاتھ ہمیشہ کے لیے شل ہو گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ منصور بن عکرمہ نے لکھا تھا اور یہ واقعہ اس کے ساتھ پیش آیا۔

اس معاہدہ نے تمام قریشی قبائل کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے مؤیدین اور بنی ہاشم کے خلاف پابند کر دیا تھا کہ کوئی اس کی خلاف ورزی کر کے آپ کا حمایتی نہ بنے، نتیجتاً اسلام کی تحریک (معاذ اللہ) دم توڑ دے۔ خود بنی ہاشم کا فرد ابولہب وعبدالعزیٰ بن عبد المطلب

marfat.com
Marfat.com

اس کا مؤید تھا۔ اس معاہدے کی بڑی بڑی شقیں یہ تھیں۔

۱۔ اگر بنی ہاشم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہیں کرتے تو ان کا مکمل معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے۔

۲۔ ان سب کے ساتھ رشتے ناطے کے تعلقات کاٹ لیے جائیں۔

۳۔ ان کو نہ کچھ بیچا جائے نہ ہی ان سے کچھ خریدا جائے، اور نہ ان سے کسی چیز کا لین دین کیا جائے۔

۴۔ ان کے لیے کھانے پینے کی اشیاء فراہم نہ کی جائیں، اور فراہمی کا ہر راستہ بند کر دیا جائے۔

۵۔ ان سے میل جول ربط و ضبط کو یکسر ختم کر دیا جائے۔

۶۔ انہیں اس پہاڑی گھاٹی میں محصور رکھا جائے۔ گلی بازار میں گھومنے پھرنے نہ دیا جائے۔

زہرہ گدازیاں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے ہمنواؤں اور مؤیدین کے لیے یہ مقاطعہ نہایت زہرہ گداز، صبر آزما اور شکیب فرسا تھا۔ آپ اور آپ کے اہل بیت، صحابہ اور جانبازانِ رسول نیز آپ کی حمایت سے دست بردار نہ ہونے والے افراد بنو ہاشم ظلم کے اس شکنجے میں کسے گئے اور تین سال کا عرصہ آزمائش اور امتحان میں گزارا جس کا ہر دن روزِ ابتلا، اور ہر رات شب غم تھی۔ اسے بھی تائید ایزدی کہیں گے کہ اُم المؤمنین سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اس قیامت آشوب عرصہ میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی دولت و ثروت دل کھول نچھاور کی۔ ان لوگوں پر شہر کا دروازہ بند تھا اور باہمی تعلقات، خرید و فروخت، لین دین پر سخت پہرہ لگا ہوا تھا۔ ابوطالب کی گھاٹی میں شیدایان اسلام شمع رخ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد محصور رہے۔ البتہ سال بھر میں جب زمانۂ حج آتا تو قدیم اصول قریش کے مطابق ان محصورین پر سے بھی پابندیاں اٹھ جاتیں اور آپ باہر سے آنے والوں میں اسلام کی دعوت دے کر پہنچتے۔

marfat.com

Marfat.com

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ :۔

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ اور اعزہ کی یہ اسیری اور محبوسی کا زمانہ اتنا سخت تھا کہ محصورین پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا۔ ان لوگوں تک کھانے پینے کی چیزیں نہ پہنچ سکتی تھیں۔ کبھی کبھار کسی کے دل میں جذبۂ ہمدردی بیدار ہوتا اور ڈھکے چھپے غلہ یا خورد و نوش کا سامان کسی طرح پہنچا بھی دیتا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بہن کے لڑکے حکیم بن حزام بن خویلد ایک بار گیہوں کی ایک گٹھری ایک لڑکے کے سر پہ اٹھواتے گھاٹی میں پہنچے۔ ابوجہل بن ہشام نے دیکھ لیا، اور جھپٹا کہ تم ایسا نہیں کر سکتے ہیں مکہ والوں کو خبر کرتا ہوں، پھر نہیں رسوا ہونا پڑے گا۔ ابوالبختری نے سنا تو کہا، اس کی پھوپھی کا یہ غلہ میں نے بھیجا ہے، یہ میرے پاس رکھا تھا اسے لے جانے دو، مگر وہ نہیں مانا اور جھگڑا کرنے لگا ـــــــــ ابوالبختری نے غصے میں آکر اونٹ کی ہڈی دے ماری اور پیروں سے روند روند کر ابوجہل کو ادھ مُوا کر دیا۔ اور غلہ پہنچا دیا گیا۔"

مصائب کی بھٹی اور ایمان کا نکھار

تنگدستی اور بھوک پیاس کے غلبہ سے محصورین بے تاب تھے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا۔ ابوطالب کے ہاتھ بھی خالی ہو چکے تھے۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور صحابہ کرام بھی تنگ دست ہو چکے تھے۔ اور وادیٔ ابوطالب کے عقب سے بچوں کے رونے بلکنے اور آہ و زاری کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ کمزوری اور اضمحلال کے سبب لوگوں کا ایک دوسرے سے بات کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ اس عرصہ میں کسی کو اگر کوئی سوکھے چمڑے کا ٹکڑا مل جاتا تو وہ اسے چبانا شروع کر دیتا۔ بے آب و گیاہ علاقہ میں درخت اور گھاس بھی نہ تھی کہ اسے چک لیا کرتے۔ اس حالِ زار سے مکہ کے باضمیر اور وار دین کے قلوب پگھل رہے تھے۔ ادھر آزمائش اور فاقہ کشی کی بھٹی میں تپ کر اہل ایمان

marfat.com
Marfat.com

کے قلوب اور مجلّی اور مصفّٰی ہوتے جاتے تھے، عزم و استقلال کی شمشیر پر صیقل لگتا جاتا تھا۔ اور رہوارِ شوق حوصلہ مندی میں مزید ترقی کر رہا تھا۔ ایسے میں وحیِ ربانی نے سارے مصائب کی بیڑیاں کٹنے کا مژدہ سنایا کہ قریشی ظلم و تشدد کا جو عہد نامہ دیوارِ کعبہ سے لٹکا ہوا تھا اس پر قدرت نے دیمک مقرر کر دی تھی۔ جس نے ساری تحریر دل کو چاٹ ڈالا تھا۔ صرف ذکر اللہ باقی رہا ـــــ حی و قیوم خدا کا نام ـــــ جو لافانی اور لایموت ہے۔

ابو طالب نے حضور اقدس (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی زبانِ مبارک سے یہ مژدہ سنا تو قریش کے پاس گئے اور بطور چیلنج کہا کہ میرے بھتیجے نے یہ دعویٰ کیا ہے (اور یقیناً اس نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کہی)، اگر یہ بات سچی نکلی تو تم لوگ اس سلسلۂ ظلم و تشدد سے باز آجاؤ۔ اگر غلط ثابت ہوئی تو میں اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اس پر وہ کفار بولے کہ "اب تم نے کچھ انصاف کی بات کی ہے۔"

سب نے کعبہ میں داخل ہو کر دستاویز کو دیکھا تو فرمانِ رسالت مآب کے عین مطابق صرف نام پاک اللہ باقی تھا۔ اور کفار و مشرکین کی ساری تحریروں کو دیمک نے کھا لیا تھا۔ دشمنوں نے شرم و ندامت سے اپنی گردنیں خم کر لیں۔ قبائل قریش آپس ہی میں ایک دوسرے کو ملعون کرنے لگے۔ مطعم بن عدی، عدی بن قیس، زمعہ بن اسود، ابو البختری بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ ایک ساتھ ہتھیار لگائے۔ شعبِ ابی طالب میں آئے اور تمام محصورین کو اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لیے کہا۔ [۶]

ظلم و عدوان کا یہ سہ سالہ دَور بھی امن و انسانیت کے حقیقی پیامبر نے صبر و شکیب اور خندہ پیشانی سے گزار دیا۔ اور استقلال و عزیمت میں ذرہ بھر لرزش نہیں آنے دی۔

سیلابِ غم و آلام میں بھی	اسلام کی کشتی پار لگی!
طوفانِ عزائم کھو بیٹھا	موجوں کی روانی پست ہوئی	(بدرؔ)

marfat.com

Marfat.com

سفرِ طائف اور مصائب

رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سفرِ طائف بھی اخلاق سیرت میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ سفر آپ نے جمادی الآخرہ یا شوال (باختلافِ روایت) اعلانِ نبوت کے دسویں سال ۶۲۰ء کو کیا۔ یہ بھی مدِ نظر رہے کہ آپ کے سب سے اہم خاندانی پشت پناہ چچا ابو طالب اور رفیقۂ حیات ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ ماہ رمضان المبارک میں محض ۲ یا ۳ دن کے وقفہ میں انتقال کر چکے ہیں۔ اگر سفر طائف کے سلسلے میں شوال کی روایت کو تسلیم کر کے دیکھا جائے تو گویا مونس و غمخوار زوجہ اور مہربان چچا دونوں کی رحلت کا زخم ابھی تازہ ہی تھا۔ اور اس کے اندمال کے لیے ماہ و سال کا مرہم بھی فراہم نہیں ہوا تھا کہ اتنے میں مکے کی جاہلی سیاست نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا ـــــ وہ یہ کہ ابو طالب کی موت کے بعد مشرکین نے ابو لہب کو اپنا سرولید بنا لیا ـــــ اور ابو لہب نے قلمدانِ سیاست سنبھالتے ہی سب سے پہلا اقدام یہ کیا کہ ـــــ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بنی ہاشم کے زمرے سے خارج کر دیا ـــــ ابو لہب اور دار الندوہ پارلیمنٹ کا یہ فیصلہ وہاں کے مضطرب اور مظلوم اہلِ مسلمانوں اور خصوصاً رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں نہایت سنگین تھا۔ اس زمانے میں مکہ یا دوسرے مدن عرب میں کوئی باقاعدہ حکومت تو نہیں تھی۔ مگر قبائلی نظام نافذ تھا کہ ہر باعزت باشندہ کسی خاندان کا ممبر ہوتا۔ الیسا ہونے کی صورت میں اسے کوئی بھی قتل کر سکتا تھا یا غلام بنا سکتا تھا ـــــ ایسے شخص کی عزت، آزادی، مال و دولت گویا تمام حقوق غیر محفوظ ہوتے تھے۔ شعب ابی طالب سے نکلنے کے بعد ـــــ انسانیت اور امن کا منادی ـــــ ماحول کی ستم کیشی کے ہاتھوں ایک بے آب و گیاہ ویرانے میں آن پڑا تھا ـــــ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینے میں وحی الٰہی کی شعاعوں سے دھڑکنے والا دل عزم و استقامت کی کتنی عظیم صلاحیت رکھتا تھا کہ آپ بے چارگی و نامساعدت، آفتوں اور متواتر پریشانیوں سے شکستہ ہونے کے بجائے اپنی مشنریت کی تکمیل کے لیے جان کی بازی لگا دینے میں بھی دریغ نہیں فرماتے۔

marfat.com

Marfat.com

دشواریوں میں گھر کے مردان حق نیوش ✻ خون جگر پلاتے ہیں عزم سلیم کو (بدر)

ایسے زہرہ گداز حالات میں آپ نے مکہ ہی جیسے ایک دوسرے شہر (طائف) کے باشندوں تک،

طائف محلِ وقوع اور حالات

اسلام کا پیغام امن وسلامتی پہنچانے کا ارادہ فرمایا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ تھے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ طائف کے محلِ وقوع، تاریخ اور مذہبی حالات کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کر دی جائیں۔ —— شہر طائف مکہ سے جنوب مشرق سیدھے چل کر ۶۵ میل یعنی ۱۰۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر، منیٰ اور عرفات سے ہوتے ہوئے ملتا ہے۔ روایاتِ سیر بتاتی ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی راستے سے سفر بھی فرمایا تھا) یہ جبل السرات کے سلسلہ پر واقع پہاڑی شہر ہے۔ سطح سمندر سے اس کی بلندی پانچ ہزار فٹ بتائی جاتی ہے، موجودہ طائف کا اہم حصہ غزوان نامی پہاڑی پر آباد ہے۔ موجودہ طائف ہی کا ایک حصہ "مثناۃ" بھی ہے جو غزوان سے ڈھائی تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضور اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانے کا طائف وہیں تک تھا۔ یہاں دو باغوں کے اندر دو مسجدیں بنی ہوئی ہیں، ایک کا نام مسجد علی، اور دوسری کو مسجد الحبشی کہتے ہیں۔ شہر کا حسن اور زیبائش ان اونچی پہاڑیوں کے باعث دورِ قدیم میں بھی دل کش تھا۔ جو ہر چہار جانب سے اسے گھیرے ہوتے ہیں۔ پہاڑوں سے محصور اس مقام کو "وادیٔ وج" اور پہاڑ کو وج کہتے ہیں۔ طائف کی آب وہوا سرد وخشک ہے۔ باغات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ پھل فروٹ بہت ہوتے ہیں۔ انگور دورِ نبوی میں بھی یہاں خوب ہوتا تھا۔ اور یہیں سے مکہ کو بھیجا جاتا تھا۔ بارش بہت ہوتی ہے۔ سردی خوب پڑتی ہے کبھی برف بھی جمتی ہے۔ سردی کی شدت کے باعث یہاں کھجور نہیں پیدا ہوتی۔ ؎

دورِ جاہلیت میں مکہ ہی کی طرح طائف کو بھی مرکزیت حاصل تھی۔ سرداران مکہ اپنی

marfat.com

Marfat.com

خود سری ہیں اگرچہ کسی کو شمار و قطار میں نہیں لاتے تھے۔ مگر اہل طائف کو وہ اپنا ہم پلہ تسلیم کرتے تھے۔ اس کا ثبوت وہ قول بھی ہے جو حضور اقدس (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب کرتے ہوئے اہلِ مکہ نے اپنی طرف سے کہا، اور اسے قرآن نے محفوظ کیا ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝ (القرآن)

اور کہنے لگے یہ قرآن دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

اس میں "قریتین" سے مراد مکہ اور طائف ہے ــــــ عہد نبوی سے قبل "لات" بُت کی عبادت گاہ کی حیثیت سے بھی مشہور رہا۔ اس دور میں وہاں کا بااثر قبیلہ ثقیف تھا۔ طائف کے امرار دولت و ثروت اور خوشحالی کے سبب نہایت متکبّر اور خود سر تھے۔ اور جاہلانہ نظام جاگیرداری کی آلودگیاں ان کے رگ و پے میں رچی بسی تھیں ــــــ دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرنے کے لیے ہر دَور میں عمائدِ نمائندے وقت کے فرعون و نمرود سے نبرد آزما ہوتے آئے ہیں ــــــ اس سنت الٰہیہ کی بدرجہ اتم تکمیل سیرت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پائی جاتی ہے۔

شیشہ و تیشہ آپؐ نے سردارانِ طائف سے گفتگو کی، انھیں اسلام کا پیغام پیش کیا۔ عبدیالیل، مسعود اور حبیب فرزندانِ عمرو اس وقت سردار تھے۔ انھوں نے آپ کی دعوت اور تحریک پر غور و فکر اور تامّل و تدبر کرنے کے بجائے، استہزار اور تمسخر کا سلوک کیا۔ حقارت و ذلت سے اس رحمت کے پیغام کو ٹھکرایا ــــــ ان سرداروں کے علاوہ شہر کے بااثر لوگوں کو بھی آپ نے مخاطب فرمایا ــــــ مگر ــــــ اس وقت نرم و نازک نبوی اسلوب تخاطب کی پنکھڑیوں کا وار صاف و شفاف ہیروں پر نہیں تھا، بلکہ جاہلی نظام شرک و تعصب کی بھاری چٹانوں پر تھا۔ جنھیں آہنی ہتھوڑے ہی چور کر سکتے تھے، سردارانِ ثقیف میں ایک نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا:

marfat.com

Marfat.com

"کیا خدا کو اپنا رسول بنانے کے لیے تمہارے سوا کوئی اور نہیں ملا تھا۔؟"

دوسرے نے طنز کیا: ـــــ

بخدا! میں تو ہرگز تم سے بات نہ کروں گا۔ کیونکہ اگر تم اپنے دعویٰ کے مطابق خدا کے پیغمبر ہو تو پھر تمہاری شان اس سے بہت بلند ہے کہ میں تم سے بولوں۔

اور اگر تم خدا پر الزام لگا رہے ہو، تو بہتان طراز سے اور میں بات کروں؟"

الفاظ گفتگو کے ان تیروں پر ہی بس نہیں کیا ـــــ بلکہ تینوں سرداروں نے اوباش لڑکوں اور غلاموں اور غنڈوں کو منظم کر کے آپ کے پیچھے لگا دیا ـــــ جنہوں نے ہلہ بول کر آپ کو مارنا شروع کیا ـــــ کنکر، پتھر، اور گالی گلوچ کی بارش کی۔ اور شہر کے کنارے تک پہنچا کر، مارتے مارتے دیوار میں دھنسا دیا۔ جسم مبارک لہولہان ہو گیا۔ خون بہہ بہہ کر نعلینِ اقدس تک پہونچے ـــــ حتیٰ کہ پاؤں خون کی وجہ سے جوتوں میں چپک گیا ـــــ حضور اس ظلم و تشدد کے دوران زخموں سے چور ہو کر بیٹھ جاتے تو، وہ ظالم آپ کو زبردستی کھڑا کر دیتے تھے ـــــ اور طوفانِ بدتمیزی برپا کرتے۔ ـــــ

رسول اعظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر اس موقع پر جو تکلیفیں آئیں۔ اور قلب اقدس جس قدر مجروح ہوا، اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

عداس کا قبول حق

حضرت زید خود بھی چور چور تھے۔ جب بدقماشوں کا گروہ آپ کو گھیرا کر چلا گیا تو زید بن حارثہ نے آپ کو ربیعہ کے فرزندان عتبہ و شیبہ کے باغ میں ایک پیڑ کی چھاؤں تلے بٹھایا۔ سرکار کی یہ حالت زار دیکھ کر عتبہ و شیبہ جیسے سنگدل کفار کو بھی ترس آگیا ـــــ انھوں نے اپنے غلام عداس کو ایک طشت میں انگور رکھ کر بھیجا ـــــ عداس عیسائی تھا ـــــ اس نے جب انگور پیش کیے تو آپ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر تناول فرمایا ـــــ عداس کو یہ سن کر بہت تعجب ہوا۔ اس نے کہا یہاں

marfat.com
Marfat.com

کے لوگ تو ایسا نہیں کہتے ــــــ اس پر سرکار نے اس کا نام اور وطن دریافت فرمایا۔ اس نے اپنا نام لیکر بتایا کہ میں نینوی (موصل، عراق) کا باشندہ ہوں۔ میں عیسائی ہوں، سرکار نے فرمایا۔ تم برگزیدہ پیغمبر خدا یونس بن متیٰ (علیہ وعلیٰ نبینا السلام) کے ہم وطن ہو ــــ عداس اور متعجب ہوا، اور بولا آپ کو حضرت یونس (علیہ السلام) کے بارے میں یہ سب کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا وہ میرے دینی بھائی ہیں، وہ بھی خدا کے نبی تھے، اور میں بھی خدا کا نبی ہوں۔ عداس یہ سن کر جھک گیا اور عقیدت و محبت سے آپ کے سر مبارک، دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دینے لگا۔ عتبہ و شیبہ نے دور سے یہ منظر دیکھ کر آپس میں کہا۔ اس نے تو غلام کو برگشتہ کر دیا ــــ جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے عداس لوٹا، تو انھوں نے پوچھا۔ عداس تجھے کیا ہو گیا تھا کہ ان کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا ــــ عداس نے جواب دیا۔ اے میرے آقا! روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی نہیں ہے مجھے انھوں نے ایسی بات کی اطلاع دی ہے جسے نبی کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا۔ وہ بولے عداس تجھ پر افسوس ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں دین سے پھیر دیں۔ حالانکہ تیرا دین ان سے بہتر ہے۔

دعائے طائف

وادیٔ طائف سے زخمی ہوکر بحالت زار، خون چکیدہ لباس بہتے پر نعلین کے [illegible] زید بن حارثہ نے سنبھال کر جب آپ کو بٹھایا چہرہ مبارک کی خراشوں اور جسم اطہر کی جراحتوں، خون کے دھبوں پر نظر کی تو بلک گئے۔ اور عرض کی آپ ان کے حق میں بددعا فرمادیں، مگر رسول رحمت، مینار رشد و ہدایت، سراپا کرم و رافت صلے اللہ علیہ وسلم نے بددعا نہیں کی بلکہ یہ دعا مانگی۔

اے میرے اللہ! میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں اپنی کمزوری اور بے بسی کی، اور لوگوں میں ذلت و رسوائی کی، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے تو ہی ارحم الراحمین ہے۔ مجھے کس کے حوالے کرتا ہے۔ کسی اجنبی بیگانے کے جو مجھے دیکھ کر

marfat.com
Marfat.com

ترش رُو ہوتا ہے، منہ چڑھاتا ہے یا کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا ــــــ اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے، تُو مجھے کافی ہے، میں تیرے روئے تاباں کے طفیل جس سے تمام تاریکیاں روشنی میں بدل گئیں اور جس سے دنیا و آخرت کے سارے ہی کام درست ہو جاتے ہیں۔ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غضب ہو یا تُو مجھ سے ناراض ہو ــــــ تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب تک کہ تو راضی نہ ہو جائے اور سوائے اللہ علیٔ عظیم کے نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت، لہ

مطعم کی حمایت تاریخ طبری میں ہے کہ سفرِ طائف سے واپسی کے وقت راستے ہی سے آپ نے اخنس بن شریق اور سہیل بن عمرو سے یکے بعد دیگرے پچھوایا کہ تم لوگ مجھے اپنی پناہ میں لے سکتے ہو تاکہ میں مکہ میں اپنا دینِ حق جاری رکھ سکوں؛ مگر ان دونوں نے انکار کیا۔ آخر میں آپ نے یہی دعوت مطعم بن عدی کے پاس بھیجی۔ اس نے آپ کی پیش کش کو قبول کیا، اور پیغام بھیجا کہ آپ مکہ آجائیں۔ حضور کے مکہ پہنچنے کے بعد مطعم اپنے بیٹوں، بھائی بھتیجوں کے ہمراہ ہتھیار سے آراستہ ہو کر حرم میں داخل ہوا۔ اور اعلان کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ ان کا خون میرا خون اور ان کی عزت میری عزت ہے۔ اس طرح رسول اکرم (علیہ السلام) نے پھر مکہ میں اقامت اختیار کی ــــــ تاریخ انسانی کے متوقرین کی زندگیوں کے بالمقابل سیرت رسول اعظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درد و کرب کا مجموعہ دکھائی دیتی ہے۔

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے ✻ اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی (رضا)

ہجرت کے وقت کفار کی ستم رانیاں لہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر توڑے جانے والے مظالم کی

فہرست میں ہجرتِ مدینہ کے وقت کفار کے ہلاکت خیز منصوبے بھی ہیں۔

——— حکمِ خداوندی کے تحت اکثر بیشتر صحابہ مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔ قریش نے اندازہ لگا لیا کہ عنقریب آپ بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ کو اپنی تحریک کا مرکز قرار دیں گے اور انھیں اندیشہ تھا کہ ظلم و عدوان کے جو پہاڑ ہم نے رسول اکرم اور ان کے صحابہ (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم اجمعین) پر ڈھائے ہیں، مسلمانوں کی جڑیں مضبوط ہونے کے بعد ہمیں ایک ایک کا حساب چکانا پڑے گا۔ نیز جاہلی جلن اور حسد کی آگ انھیں اندر سے سلگا رہی تھی کہ جس چیز کو ہم محض معمولی پودا سمجھ کر اکھاڑ پھینکنے میں اپنا پورا زور صرف کر چکے آج وہ نہایت تناور درخت بننے جا رہا ہے ——— جنھیں ہم نے رسوا کرنے کی کوشش کی۔ وہ سارے مصائب و آلام کو روند کر عزت کی منزل پر گامزن ہوتے جا رہے ہیں۔

دارالندوہ کا ریزولیشن مکہ کی فضائے کش مکش میں اسلام نے جب اتنی مستحکم ترقی کی، تو جب کھلی فضا میں تعمیرِ انسانیت کا یہ پیغام نشر ہوگا پھر انہیں مسخر کرتے کتنی دیر لگے گی؟ ——— پھر ہمارا کیا ہوگا؟ ہمارے عہدوں، منصوبوں اور سیادت کی کرسیوں کا کیا بنے گا؟ ——— لہٰذا قصی بن کلاب کے گھر، جو قریشی سرداروں کا پارلیمنٹ ہاؤس تھا ——— جس کا نام دارالندوہ تھا اس میں ایک اجلاس بلایا گیا جس میں قریش کے سبھی قبائل کے نمائندوں نے شرکت کی۔ ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ عتبہ و شیبہ، فرزندانِ ربیعہ ——— بنو امیہ کی طرف سے
۲۔ امیہ بن خلف ——— بنو جمح کی طرف سے
۳۔ ابوجہل بن ہشام ——— بنو مخزوم کی طرف سے
۴۔ طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر ——— بنو نوفل کی طرف سے
۵۔ ابو البختری بن ہشام، زمعہ بن اسود اور حکیم بن حزام ——— بنو اسد بن عبد العزیٰ کی طرف سے
۶۔ نضر بن حارث بن کلدہ ——— بنو عبد الدار کی طرف سے

marfat.com
Marfat.com

۷۔ تیبہ اور منبہ فرزندانِ حجاج ــــــــــ بنو سہم کی طرف سے

اس مجلسِ شوریٰ کے اندر رحمیِ زعمانِ شعب ابی طالب اور قبیلۂ بنی ہاشم سے خارج کرنے ہی جیسی نہایت خطرناک اور ہولناک تجزیزیں سامنے لائی گئیں۔

۱۔ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو پابجولاں کر کے کسی تیرہ و تار مقام پر قید کر دیا جائے۔

۲۔ آپ کو جلا وطن کر دیا جائے۔

۳۔ آپ کو قتل کر دیا جائے۔

آخری تجویز پیش کرنے والا مشہور دشمنِ رسول ابو جہل تھا۔ اس آخری تجویز ہی کو باتفاقِ رائے منظور کر کے اس پر عمل درآمد کرنے کا طریقہ یہ ہوا کہ تمام قبائل سے ایک ایک جوان کا انتخاب ہو۔ وہ لوگ رات بھر آپ کے گھر کا محاصرہ کیے رہیں۔ اور جب آپ باہر نکلیں تو سب مل کر یکبارگی حملہ آور ہوں، اور آپ کا کام تمام کر دیں۔

اس طرح آپ کے خونِ ناحق کے چھینٹے تمام قبائل پر تقسیم ہو جائیں گے۔ قرآن مجید اس واقعہ کی منظر کشی فرماتا ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝ (القرآن)	اور یاد کیجیے جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا تھا تاکہ آپ کو قید کر دیں۔ یا قتل کر دیں یا جلا وطن کر دیں وہ بھی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیریں فرما رہا تھا۔ اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

نور و ظلمت کی آویزش ظلمتیں ــــــ تاریکیاں ــــــ اور گھٹا ٹوپ اندھیرے رات بھر اپنے استحکام کے منصوبے رچتے

marfat.com

Marfat.com

رہتے ہیں۔ لیکن صبح کی تیز کرنیں اندھیرے کی دبیز چادریں چاک کر دیتی ہیں ____ نظام قدرت ہے کہ خورشید اپنے وقت پر نکلتا ہے۔ تاریکیاں کہاں غائب ہو جاتی ہیں، کوئی ان کا سراغ لگانے والا بھی نہیں رہتا ____ ادھر خدا دشمن قوتیں اپنی ساری شیطانی اسکیمیں مرتب کر رہی ہیں۔ ادھر خدائی اشارہ اپنے قدرتی مشن کی تکمیل میں لگا ہوا ہے۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ	یہ چاہتے ہیں کہ خدا کی روشنی کو منہ سے
بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ	بجھا دیں، حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا
وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۱۳	کر کے رہے گا ____ خواہ کافر
	ناخوش ہوں۔

رسولِ رحمت تلواروں کی چھاؤں میں

دار الندوہ کا اجلاس ختم ہوا۔ مشرکین مکہ نہایت چاک و چوبند اپنے منصوبے کی تکمیل میں مصروف عمل ہو گئے۔ ادھر اپنے گھر میں خدا کا برگزیدہ رسول اپنے پروردگار کی ہدایت اور حکم کا منتظر ہے۔ صحابۂ کرام جاں نثارانِ اسلام سے مکہ خالی ہو چکا ہے۔ بچے کھچے چند ہی نفوس باقی رہ گئے ہیں۔ جنہیں ہجرت رسول خاتم (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سلسلہ میں معاون بننا رب العالمین کی طرف سے مقدر ہو چکا تھا۔ اسی لیے تو بہت پہلے کی بات ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو حضور اقدس کی جناب سے اجازت ہجرت نہیں دی گئی۔ ادھر کار نے ابو بکر سے فرمایا۔

"امید ہے کہ مجھے رب تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت ملے گی۔"

بالآخر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جبریل امین علیہ السلام نے رب کائنات کی طرف سے ہجرت کا پیغام سنایا۔ وہ ایک چلچلاتی ہوئی دوپہر تھی۔ ان دنوں رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صبح و شام دربار صدیق اکبر کے گھر جایا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک دن تیز دھوپ اور

marfat.com
Marfat.com

کھڑی دوپہر میں حضور کی تشریف آوری نے خانوادۂ صدیقی کو فکرمند کر دیا۔ بے وقت قدم رنجہ فرمانے کی وجہ جاننے کے لیے سب بے چین ہو گئے ——— سرکار نے تخلیہ چاہا ——— سیدنا صدیق اکبر نے عرض کیا ——— گھر میں آپ کی خادمہ ہی ہے ——— پھر حضور نے فرمایا کیا تم کو پتہ ہے مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی؟ ——— صدیق اکبر تو اس نوید جانفزا کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ مسرور ہو کر پوچھا میرا باپ آپ پر قربان ہو، سرکار میں بھی تو ہمراہ چلوں گا نا؟ ——— آپ نے فرمایا ہاں۔ ابوبکر صدیق نے اس موقع کے لیے دو اونٹنیاں ببول کے پتے کھلا کھلا کر تیار کی تھیں۔ خدمت میں پیش کیں۔ حضور بہت خوش ہوتے۔ پیارے عاشق زار صدیق اکبر نے عرض کیا ——— یا رسول! ایک اونٹنی آپ کے لیے ہے، ایک میرے لیے ——— حضور نے بکمال عنایت فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ مگر قیمت لینی پڑے گی۔ جاں نثار ابوبکر نے عرض کیا۔ میرا باپ آپ پر قربان ہو، سب کچھ تو حضور ہی کا ہے ——— بہر حال عاشق جاں سپار کو عدل واصول انسانیت کی پیش کش ماننی پڑے گی۔"

گھر واپس آکر حضور رسول معظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل مکہ کے تمام اموال امانت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کیے۔ اور جس کا جتنا جو کچھ تھا، ان کے حوالے کرنے بعد انہیں ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

اب وہ لمحۂ جاں گداز اور ہوش ربا گھڑی آئی کہ قریشی قبائل کی تلواریں اور نیزے عبداللہ کے یتیم، آمنہ کے نورِ عین، خدا اور خدائی کے محبوب رحمۃ للعالمین کے لہو میں تیرنے کے لیے بے قرار ہیں۔ کاشانۂ نبوت کے چاروں جانب جنگی بہادروں کی ٹولیاں گشت کر رہی ہیں۔ تلواروں کی چمک، نیزوں کی دمک، تیوروں کی تلخی، نگاہوں کا تیکھا پن تاریخ جاہلیت کا بہت عظیم معرکہ سر کرنے کی تاک میں ہے۔

چلے گئے وہ کسی کو مگر خبر نہ ہوئی | حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے

marfat.com

Marfat.com

بستر پر حضرت علی کو لٹایا۔ انھیں اپنی سبز چادر مبارک اڑھائی کاشانۂ مبارک کے ہر چار جانب بالخصوص دروازے پر قریشی سپاہی چلت پھرت اور گفت و شنید میں تھے۔ آہٹ پر چونک جاتے، اور پتوں کی کھڑک پر تیز تلوار اور برچھے سنبھال لینے کی کیفیت میں تھے کہ سردار عرب و عجم، سراپا لطف و کرم، رحمت ہر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کا پاک نام لیتے ہوئے گھر سے باہر قدم نکالتے ہیں، سورۂ یٰسین شریف کی ابتدائی آیات زبانِ رسالت پر جاری ہیں۔

"ہم نے ان کی گردنوں میں طوق (گمراہی) ڈال دیے ہیں۔ وہ طوق ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوتے ہیں۔ اور ہم نے بنا دی ہے ان کے سامنے ایک دیوار، اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ وہ کچھ دیکھ نہیں سکتے۔"

فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔ تک پڑھ کر آپ نے ہجوم دشمنان پر مشت خاک ماری۔ قرآنی تاثیر اور زبانِ رسالت پر جاری ہو کر اپنے کمال کو پہنچ گئی ـــــ سب اپنی جگہ رہ گئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدائی حفاظت میں گھر سے باہر نکل آئے۔ دو سانڈنیوں کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر حضور کا انتظار کر رہے تھے۔ پانی کا چھاگل زادِ راہ ستو وغیرہ کی ایک پوٹلی، اور سیدنا صدیق اکبر کی عمر بھر کی کمائی پانچ یا چھ ہزار درہم سکہ اثاثے ایک پوٹلی میں رکھے گئے۔ ان پوٹلیوں کے دہانے سیدہ اسماء بنت ابی بکر نے جلد بازی میں اپنے ازار بند کے زائد حصے کاٹ کر باندھے۔ اور ذات النطاقین کے لقب سے سرفراز ہوئیں۔

دِل گداز شبِ ہجرت

پنجشنبہ، ۲۷ صفر ۱۳ نبوی / ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کی یہ رات رسول اکرم و اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبِ ہجرت تھی، اس وطن سے جہاں کی خاک پر آپ کا لڑکپن گذرا تھا ـــــ جس مٹی پر آپ گھٹنوں گھٹنوں چلے

marfat.com
Marfat.com

تھے۔ جہاں کی زمین کے خطے خطے پر آپ کے بچپن، عنفوانِ شباب سے اب تک کی سینکڑوں جذباتی داستانیں درج تھیں ـــــ جنہیں فراموش کرنا آسان نہ تھا، اپنی بستی، اپنا وطن، اپنا مولد و مسکن، بیت اللہ اور حرم الٰہی کا جوار چھوڑتے ہوئے، سرکار رحمت، سراپا لطف و رافت اداس اور غمگین ہو گئے ـــــ بازار حزورہ کے نزدیک ٹھہر کر آپ نے سرزمین مکہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے مکہ! تو پاکیزہ ترین شہر ہے۔ اور یقیناً تو مجھے دل سے عزیز ہے۔ اگر تیرے باشندے مجھے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں تیرے سوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا۔"[۵۵]

دشمنوں کو آپ کے نکل جانے کا علم ہوا تو حضرت علی اور اسماء بنت ابی بکر سے پوچھ گچھ شروع کی۔ اسماء کو ابوجہل نے طمانچہ بھی لگایا، جس سے ان کے کان کی بالی ٹوٹ گری[۵۶] مگر کسی سے کچھ سراغ نہ پا سکے۔ اب مکے کا ہر کافر آگ بگولا بنا ہوا تھا۔ اور اس پر مستزاد دار الندوہ سے اعلانِ عام ہوا کہ جو کوئی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو زندہ گرفتار کر لائے یا جان سے مار ڈالے اسے سو سرخ اونٹ بطور انعام دیے جائیں گے ـــــ اس خبر نے ہر جری کو اپنی جرأت آزمانے میں مہمیز کا کام دیا۔ ـــــ نوجوان نیزے لہراتے، تیر و کمان درست کرتے، گھوڑے دوڑا رہے تھے ـــــ مدینہ کی جانب نکلنے والی ہر راہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے بار بار روندی گئی۔ جھاڑیاں، غار اور نشیب و فراز کھنگالے گئے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم صدیقِ وفاشعار کو لیے مکہ سے چھ میل دور غارِ ثور میں جا گزیں تھے۔ کفار کی ایک ٹولی تلاش و جستجو کرتی ہوئی اس غار کے دہانے تک جا پہنچی ـــــ ان کے قدموں کی آہٹ رسول اکرم اور صدیق اکبر (صلے اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ) سن رہے تھے ـــــ ابو بکر صدیق اس وقت بہت گھبرا گئے ـــــ سرکار دو عالم پیکرِ عزم و استقلال تھے اور جرأت و بسالت نبوت آپ کے رگ و پے میں تھی۔ آپ نے انھیں تسلی دی۔

marfat.com

Marfat.com

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ فکر نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔

یکم ربیع الاول ۱۳ ؁ھ نبوی / ۲۶ ستمبر ۶۲۲ ؁ء تین روز غارِ ثور میں رہنے کے بعد چوتھی رات منصوبے کے مطابق اونٹنیاں آگئیں۔ ایک اونٹنی پر حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اور یارِ غار رسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری پر ابوبکر صدیق کا غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط جسے آسان راستہ بتانے کے لیے اجرت پر لیا تھا، سوار تھے۔ اور قافلۂ رحمت وکرم روانہ ہوا۔ راستے اگر کوئی سیدنا ابوبکر سے حضور کے بارے میں پوچھتا کہ یہ کون ہیں، تو وہ کہتے کہ یہ میرے ہادی طریق ہیں۔ عبداللہ بن اریقط نے عام راستے کو چھوڑ کر غیر معروف راستہ اختیار کر لیا۔

شکار کرنے چلا تھا شکار ہو کے رہا۔

دوسرے روز دوشنبہ کو کسی بتانے والے کے ذریعہ سراغ پا کر حضور کی گرفتاری کا انعام حاصل کرنے کی دھن میں مقام قدید کے پاس سراقہ بن مالک بن جعشم تعاقب کرتا ہوا آپہنچا۔ سراقہ بہترین شہسوار اور بہادر تھا۔ اپنا مقصود سامنے پا کر سراقہ کے گھوڑے کی رفتار اور تیز ہو گئی۔ اسے سو سرخ اونٹوں کی قطار نگاہوں میں گھومتی ہوئی محسوس ہوئی ہوگی۔ اور ان حضرات کو گرفتار کر لینے کے بعد مکے کے لوگوں کی نظر میں اس کی بہادری اور جوانمردی کا ڈنکا پٹتا سنائی دینے لگا ہوگا۔ مگر قدرت کے انتظامات کچھ اور ہی تھے۔ اس مقام پر بھی اعجاز نبوت کا ظہور ہوا،

خود سراقہ کا بیان ہے کہ:

"تعاقب میں نکلنے سے پہلے میں نے تیر نکال کر فال معلوم کی کہ میرا اس مقصد سے نکلنا مناسب ہے یا نہیں۔ تو جواب مخالف برآمد ہوا۔ مگر میں نے فال کا اعتماد نہیں کیا۔ نکلتے وقت میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی میں گر پڑا۔ پھر اٹھ کر چلا۔ میں نے گھوڑے کو تیز دوڑایا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں کے

marfat.com
Marfat.com

قریب پہنچ گیا۔ میں نے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آواز تلاوت قرآن سنی۔ حضور کسی کی طرف نظر نہیں فرماتے تھے۔ البتہ ابوبکر اکثر پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے تو میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ میں نے اتر کر گھوڑے کو ہنکایا۔ اس نے چاہا کہ نکل پڑے مگر پاؤں زمین سے کھینچنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ جب وہ بمشکل سیدھا ہوا تو پاؤں کی جگہ سے دھوئیں کی طرح غبار برآمد ہوا۔ میں نے پھر تیروں سے فال نکالی پھر اُلٹا ہی جواب ملا۔ پھر میں نے حضور سے امان مانگی۔ یہ سن کر وہ ٹھہر گئے۔ میں سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا۔ میرے دل میں یہ بات اُتر گئی کہ کامیابی بالآخر رسول اللہ (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قدم چُومے گی۔"

اس کے بعد سراقہ نے اپنے لیے پروانۂ امن کی درخواست کی جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ کو لکھنے کا حکم فرمایا۔ انھوں نے چمڑے کے ٹکڑے پر پروانۂ امن تحریر کیا۔ اسی موقع پر حضور نے سُراقہ سے یہ بھی فرمایا تھا۔

كَيْفَ بِكَ إِذَا لَبِسْتَ سِوَارَيْ كِسْرٰى۔ — تیرا کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے دو کنگن پہنے گا۔ [1]

پھر سُراقہ نے اپنی طرف سے کچھ نذرانہ پیش کرنا چاہا مگر حضور نے قبول نہیں فرمایا۔ سُراقہ واپس ہوتے تو انھوں نے راستے میں اور دوسرے متلاشیوں کو بھی لوٹا دیا۔ اور کہا کہ میں دور دور تک تلاش کر آیا ہوں۔

سات روز بعد

صحرائے عرب میں اللہ کا رسول، انسانیت کا نجات دہندہ، اہل عالم کی کشتی کا نگہبان، امن و سلامتی کی راہ کا پیش رو، سات روز کا کانٹوں بھرا تکلیف دہ، زہرہ گداز سفر، تپتے ہوتے پہاڑی علاقوں کا سفر، سخت لُو، دھوپ اور گرمی کا سفر، وحشت کے خارزاروں کا سفر، وطنِ مالوف کے فراق کا درد لیے ہوتے

marfat.com
Marfat.com

دشمنوں کے ظلم و ستم ٹیسیں سینے میں دبائے ہوئے چل رہا ہے ـــــ مگر مشن چونکہ خدائی ہے ـــــ تحریک، تحریک ربانی ہے ـــــ دعوت اور پیغام من جانب اللہ ہیں۔ اس لیے قدم قدم کی ٹھوکریں سامانِ حوصلہ مندی ہیں اور عناد و مظالم کی چوٹیں مراہم بداماں نظر آتی ہیں ـــــ رب کائنات کے حضور، محبوب رب العالمین کا اسلوب عبدیت، دیدۂ حال و مستقبل کے لیے قابل تقلید ہے۔ ہر دکھ درد ابتلاء و آزمائش جو حضور پر آتیں، آپ اسے انعامِ دوست سمجھ کر بطیبِ خاطر قبول فرماتے۔

ہر جفا ہر ستم گوارہ ہے ☼ اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

غور فرمائیں قارئین کرام غور فرمائیں! ہجرت رسول کی راہ میں دشمنانِ انسانیت نے کتنی خون آشام دیواریں کھڑی کیں۔ مگر امن و سلامتی کا پیغامبر جرأت و عزیمت، نیز عدل و صداقت کے خطوط پر قائم رہ کر تمام شر و فتن سے گزرتا رہا۔

جان کے دشمن قتل کا منصوبہ بنا رہے ہیں اور آپ ہیں کہ ان کی امانتوں کی نگرانی کے لیے حضرت علی کو بے دھڑک تنہا چھوڑ کر ہر امانت اس کے مالک تک پہنچانے کا انتظام فرماتے ہیں۔

- اہلِ مکہ کی تلواریں مجتمع ہو کر آپ کا لہو پینے کا عزم کر رہی ہیں ـــــ اور آپ ہیں کہ سرزمینِ مکہ کی عظمت و تقدیس کا خطبہ پڑھ رہے ہیں ـــــ اور اس کے باشندوں کی ہدایت کی دعائیں فرماتے ہیں۔
- سراقہ سرکاٹ کر لے جانے کے لیے آتے ہیں، اعجازِ رسالت سے مغلوب ہو جاتے ہیں تو انھیں پروانۂ امن و سلامتی لکھ کر عطا فرماتے ہیں۔
- گویا ایک جانب سے محض ظلم و ستم، گالیاں، پتھر، اذیتیں، تکالیف، ہلاکت و بربادی اور دوسری طرف سے محض حلم و سلم، رأفت و رحمت، پیار و محبت، درگذر اور انعامات۔

marfat.com
Marfat.com

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے گالی دی پتھر برسائے
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

تیر رسول اور اوراقِ مصائب

امن و شرافت کے منادیٔ اعظم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے گھناؤنے اور اخلاقی سماظ سے تاریک ماحول میں اپنے پیغام کی ابتداء کی تھی کہ اس کا بچہ بچہ آپ کے خون کا پیاسا ہو گیا اور وہ بدوش بن گئی تو رکیک اور گھناؤنی حرکتوں سے اس خدائی مشن کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے لگا کفار و مشرکین کے سردار اپنی ہر ممکن قوت سے سدِ راہ بنے۔ خطباء اور شعراء جو عرب کی زندگی میں بڑی اہمیت کے حامل تھے۔ اپنا زورِ خطابت، اور فنِ ہجوگوئی آپ کے خلاف بڑے زور شور سے استعمال کرتے۔ عوام اپنی مجلسوں اور گھروں میں فاسد پروپیگنڈے کرتے۔ اس طرح شہر مکہ گویا آپ کے حق میں بھڑکتا ہوا الاؤ بن گیا۔ عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ ایک نابینا مسلمان کے پاس ان کی ایک باندی تھی جو شب و روز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی رہتی تھی۔ وہ بزرگ ہمیشہ اُسے نرمی سے سمجھاتے اور اس حرکت سے باز رہنے کو کہتے مگر وہ اس پر آگ بگولا ہو جاتی۔ ایک رات انھوں نے سُنا کہ وہ شانِ رسالت میں ناروا اور بے ادب گستاخانہ کلمات زور زور سے بک رہی ہے ان بزرگ سے برداشت نہ ہو سکا اور انھوں نے اس کی سخت سرزنش کی۔[۵]

یہود اور ایذائے رسول

کفار و مشرکین کی طرح قوم یہود میں بھی ایسے بہت سے بدبخت تھے جنھوں نے حضور کی ایذا رسانی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ یہ وہی یہود ہیں جن کے پاس خدا کی کتاب توریت آئی اور اس میں وہ پڑھ پڑھ کر وہ حضور کی آمد آمد کا انتظار کرتے تھے۔ ولادتِ مبارکہ سے قبل آپ کے وسیلے سے دعائیں مانگتے اور حاجتیں طلب کرتے تھے۔ ان میں سے اہلِ عناد نے

marfat.com
Marfat.com

حضور اقدس کے اندر رسولِ خدا ہونے کی تمام نشانیاں پالینے کے باوجود دشمنی پر کمر باندھی ــــــ یہود نے اپنا شیوہ بنالیا تھا کہ حضور سے ملتے تو السلام علیکم کے بجائے السام علیکم " (یعنی تم پر موت آئے۔) کہا کرتے تھے۔ حضور اقدس سب کچھ سنتے اور صبر فرماتے ــــــ ایک بار ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی کو اس طرح کہتے سنا تو بہت ناراض ہوئیں ــــــ حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے انھیں صبر کی تلقین کی۔

حضرت ابو سلمہ صحابی ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ چار دشمنانِ رسول وہاں آدھمکے اور حضور اقدس کو گالیاں دینے لگے ــــــ آپ سے برداشت نہ ہوسکا اور وہاں سے دور چلے گئے۔

ابن صوریا نامی ایک گستاخِ رسول کے بارے میں ابن عباس کا بیان ہے کہ حضور سے کہتا تھا ــــــ "بس ہدایت تو وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ آپ بھی ہماری پیروی کیجیے تاکہ ہدایت آپ کو بھی مل جائے[19] (معاذ اللہ)

ذلت آمیز گستاخی

اسی طرح ایک کافر نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر الزام تراشی بھی کی۔ واقعہ یوں ہے کہ وہ خود ایک عورت پر عاشق تھا۔ اس کے پاس شادی کا پیغام بھیجا۔ مگر اس عورت نے نامنظور کر دیا۔ وہ عورت اور اس کے اہلِ خاندان مسلمان تھے۔ اب اس عاشق نامراد نے حضور اقدس کے لباس مبارک کی طرح ایک جوڑا بنوا کر پہنا۔ اور اس عورت کے گھر پہنچا قبیلے کے لوگ جمع ہوگئے۔ اس نے سب سے کہا یہ جوڑا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہنا کر تمہارے قبیلے کا حاکم بنایا ہے۔ لوگوں نے حال دریافت کرنے کے لیے حضور کے پاس آدمی بھیجے۔ اس نے واپس آکر اس کی قلعی کھول دی اس طرح اس کی الزام تراشی ہوا ہوگئی۔ [20]

marfat.com

Marfat.com

ایذا دہی کی قسم ایک بار ابوجہل نے قسم کھائی کہ "اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھے گا تو پتھر سے سر مبارک کو مار مار کر چُور کر دے گا۔

اتفاق سے اس نے ایک دن یہ موقع پا لیا۔ حضور نماز میں کھڑے تھے۔ اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ اور رُو بقبلہ، ابوجہل نے ایک بھاری پتھر تول کر اٹھایا اور حضور کی طرف بڑھا قریب پہنچ کر مارنے کے لیے ہاتھ گردن تک اٹھایا کہ پتھر مار دے۔ مگر ہاتھ گردن سے لگ کر رہ گیا۔ پھر اس نے اسی حالت میں واپس لوٹ آنا ہی غنیمت سمجھا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ کر اس نے سرگذشت سنائی تو ولید ابن منیرہ کو طیش آیا، اس نے کہا ابوجہل تو تو بزدل ہے ــــ دیکھ اب میں جاتا ہوں سر توڑ کر نہ آیا تو کہنا، قریب پہنچا، تو اس کی آنکھوں کی بینائی نے جواب دے دیا۔ حضور کی تلاوت کی آواز سنتا تھا مگر حضور کہاں ہیں، اس کی آنکھوں سے نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ بھی لوٹ آیا۔ اس کی کہانی سن کر ایک اور بد باطن غصہ میں بھنّا اٹھا اور چیخا ــــ وَاللّٰہِ لَاَشْدَخَنَّ رَأْسَہٗ ــــ بخدا میں اس کا سَر چُور چُور کر دوں گا ــــ وہ پتھر اٹھائے حضور کے نزدیک گیا پھر یک بیک گھبرا کے اُلٹے منہ بھاگا اور غش کھا کر الٹ گیا۔ سب نے مل کر اٹھایا۔ ہوش میں لاتے وہ بولا ــــ یہ نہ پوچھو مجھ پر کیا گذری میں جو پتھر لے کر مارنے چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سانڈ دُم لہراتا ہوا میری طرف لپکا۔

فَوَاللّٰاتِ وَالْعُزّٰی لَوْ دَنَوْتُ مِنْہُ لَاَکَلَنِیْ۔	لات و عزیٰ کی قسم میں قریب جاتا تو وہ مجھے ہضم کر جاتا۔[1]

ابن اشرف یا اژدل سطور بالا میں یہود کی بدباطنی کا ذکر ہوا۔ اس قوم کے مفسدین نے بھی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کو اپنا معمول بنا لیا تھا۔ مدینہ کا مالدار یہودی کعب بن اشرف بھی ان میں سے ایک تھا۔ اس کا تعلق قبیلہ بنی نضیر سے تھا۔ حضور کے خلاف بدکلامی، دشنام طرازی اور مخالف پروگرام سازی

marfat.com

Marfat.com

اس کا وطیرہ تھا ــــــ یہ مدینہ میں رہتے ہوئے مکہ کے کفار کو اکسا تا رہتا تھا کہ تم لوگ ان پر حملہ کرو ــــــ ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ ۲۲ھ

پیرِ فرتوت مدینے میں بنی عمرو بن عوف کے اندر ابو عفک نامی ایک دیرینہ سال بوڑھا تھا۔ جس کی عمر حضور کے مدینہ آمد کے وقت ایک سو بیس سال تھی۔ اس کو حضور اقدس کے نام سے بلا وجہ کی دشمنی تھی ــــــ اس کا کام ہی یہ تھا کہ جہاں بیٹھتا آپ کے خلاف زہر افشانی کرتا رہتا ــــــ تاکہ لوگوں میں آپ کے خلاف نفرت و عداوت پھیلے۔ ۲۳ھ

گستاخی کی سزا انس بن زنیم الدیلی نامی ایک شخص تھا ــــــ جو لوگوں میں سرکار کی ہجو کیا کرتا تھا، ایک روز اپنے اسی منحوس عمل میں مصروف تھا کہ ایک مسلمان نے اس پر وار کر دیا اور اس کا سر زخمی ہو گیا ۲۴ھ

شاطر عورت قبیلہ خطمہ میں ایک عورت نہایت شاطر تھی لوگوں کے گھروں میں جاتی اور حضور کی ہجو کرتی۔ اس طرح عورتوں میں سرکار دو عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہوتی۔ اس کی باتوں میں بہت زور تھا۔ وہ مردوں کو بھی اسلام کے خلاف برانگیختہ کیا کرتی تھی۔ ۲۵ھ

تمسخر جاہل رجحانات میں دبے ہوتے لوگ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم دعوت کی قدر نہیں جانتے تھے۔ اس لیے وہ اپنی جاہلانہ حرکتوں سے آپ کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تھے، بعض لوگ تکلیف دِہ مذاق بھی کرتے۔ رافع بن حزیمہ کے بارے میں ابن عباس کا بیان ہے کہ اس نے ایک مرتبہ حضور سے کہا:

"اگر سچے رسول ہو تو خدا سے کہو وہ ہم سے بات چیت کرے۔ تاکہ ہم بھی سُنیں"۔ ۲۶ھ

marfat.com

Marfat.com

جاہلی منصوبہ

عبداللہ بن الصیف، عدی بن زید اور حارث بن عوف نے مل کر ایک بار یہ منصوبہ بنایا کہ ہم سے کچھ لوگ دکھاوے کے لیے مسلمان ہو جائیں۔ اور کچھ روز بعد اپنی اصلی حالت پر آکر لوگوں میں یہ پروپیگنڈہ کریں کہ اسلام میں کوئی خاص خوبی نہیں ہے ــــــ اس طرح بہت سے لوگوں کو اسلام سے دُور رکھا جا سکتا ہے۔[۲۷]

مفسد مسیحی

اس قسم کی ایک سازش کے تحت ایک عیسائی نے بھی اسلام قبول کیا سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران یاد کرلی، لکھنا جانتا تھا۔ اس لیے کوشش کر کے قرآن کے بعض اجزاء کی کتابت بھی کی، کچھ روز بعد ہی مرتد ہو گیا۔ اپنے نصرانی مذہب کی تائید کرنے لگا اور اپنے حلقہ اثر میں یہ غلط پروپیگنڈہ کرنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ نہیں جانتے۔ میں نے ہی ان کو کچھ لکھ کر دے دیا ہے۔ بس وہی ان کی پونجی ہے۔ مگر رب تعالیٰ نے اسے موت کے گھاٹ اتار کر، جلد ہی اس فتنہ کا دروازہ بند کر دیا۔[۲۸]

ایک گالی دینے والی

مدینہ میں ایک یہودی عورت حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ ایک روز ایک مسلمان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ــــــ وہ اس کے پاس پہنچا اور اسے گلا دبا کر ہلاک کر دیا۔[۲۹]

ابولہب کی مہمات

مشرکین قریش میں جن لوگوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں زیادہ سرگرمی دکھائی ان میں ابولہب کا نام سرفہرست ہے۔ عام حالات میں اور ایام حج میں رسول اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم لوگوں سے ملاقات کرتے، خیموں میں جاتے، وفود سے ملتے، اور اسلام کا پیغام پہنچاتے اور خدائے واحد کی عبادت کے لیے دعوت دیتے۔ تو ابولہب نے گویا اپنا یہ کام ہی بنا لیا تھا کہ حضور اقدس کے پیچھے پیچھے جاتا۔ اور لوگوں کو آپ کے خلاف ورغلاتا اور کہتا کہ ان کی

marfat.com

Marfat.com

باتیں نہ سننا ان کے چکر میں نہ آنا۔ دیکھتے نہیں یہ کیسی عجیب باتیں کرتے ہیں؟ ـــــ اور تمہیں تمہارے آباؤ اجداد کے دین سے پھیرنا چاہتے ہیں۔ ـــــ ان کی بات ہرگز نہ ماننا۔[۳۰]

ولید کا پروپیگنڈہ ولید بن مغیرہ آپ کے بارے میں لوگوں سے کہتا کہ ان کے پاس نہ بیٹھنا، ان کی بات نہ سننا، یہ نبی نہیں بلکہ ساحر ہیں ساحر، جادوگر ہیں جادوگر، کوئی کہتا کہ یہ تو شاعر ہیں، ان کی زبان سے جو مسجع و مقفیٰ جملے نکلتے ہیں یہ کلام اللہ تھوڑے ہی ہیں، یہ تو شاعری ہے محض یہ تو صرف ہم اہل مکہ کو اپنے پرانے دین سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ کوئی کہتا قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر اور کچھ معجزات دکھا کر انھوں نے ہم لوگوں میں اختلاف و انتشار پیدا کر دیا۔ بھائی بھائی سے، میاں بیوی سے الجھے ہوتے ہیں۔ یہ سب جادو ہی تو ہے۔[۳۱]

نضر بن حارث کہا کرتا تھا کہ ہم چاہیں تو قرآن جیسا کلام بنا کر خود پیش کر سکتے ہیں اس میں قصّے کہانیاں ہی تو ہیں۔

اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا	اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر
قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ	سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ ہم نے سن
هٰذَآ[۳۲] (القرآن)	لیا ہم چاہیں تو اس طرح کا کلام کہہ دیں۔

بے تکی منطق ایک بار قرآنی دلائل اور معجزات نبوی سے زچ ہو کر کافر کہنے لگے اگر آپ کے پاس خدا کی طرف سے ایک بڑا خزانہ آتا، بے انتہا دولت ہوتی آسمان کا فرشتہ آپ کے ساتھ چلتا اور کہتا کہ یہ سچے نبی ہیں۔ تو ہم جانتے۔

خاک اور غلاظت ڈالی گئی یہ ایذائیں محض زبان اور زبانوں ہی تک نہیں تھیں بلکہ ہر ممکن طور سے ستانے کی مہم جاری تھی۔ کفار نے

marfat.com
Marfat.com

ایک بار حضور کو کہیں اکیلے دیکھا، بس ایک ٹولی آئی اور سر مبارک پر خاک ڈال کر ہنستی ہوئی چلی گئی۔ اسی طرح ایک بار ذبح شدہ جانور کا بہت سا خون لا کر کاشانۂ نبوی کے دروازے پر ڈھیر کر گئے۔[۳۴]

راستے میں کانٹے بچھائے گئے

ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل بھی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی میں بہت آگے بڑھی ہوئی تھی کانٹے چن چن کر لاتی اور آپ کے راستے میں بچھا دیتی۔ لوگوں کو آپ کی مخالفت پر ابھارتی اور کہا کرتی تھی کہ محمد کی بربادی میں کسر نہ اٹھا رکھوں گی۔ چاہے اس کے لیے مجھے اپنے گلے کا قیمتی ہار کیوں نہ بیچنا پڑے۔[۳۵]

دردناک اذیت رسانی

ظلم و زیادتی اور شیطنت کی انتہا ہے کہ ایک دن عقبہ بن معیط نامی کافر نے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر اپنا پاؤں رکھ کر دبایا۔ آپ کو سخت اذیت پہنچی اور آنکھیں ابل پڑیں ظالم کو اتنے پر تسکین نہ ہوئی تو آپ کو لوچا گھسوٹنا شروع کیا۔ اور کئی اور کافروں نے مل کر آپ کے سر مبارک اور ریش مطہر کے ساتھ گستاخی کرنی شروع کی۔ اتنے میں جانثار مصطفےٰ سیدنا ابوبکر وہاں پہنچ گئے اور انہیں دھکا مار کر دور کیا۔ حضور کی یہ حالت زار دیکھ کر عاشق رسول آبدیدہ ہو گئے اور جوش جلال میں کافروں سے گویا ہوتے۔

"تم لوگ انہیں صرف اس لیے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ یہ ربی اللہ فرماتے ہیں؟"[۳۶]

سر مبارک پر غلاظت ڈال دی

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز حرم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار قریش جمع تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا، اس ریاکار کو دیکھ رہے ہو؟ کیا کر رہا ہے؟ سنو! تم میں سے کوئی ایک کام کرے کہ فلاں کے گھر چلا جائے وہاں جانور ذبح کیا گیا ہے

marfat.com

Marfat.com

اس کی غلاظت بھری اوجھڑی اٹھا لائے اور جب یہ سجدہ میں جائے گا، بس اس کے اوپر ڈال دی جائے گی۔ چنانچہ ایک شخص گیا اور اوجھڑی اٹھا لایا۔ اور حضور نے جب سر مبارک سجدے میں رکھا، ان نابکاروں نے غلاظت سے لبریز اوجھڑی آپ کے اوپر لاد دی اور پھر باہم خوب زور زور سے ہنسنے لگے۔ یہ حالت زار دیکھ کر کسی نے شہزادی رسول حضرت فاطمہ کو خبر کی۔ وہ ابھی کم عمر تھیں، دوڑی ہوئی آئیں اور آپ کے شانوں کے درمیان سے اس غلاظت کی پوٹ کو ہٹایا۔ تو آپ نے سر مبارک سجدے سے اٹھایا۔ ۳۷

گلوئے مبارک میں پھندا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بار خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے کہ چاروں طرف سے ظالم کفار نے نرغہ کر لیا اور آپ کے گلو مبارک کا پھندا لگا کر کپڑے کو کسنے لگے۔ آپ کا سانس رکنے لگا۔ آنکھیں ابل آئیں۔ اتنے میں کسی نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر کی۔ وہ دوڑے آئے اور دشمنوں پر پل پڑے اور کسی طرح ان کے ظلم سے حضور اقدس کو بچایا۔ ۳۸

اعظم المصائب حضرت عروہ بن زبیر نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ کفار مکہ نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو جو تکلیفیں دیں ان میں بڑی تکلیف کون سی تھی؟ —— حضرت ابن عمرو نے سرد سانس کھینچ کر فرمایا:

"تم نے ظالم عقبہ بن معیط کو دیکھا تھا۔ وہ نہایت سخت دل محروم القسمت شخص تھا۔ حضور اقدس ایک بار نماز میں مشغول تھے۔ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں وہ ظالم آپ کے پاس پہنچا۔ اور اپنی چادر حضور اقدس کے گلے میں ڈال کر پوری قوت سے کھینچنے لگا۔ وہ اس طرح کر کے آپ کا گلا گھونٹ دینا چاہتا تھا۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر صدیق جا پہنچے اور اس کو دھکا دے کر ہٹایا۔ ۳۹

marfat.com
Marfat.com

رذالت کی انتہا

اس بدطینت عقبہ بن معیط نے ایک بار اپنی رذالت کی انتہا کردی کہ اس نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر تھوک دیا۔ یہ اور بات ہے کہ رب العالمین کی قدرت نے رحمۃ للعالمین کی حفاظت فرمائی اور مشرک کا تھوک اس کی طرف لوٹا دیا گیا جو انگارہ بن کر اس کے چہرے پر پڑا، اور اس کا پورا چہرہ جلس گیا۔ اس انگارے نے عقبہ کے چہرہ کو اس طرح داغ دیا کہ جب تک زندہ رہا برص کا داغ اس کے چہرے پر رہا۔ [۴۰]

نت نئی گستاخیاں

ابوجہل تو اپنی رسول دشمنی میں آفاقی شہرت کا حامل ہے اسی طرح ایک بدطینت اور بھی تھا جس کا نام تھا حکم بن العاص، یہ دونوں جب آپ کو دیکھ لیتے تو ہمیشہ نت نئے انداز سے ایذا رسانی کی کوشش کرنے، آوازے کسنے، بدزبانی کرنے، منہ چڑاتے، منہ ناک سے بیہودہ آوازیں نکالتے۔

ایک بار آپ کو تکلیف دینے کے لیے حکم نے منہ ناک سے بیہودہ آواز نکالنا شروع کیا۔ حضور اقدس نے فرمایا "تو ایسا ہی ہو جا" چنانچہ وہ ایسا ہی ہو گیا۔ [۴۱]

رسولِ رحمت پر دھول مٹی پھینکنے والا

خانوادۂ مالک بن کنانہ کے ایک فرد کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم "ذوالمجاز" کے بازار میں تبلیغ اسلام فرما رہے تھے اور لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ لا الٰہ الا اللہ کہو فلاح پاؤ گے۔ اور ابوجہل آپ کے پیچھے پیچھے چلتا جاتا تھا اور آپ پر دھول پھینکتا جاتا تھا اور ساتھ ہی ساتھ چیختا جاتا تھا لوگو! اس شخص کے بہکاوے میں نہ آنا۔ یہ ہم سے اپنا آبائی دین چھوڑنے کو کہہ رہا ہے۔ اور لات و عزیٰ سے رشتہ توڑنے کو کہتا ہے اس کی اس شرارت اور ایذا کے باوجود آپ اپنے کام میں مشغول رہے۔ [۴۲]

marfat.com

Marfat.com

گالی گلوچ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خانۂ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ اس وقت حرم میں امیہ بن خلف، ابوجہل اور عقبہ بن معیط موجود تھے۔ طواف کرتے ہوئے یہ لوگ جب ان کفار کے پاس سے گزرتے وہ گالیاں بکنے لگتے۔ تین چکر اس طرح پورے ہونے کے بعد چوتھے چکر میں ان تینوں نے آپ کا دامن پکڑ کر کھینچنا چاہا سیدنا عثمان غنی فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً بڑھ کر ابوجہل کو ہٹایا۔ ابوبکر نے امیہ کو اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم نے عقبہ کو پرے ہٹایا۔ اور آپ نے فرمایا۔

"واللہ جب تک تم لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہوگے اپنی شرارت سے باز نہیں آؤ گے۔"

یہ سن کر کفار کانپ گئے ؎۴۳

حالت نماز میں گستاخی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ ابوجہل آیا اور ارادہ کیا کہ حالت سجدہ میں آپ کی گردن مبارک پر پاؤں رکھ کر کچل دے۔ مگر فوراً ہی پیچھے بھاگ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں بھاگ آئے۔ کہنے لگا میں نے دیکھا کہ میرے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے درمیان آگ کی ایک خندق حائل ہو گئی ہے اور ایسے ایسے پروں والے نظر آئے۔

"حضور اقدس نے فرمایا اگر وہ قریب آتا تو فرشتے اس کی تکا بوٹی کر ڈالتے" ؎۴۴

بدزبانی احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علالت کے باعث دو تین روز متواتر صاحب فراش رہے۔ کفار میں سے ایک بد باطن عورت کہنے لگی ـــــ "اے محمد! معلوم ہوتا ہے تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے" (معاذ اللہ)۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت انس کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں جب مشرکین کے پاس سے گزرتے تو وہ آپس میں ارشارے بازی کر کے مذاق اڑاتے۔ اور کہتے دیکھئے آپ ہی ہیں، جنہیں اپنے نبی ہونے کا گمان ہے، آپ کے ساتھ جبریل ہوتے ہیں۔

خدا کی قدرت کہ حضرت جبریل کے ذریعہ ان کفار کے جسموں پر ناخن کے نشان ڈال دیے گئے پھر وہ نشان پھوڑوں میں تبدیل ہو گئے اور پھوٹ پھوٹ کر بدبُو پیدا کرنے لگے۔ اب یہ حال ہو گیا کہ ان کے ساتھی براتی بھی انہیں اپنے پاس بٹھانا ناگوار سمجھنے لگے۔ ۴۵

منافقوں کی سرگرمیاں

مکہ سے ہجرت کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ آئے اور اسلام کی ترقی و استحکام کی جڑیں مضبوط ہونے لگیں تو کھلے بندوں مخالفت کرنے والے کفار و مشرکین اور یہود کی طرح، ایک نہایت سرگرم اور خطرناک گروہ منافقین کا بھی ابھرا، منافقین کا سب سے بڑا سردار عبداللہ بن ابی تھا۔ قبیلہ بنی قینقاع میں سے بھی اسی مفسدانہ نظریہ کو لے کر کچھ لوگ مسلمانوں کی صف میں آگھسے جن میں سے چند سربرآوردگان کے نام یہ ہیں۔

سعد بن حنیف، زید بن اللصیت، نعمان بن اوفی بن عمرو، رافع بن حریملہ، رفاعہ بن زید بن تابوت، سلسلہ بن براہم، کنانہ بن صوریا۔

منافقین، مسلمانوں کی صف میں داخل ہی اس نیت سے ہوتے تھے کہ انھیں اندر سے کمزور کرنے کی ہر ممکن تدبیر کریں۔ چنانچہ مجموعی اعتبار سے اس مفسد ٹولے کی دسیسہ کاریوں کریوں سمجھیے کہ ان کے کیا کام تھے؟

۱۔ حضور اقدس جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر ممکن ایذا پہنچانا۔

۲۔ اسلام کے قوانین اور رسول اکرم نیز قرآن مجید میں معاذ اللہ عیب نکالنا، تمسخر کرنا۔

۳۔ مسلمانوں میں گھس کر ان کے سادہ لوحوں کو بہکانا اور ورغلانا۔

marfat.com

Marfat.com

۴۔ کفار و مشرکین سے ساز باز کرنا۔

۵۔ جہاد کے موقعوں پر صفوف اسلام میں بددلی پیدا کرنا، اور عین وقت پر پشت دکھا دینا۔

۶۔ کسی بھی دعوتی مہم میں حضور اقدس کے رُو برو حامی بھرنا اور پیچھے ہو کر پلٹ جانا۔

۷۔ حضور اقدس، آپ کے اہل بیت اطہار اور جاں نثار صحابہ سے متعلق فتنہ انگیزی کرنا اور اسے ہُوا دینا۔

ابن ابی رئیس المنافقین کی بدباطنی سے تو مدنی دور کی تاریخ بھری پڑی ہے۔

سیر پاک کا کون سا ایسا مقام ہے جہاں وہ اپنی چال سے پہچانا نہ جاتا ہو۔

زید بن اللصیت وہ شخص ہے جس نے بنی قینقاع کے بازار میں حضرت عمر سے بھوگی سے ساتھ جھڑپ کر لی تھی اور ایک بار جب رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی کھو گئی تھی تو اسی منافق نے طعنہ دیا تھا کہ:

"آسمان کی خبریں دیتے ہیں اور خود اپنی اونٹنی کہاں ہے۔ اس کی خبر نہیں؟"

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیتے ہوئے ظاہر فرمایا کہ میرا علم تو خدا ہی کی عطا سے ہے ـــــــ جاؤ دیکھو فلاں وادی میں وہ اونٹنی ہے۔ اس کی رسی فلاں درخت سے اُلجھی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام وہاں پہنچے تو بعینہٖ بیان کردہ حال میں اونٹنی کو پالیا۔

رافع بن حریملہ منافق وہ تھا جس کی موت پر آقائے دو جہاں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"آج سردارانِ منافقین میں سے ایک موت کے گھاٹ اتر گیا۔"

ان اہل نفاق کے قلوب اللہ و رسول پر مطمئن نہ تھے۔ بلکہ وہ محض اسلام اور پیغمبر اسلام صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کے پروگرام پر عمل کرتے رہتے تھے۔

رسول پر عدم اعتماد کا فتنہ وہ چونکہ مسلمانوں کے ہمراہ رہتے تھے، نمازیں پڑھتے عبادتیں کرتے اور دیگر تمام امور میں شریک رہتے۔

marfat.com
Marfat.com

اسی وجہ سے عامۃ المسلمین صحابہ کرام میں ان کی حرکتوں سے بہت کچھ بددلی اور غلط فہمی بھی پھیل جایا کرتی تھی، سیرِ رسول پاک اور تفاسیر میں ان کی شرارتوں کے کثیر واقعات ملتے ہیں، ان میں سے بھی ہم چند ایک یہاں ذکر کریں گے تاکہ رسول رحمت، سراپا شفقت و برکت، رہبر امن و انسانیت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قیام امن کی تحریک کتنی اہم اور کیسے فاسد ماحول میں ہوئی اس کا صحیح اندازہ کیا جا سکے۔

ایک منافق کا کسی بات پر ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا چلو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس فیصلہ کرائیں۔ منافق نے کہا نہیں۔ کعب بن اشرف (یہودی سردار) کے پاس چلو۔ بہرحال رد و کد کے بعد حضور اقدس ہی کی خدمت میں جانے کا اتفاق ہوا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریق کی باتیں سننے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ حضور کے پاس سے واپس آنے کے بعد منافق نے کہا چلو اس فیصلہ کی تصدیق حضرت عمر سے کرالیں۔ اگر وہ بھی یہی کہیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ یہودی راضی ہو گیا۔ منافق کے ذہن میں یہ بات تھی کہ عمر فاروق غیر مسلمین کے حق میں بہت سخت ہیں اور وہ میرے مسلمان ہونے کی ضرور رعایت کریں گے۔ ان کے سامنے جب پورا مقدمہ آگیا اور وہ فیصلہ کے طور پر کچھ کہنے والے تھے کہ یہودی نے کہا: جناب والا یہ بات بھی آپ پر واضح رہے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے حق میں فرما چکے ہیں ——— حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اتنا سُنا تو تھوڑی دیر کے لیے اپنے گھر میں گئے۔ منافق اپنا بیان دے کر بہت خوش ہو رہا ہوگا کہ اب غیظ المنافقین کی شمشیر برق پاش یہودی کا سر اڑا دے گی آپ جب گھر سے نکلے تو واقعی آپ کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ مگر آپ نے یہودی کے بجائے ایک ہی وار میں منافق کا سر قلم کر دیا۔ کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلہ پر غیر مطمئن رہنے والا کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ حضور اقدس پر عدم اطمینان اور شک و ریب ہی تو نفاق کی بنیاد ہے۔ ۴۵

marfat.com

Marfat.com

حضور سرور دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امن و سلامتی کے داعیٔ اعظم ہیں۔ اور انصاف و عدل کی جبیں آپ کے وجودِ مسعود سے روشن اور درخشاں ہے۔ آپ غزوۂ حنین کے بعد مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک شخص جس کے سینے میں نفاق کا ناسور تھا، کہنے لگا آپ نے انصاف سے نہیں بانٹا ـــــ اصحاب جانثار یہ بدتمیزی سن کر کھول اٹھے۔ سرکار کی موجودگی کا ادب مانع تھا۔ پھر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اجازت ہو تو اس کا سر قلم کر دوں۔ مگر رسول رحمت صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں باز رکھا۔ اور فرمایا کیا تمہیں یہ چرچا پسند ہے کہ میں اپنے صحابہ کو قتل کرتا ہوں۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی ایسا ہی واقعہ درپیش ہوا۔[۴۷]

صحیحین اور نسائی میں ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ایک بار مالِ غنیمت بانٹ رہے تھے۔ جو بھی آپ کے سامنے دائیں بائیں جانب تھا سب کو دیا۔ ایک بدباطن پیچھے کھڑا رہا اور بعد میں بول اٹھا۔ یا محمد ما عدلت (اے محمد آپ نے انصاف نہیں کیا) حضور اقدس اس کی گستاخی سے بہت رنجیدہ ہوئے مگر صرف اس قدر ارشاد فرمایا۔

"واللہ! میرے بعد مجھ سے زیادہ عدل و انصاف کرنے والا کسی کو نہ پاؤ گے۔"[۴۸]

ایسے ہی ایک موقع پر ذوالخویصرہ تمیمی نے ہذیانی کی اور کہا "انصاف کیجئے" جس پر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ مگر حضور نے اپنے صبر و شکیب کی وسیع چادر میں اس کی گستاخی کو چھپا لیا۔[۴۹]

عیب چینی

حضور انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ دینی ضرورتوں کے پیش نظر جہاد وغیرہ کی تیاری کے لیے صحابۂ کرام کو صدقہ کی ترغیب دیا کرتے تھے، ایسے ہی ایک موقع پر صحابۂ کرام نے دل کھول کر اپنے مال و دولت حضور کی خدمت میں پیش کرنا شروع کیے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار درہم، عاصم بن عدی نے سو

marfat.com

Marfat.com

دس کھجوریں، جن کی مالیت ہزاروں درہم ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک غریب صحابی ابوعقیل نے مزدوری کرکے تھوڑی سی کھجوریں حاضر کیں۔

اہلِ محبت جانبازانِ رسول تو یہ کر رہے تھے اور جن کے دل میں عناد اور دشمنی بھری تھی ان کا یہ حال تھا کہ زیادہ چندہ دینے والوں کو کہتے کہ یہ تو نام ونمود کے لیے دے رہے ہیں اور غریبوں کو یہ طعنہ کہ دیکھو، مینڈکی کو بھی زکام ہو چلا۔ خون لگا کر شہیدوں میں نام لکھوانے چلے ہیں۔ رب تعالیٰ نے ان بدباطنوں کی گستاخی کا نقشہ قرآن مجید میں یوں کھینچا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ	وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو
الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَ	کہ دل سے خیرات کرتے ہیں اور ان کو
الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ	جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے تو ان
فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ	سے ہنستے ہیں، اللہ ان کی ہنسی کی سزا
مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (القرآن)	دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

تمسخر اور استہزا آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے سفر فرما رہے تھے۔ اس وقت حضور کے قافلہ میں منافقوں کے تین گروہ شامل تھے۔ ؟؟ کا نفاق اتنے زوروں پر تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تمسخر کرتے تھے اور کہتے ——— لو دیکھو یہ چلے ہیں روم اور شام والوں کا مقابلہ کرنے اور ان کے قصور ومحلات پر اپنا پرچم لہرانے۔ تیسرا گروہ اگرچہ کچھ کہتا تو نہ تھا مگر ان کے ساتھ دل کر ہنستا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو بلوا کر دریافت فرمایا کیا تم لوگوں نے ایسے ایسے کہا ——— تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو راستہ کاٹنے کے لیے ہنسی، کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ مگر دشمنانِ رسول کی اس گستاخی کو خداوند قدوس نے معاف نہیں کیا اور قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی :-

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا	اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو

marfat.com

Marfat.com

كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ، کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو؟

قبائلی عصبیت انگیزی

حضور سرور عالمیاں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ مریسیع سے فراغت کے بعد ایک کوئیں کے منڈیر کے پاس نزول اجلال فرمایا۔ تمام صحابہ کرام بھی اترے۔ وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ جہجاہ غفاری (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجیر) اور سنان بن وبر جہنی رئیس المنافقین ابن ابی کا حلیف) کسی بات پر آپس میں لڑ گئے ـــــــ بات جب آگے بڑھی تو جہجاہ نے مہاجرین کو آواز دی اور اس طرح سنان نے انصار کو اپنی مدد کے لیے پکارا ـــــــ گویا نسل و قبائل کی وہ فصیلیں جنھیں اسلام نے گرانے کا پیغام دیا ہے اور ذات و خاندان سے بلند ہو کر کلمہ طیبہ کی بلند بنیادوں پر مسلمانوں کو اتحاد کی تعلیم دینا اس کا اولین فرض ہے ـــــــ منافقین کی ریشہ دوانیوں سے جماعت صحابہ میں ان فاسد عناصر کو ابھرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس جگہ منافقوں کے سردار ابن اُبی نے رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں کی حد کر دی اور بہت سی بیہودہ باتیں بک کر رسول امن و سلامتی کو ایذا پہنچائی، اور کہا۔

"مدینہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔"

اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر بولا۔

"اگر تم انہیں اپنا جوٹھا کھانا نہ دیتے۔ تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوتے۔ اب ان پر خرچ نہ کرو۔ تاکہ یہ مدینے سے نکل جائیں۔"

ابن اُبی کی یہ دریدہ دہنی دیکھ کر حضرت زید بن ارقم نے فرمایا۔

"واللہ! تو ہی ذلیل ہے، اپنی قوم میں بغض ڈالنے والا، اور رسول اکرم صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم کے سر پر معراج کا تاج ہے۔ حضرت رحمٰن نے انہیں عزت و قوت دی ہے۔"

ابن ابی کی ان گستاخیوں کی خبر بارگاہِ الٰہی میں پہنچی۔ اس سے جب پوچھا گیا کہ تو نے رسول خدا کی شان میں یہ بے گستاخی کی تو وہ صاف مکر گیا۔ اور جھوٹی قسم کھالی، وہ نہایت چرب زبان، میٹھی بات کر کے لوگوں کو اپنے موافق کر لیا کرتا تھا۔ اور عام بھولے بھالے لوگ اس کی باتوں میں آجاتے تھے، اس بار بھی لوگوں نے اس کو سچ جانا اور زید بن ارقم کو غلط تصور کیا۔ مگر خالق ارض و سما، رب کائنات جل شانہٗ و عم نوالہٗ نے اس واقعہ کے بعد سورۃ المنافقون نازل کر کے نفاق و فتنہ گری کی ساری قلعی کھول دی۔ ذرا اس سورۃ کا تیور ملاحظہ کیجئے۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا	جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے
نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۘ وَ	ہیں کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ حضور
اللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ	بے شک اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ
يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝	جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور
اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا	اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ	ہیں اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال
سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	بنا لیا، تو اللہ کی راہ سے روکا۔ بے
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ	شک وہ بہت ہی برے کام کرتے
كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ	ہیں۔ یہ اس لیے کہ وہ زبان سے ایمان
فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝ وَإِذَا	لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان
رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ	کے دلوں پر مہر کر دی گئی، تو اب وہ کچھ
وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ	نہیں سمجھتے اور جب تو انہیں دیکھے
كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ ۖ	ان کے جسم تمہیں بھلے معلوم ہوں اور

marfat.com

Marfat.com

يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۵۲

اگر بات کریں تو ان کی بات غور سے سننے، گویا وہ کڑیاں ہیں، دیوار سے ٹکائی ہوئی (جن میں بیجان تصویر کی طرح نہ نفع ایمان نہ فکر انجام) ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں۔ وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو۔ اللہ انھیں مارے۔ کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

سازش غزوہ تبوک کا مرحلہ نہایت سخت تھا۔ شام اور روم کے حکمرانوں نے مسلمانوں پر یکبارگی تباہ کن حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اور تمام جاں نثارانِ رسول بھی آقا و مولا کی اقتدا میں جان و مال کا نذرانہ نثار رہے تھے۔ —— دوسری جانب منافقین نے مدینہ سے دُور ایک یہودی کے مکان میں اپنی خفیہ میٹنگ کی۔ اور مسلمانوں کی جماعت میں بددلی پھیلانے کی سازشوں پر غور کرنے لگے۔ مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سازش کا علم ہو گیا۔ اور آپ نے فوراً حضرت طلحہ کے ہمراہ صحابہ کو وہاں بھیجا۔ انھوں نے بروقت پہنچ کر ان کے گھناؤنے کرتوت کا پول کھول دیا۔ کچھ جھڑپ بھی ہوئی۔ بالآخر منافق ہزیمت کھا کر خائب و خاسر ہوتے۔ ۵۳

نفاق کا زہر غمگسار امت سیدنا رحمۃ للعالمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے اپنے خچر پر سوار تشریف لے جا رہے تھے۔ ساتھ میں اُسامہ بن زید بھی تھے، سرراہ ایک جگہ کچھ لوگوں کا مجمع لگائے ابن ابی رأس المنافقین بیٹھا ہوا تھا۔ حضور کو دیکھ کر وہ اپنے باطن کا بغض پوشیدہ نہ رکھ سکا۔ اور حضور

marfat.com
Marfat.com

سے منہ پھیر لیا۔ آپ نے اس جگہ کے لوگوں کو قرآن کی کچھ آیتیں سنائیں ـــــ ابن ابی نے حضور کی سواری کے جانور سے تنفر کا اظہار کیا اور کہا کہ ،

" ہمیں اس طرح آکر تنگ نہ کرو، جو تمہارے پاس جائے جو سنانا ہو اسے سنایا کرو"

دامن رسول پر کیچڑ اچھالنے کی جسارت

حضرت زید ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے۔ انھوں نے زید کو حضور کی خدمت میں پیش کر دیا تھا اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر دیا ـــــ پیارے رسول کی شفقت و محبت کا حضرت زید پر اتنا غلبہ تھا کہ انھوں نے آزاد ہو جانے کے باوجود اپنے والدین کے پاس جانا گوارا نہ کیا۔ آقا ومولےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کو سب پر ترجیح دی۔ ان کے ساتھ حضور کے مشفقانہ اور پدرانہ برتاؤ کو دیکھ کر لوگ انھیں فرزند رسول کہنے لگے ـــــ حضرت زینب بنت جحش کا نکاح پہلے زید ہی سے ہوا تھا۔ مگر دونوں میں نباہ نہ ہو سکا اور شرعی علیحدگی ہو گئی ـــــ زمانہ عدت گذر جانے کے بعد حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے نکاح میں لے لیا ـــــ جس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں تھی۔ مگر دشمنانِ اسلام اور بالخصوص منافقین نے رنگ آمیزی کر کے یہ ہوا خیزی شروع کی کہ دیکھو انھوں نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا۔ یہ ایسا گھناؤنا پروپیگنڈہ تھا جس سے اخلاق و شرافت کے چاندنی سے زیادہ اُجلے دامن عصمت رسول پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی جارہی تھی ـــــ اور اس فتنہ عظیمہ کی بنیاد محض اس مغالطہ پر رکھی گئی کہ منہ بولا بیٹا بھی حقیقی فرزند ہوتا ہے۔

یہود اور منافقین کی اس ذلیل حرکت کا قرآن عظیم نے نوٹس لیا۔ اور خدائی فرمان سے ان کے فاسد عزائم کا قلعہ مسمار ہو کر رہ گیا۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ ـــ اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہیں

marfat.com

Marfat.com

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ (القرآن)

بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کی بات ہے اور اللہ حق فرماتا ہے۔ اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

لب و لہجہ کا نفاق

غزوۂ احزاب میں جو شوال ۵ھ میں پیش آیا۔ اس موقع پر یہود اور مشرکین مکہ نے مل کر مدینہ پر سخت حملہ کیا تھا۔ اور مدینہ طیبہ کی آبادی کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ کفار قریش کے منصوبوں کی خبر پا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے سے مدینے کے گرد خندقیں کھدوائی تھیں۔ اور سب کے ہمراہ ہو کر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بھی خندق کی کھدائی میں حصہ لیا تھا۔ کم و بیش تین ہزار جانبازان رسول نے خندق کی کھدائی میں شب و روز محنت کی۔ حضور اقدس نے دس دس آدمیوں کی ٹولی بنادی تھی اور ہر ٹولی کو چالیس ذراع تقریباً بیس میٹر زمین کا ٹکڑا متعین فرمایا جس کی چوڑائی دس میٹر کے لگ بھگ تھی اور گہرائی اندازاً پانچ میٹر سے کم نہ رہی ہوگی۔ اس خندق کی کھدائی کا صبر آزما کام اور سخت سردی اور بھوک پیاس کا عالم شکموں پر پتھر باندھے ہوئے۔ بے سروسامانی کی کیفیت میں ہر صحابی نے تقریباً ڈیڑھ سو مکعب گز زمین کھود کر مٹی نکالی۔ اور ابوبکر و عمر اور خود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی سب کے ساتھ مل کر دامنوں اور چادروں میں مٹی ڈھوئی ——— خندق کی تیاری کے دوران صحابۂ کرام کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی کہ مسلمان عنقریب روم و ایران اور حمیرہ کے محلات کو زیر نگیں کریں گے۔

اس غزوہ کے دوران جب کفار و مشرکین کا دباؤ پڑا۔ اور محاصرہ طویل ہو گیا۔ تو مُعتب بن قیشر منافق نے کہا

"محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو ہمیں روم و فارس کی فتح کا مژدہ سناتے ہیں

marfat.com

Marfat.com

اور یہاں تو یہ حال ہے کہ قضائے حاجت کے لیے ڈیرے سے باہر نکلنا دشوار ہے"

رب تعالیٰ فرماتا ہے،

وَاِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾	اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا، ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا، مگر فریب۔

مسجد ضرار اس مسجد کی تعمیر بھی منافقین کی ناپاک اسکیموں میں سے ایک تہلکہ خیز اسکیم تھی۔ اور اس کے درپردہ وہ دشمنانِ خدا و رسول اسلام کی مستحکم جمعیت کو منتشر کرنا چاہتے تھے۔ ہر تعمیری اقدام کے دوران گھن بن کر خدائی مشن کو سبوتاژ کرنے والی فتنہ گر فطرت نے اس بار ایک نہایت خطرناک چال چلی تھی اس فتنہ کا سبب یہ ہے کہ

ابو عامر نامی شخص جو زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا اور مسیحیت میں ترقی کر کے راہب بن چکا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے جس طرح بغض و عناد کے پیکر یہود جل بھن گئے اسی طرح نصرانیت زدہ بھی تلملا اٹھے۔ اس وقت ابو عامر نے سرکار سے جو جلی کٹی باتیں کیں وہ ملاحظہ کیجیے۔

ابو عامر: یہ کون سا دین ہے؟ جسے آپ لائے ہیں۔

حضور اقدس: میں ملتِ حنفیہ، دین ابراہیم لے کر آیا ہوں۔

ابو عامر: میں تو اسی دین پر ہوں۔

حضور اقدس: نہیں، یہ تو غلط ہے۔

ابو عامر: آپ نے دین ابراہیم میں اپنی طرف سے ملاوٹ کر دی ہے۔

حضور اقدس: میں تو خالص، صاف ملت لایا ہوں۔

ابو عامر: (جل کر) ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اُسے غریب الدیار بنا کر بیکسی و تنہائی کے عالم میں ہلاک کرے۔

marfat.com

Marfat.com

حضور اقدس: آمین۔

اس دشمن اسلام کے دل میں نفاق وسرکشی نے بسیرا کر لیا تھا غزوۂ اُحد کے موقع پر اس نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چیلنج کیا کہ آپ کے خلاف اعلان جنگ کرنے والی ہر قوم کا ہر ممکن تعاون میری زندگی کا مقصد ہے۔ چنانچہ غزوۂ حنین تک ہر معرکہ میں اس نے اپنی اس پالیسی پر عمل کیا۔

رسول دشمنی میں اتنے غالی اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں آخری حد کو پہنچے ہوئے اس نصرانی کا سراغ منافقین کو بھی تھا۔ انہوں نے ابو عامر کو مقصد میں اپنا ہمنوا پا کر اس کی سرپرستی قبول کر لی۔ اور اس کے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے قبا میں "دارالنفاق" کی بنا ڈالی۔ جسے مسجد کا نام دیا۔ —— عین اس وقت جبکہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تبوک کے لیے پابہ رکاب تھے۔ منافقین خدمت اقدس میں آئے اور کہا کہ یہ مسجد ہم لوگوں نے آسانی کی غرض سے تعمیر کی ہے۔ تاکہ بوڑھے اور کمزور لوگ اس میں بآسانی پہنچ کر نماز ادا کر سکیں۔ آپ ذرا چل کر اس کا افتتاح کر دیں۔ اور دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کر دیں۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ میں ابھی غزوۂ تبوک کے لیے جا رہا ہوں، واپسی پر خدا کی مرضی ہوئی تو نماز پڑھ لوں گا۔

ابو عامر اور منافقین کا ارادہ یہ تھا کہ ہم مسجد کے نام سے اپنے مفسدانہ پروگرام کی تکمیل کے لیے ایک اڈہ بنالیں۔ جہاں سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے اندرونی حملے کیا کریں گے۔ ابو عامر نے منافقین مدینہ کو یہ دارالنفاق تیار کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور خود روم کے بادشاہ سے ملنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ اس کے اکسانے پر قیصر روم مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ ہوا۔ شام سے اُس نے منافقین کو ہدایات بھیجیں تاکہ ادھر مدینے میں رہ کر دارالنفاق مجوزہ تخریبی اسکیم پر انتشار و بدمزگی پھیلائے۔ ادھر سے مسیحی فوج حملہ آور ہو۔ اس طرح پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے صحابہ اور مسلمانوں کو مٹا دیا جائے۔ (معاذ اللہ)

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہو رہے تھے۔ اسی دوران

marfat.com

Marfat.com

مدینہ منورہ کے قریبی قریہ میں منافقین نے پھر اس بات کو دہرایا کہ مسجد میں چل کر آپ نماز پڑھ دیجیے۔ اس پر قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں جس نے دشمنانِ اسلام کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

رب کائنات فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ؕ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ [56] (القرآن)	اور وہ جنھوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو، اور کفر کے سبب، اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بے شک جھوٹے ہیں اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا۔

اللہ اکبر! کلام الٰہی نے کفر و نفاق کا سارا پول کھول دیا اور رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم اور جمعیت صحابہ کو ان کے خطرناک ارادوں سے باخبر کر دیا ـــــ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کو وہاں بھیجا تاکہ مسجد ضرار دارالفتن کو جلا کر خاکستر کر دیں۔ اس طرح منافقین کے ہاتھوں دورِ نبوی میں تعمیر ہونے والا فتنہ و فساد اور کفر و ارتداد کا یہ مرکز فنا کے گھاٹ اتر گیا۔

ابو عامر خزرجی منافق ادھر سفرِ شام کے دوران نہایت بے کسی کسمپرسی کی ذلیل موت مر گیا۔[55]

کھا کے پتھر دشمنوں پر پھول برسانا تیرا	سرکار رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعٰلمین ہیں۔ آپ کی ذاتِ والا

marfat.com

Marfat.com

کرۂ ارضی کے لیے بطورِ خاص بیشمار برکتوں اور سعادتوں کا سبب ہے ـــــ پچھلے انبیا علیہم السلام میں سے کئی کی نافرمانی کرنے والوں اور اذیت دینے والوں کو رب تعالیٰ نے دردناک عذاب دے کر کسی طبقہ کو غرق کر دیا۔ کسی پر پتھر برسا کر مٹا دیا۔ کسی پر آبادی الٹ دی اور کوئی قوم مسخ صورت کے عذاب میں مبتلا کر دی گئی۔ ـــــ مگر یہ نبی آخر الزماں کا صدقہ ہے کہ آپ کے دورِ گرامی میں (یعنی اعلان نبوت سے تا قیام قیامت) دشمنانِ اسلام پر دنیا میں انکار اسلام کے سبب اجتماعی عذاب نہیں آئے گا۔ ـــــ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ۵۵ (القرآن)

اور خدا ان کو عذاب نہ کرے گا جب تک تو ان میں ہے۔

مشرکین کی مسلسل ایذا رسانیوں سے تنگ کر ایک بار چند صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ ان دشمنوں کے حق میں بددعا کریں۔ آپ نے جواب دیا۔

"میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں ـــــ بلکہ میں تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں" ۵۹

مخالف قوم کی گوناگوں ایذا رسانیوں اور اسلام کے خلاف ان کی جان توڑ ریشہ دوانیاں کے باوجود نبی رحمت اور امن و محبت کے علمبردار پیغمبر نے ان کے حق میں بددعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھایا ـــــ قبیلہ دوس کے معزز صحابی طفیل جب مبلغ اسلام بنا کر اپنے قبیلے کی طرف بھیجے گئے تو انھوں نے ایک بار خدمت اقدس میں آکر اپنی قوم کی قساوت قلبی اور اسلام کے ریشہ دوانی کی شکایت پیش کی اور عرض کیا۔

" قبیلہ دوس کی سرزمین ایک محفوظ قلعہ کے طور پر ہے کیوں نہ وہ آپ کو مل جائے۔ ان سے یہ سن کر بجائے حملہ اور بددعا کرنے کے آپ نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ ۶۰

اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور اسلام کی طرف لا۔

marfat.com
Marfat.com

اسی موقع پر حضرت طفیل دوسی اپنی قوم کے سرکش لوگوں کے حق میں بد دعا کرانے چاہتے تھے مگر حضور رحمت للعالمین نے ایسا نہیں کیا۔ ہجرت کے بعد طائف پر حملہ کرنے کے دوران مجاہدین صحابہ عظام نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمیں ثقیف کے تیروں نے جلا ڈالا ——— آپ ان کے لیے بد دعا کریں۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی باتیں سن کر یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا[۱] خداوندا! ثقیف کو ہدایت دے۔

غزوۂ اُحد میں کفار کے ہجوم نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوتے اور چہرۂ اقدس پر بھی خراشیں آئیں۔ سیر و مغازی کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ میں سے بہت حضرات کو حضور کی شہادت کا یقین ہوگیا تھا۔ تاریخ رسالت میں معرکۂ اُحد نہایت سخت مرحلہ تھا۔ مگر آپ نے کفار و مشرکین مکہ کے حق میں بد دعا نہیں کی۔ بلکہ ان کے حق میں "میری قوم" کہہ کر دعائے ہدایت فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ یا خدا! میری قوم کو معاف کر وہ لاعلم ہے۔

رئیس یمامہ ثمامہ بن اثال اسلام لانے کے بعد مدینہ شریف سے بہ نیت عمرہ مکہ پہنچے۔ مشرکین میں سے کسی نے کہا تم اپنے دین کو چھوڑ بیٹھے۔ انھوں نے کہا میں نے سب سے اچھے "دین اسلام" کو اختیار کیا ہے۔ کفار کی یہ بدتمیزی انھیں بری لگی۔ وہ یمامہ کے بااثر سردار تھے اور مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا انھوں نے تہیہ کیا کہ آئندہ یہ غلہ نہیں بھیجا جائے گا۔ یمامہ سے غلہ کی درآمد بند ہونے کے بعد مکہ میں بھوک مری شروع ہوگئی ——— بالآخر مشرکین قریش نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی قرابت کا واسطہ دے کر معذرت کی اور حضور نے سُنا تو فوراً ثمامہ سے یہ بندش اٹھوا کر غلہ بھجوانے کا حکم فرمایا ——— جس پر عمل کیا گیا۔[۲]

کتب تفاسیر اور تاریخ اسلامی سے منتخب کر کے کفار مکہ، یہود نامسعود اور منافقین کے یہ چند واقعات نذر ناظرین کیے گئے ہیں ——— یہ مختصر مندرجات ہیں ورنہ آقائے رحمت

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایذاؤں، تکلیفوں، مصیبتوں اور پریشانیوں کے جن طوفانی مراحل کو روند کر عالم انسانیت کو امن وسلامتی کا اسلامی نظام بخشا ہے۔ وہ قدم قدم کانٹوں کی راہ ہے۔ اس عنوان کو پھیلایا جائے تو سیکڑوں صفحات کے دامن تنگ ہو جائیں گے۔

دکھانا صرف یہ ہے کہ دعوت اسلام، اور آقائے نامدار سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیغام امن وسلامتی کوئی من گھڑت نہیں، بلکہ کل عالم اور ساری کائنات کے خالق ومالک پروردگار کی جانب سے نازل شدہ، اسلوب حیات ہے۔ حضرت آدم، موسیٰ، ہارون، ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق اور عیسیٰ مسیح کو اپنا نمائندہ اور پیغمبر بنا کر بھیجنے والے رب العالمین نے اسی نورانی سلسلہ کی آخری کڑی بنا کر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کے ذریعہ انبیائے ماسبق کی تعلیمات توحید کو قیامت تک کے لیے مستحکم فرما دیا جس کا نام اسلام ہے امن اور سلامتی کا دین۔ ٭

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ؕ بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حوالے

۱ جمع الفوائد ج ۲ ص ۲۷۴

۲ القرآن، الحجر ۱۵ - ۹۴

۳ القرآن، الشعراء ۲۶ - ۲۱۴

۴ الطبری ج ۳، ۱۱۷۴

۵ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۰۰

۶ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳، ۱۷، ۱۹۔ ابن سعد ج ۱ ص ۲۰۸، ۲۱۰، البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۹۵، ۹۷۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ شیخ محمد رضا المصری مترجمہ اردو، محمد عادل قدوسی ص ۲۰۳، ۲۰۶۔ سیرت ابن اسحاق ص ۲۲۵ - ۲۲۶ پریچنگ آف اسلام (انگریزی) مصنفہ پروفیسر ٹی، ڈبلیو، آرنلڈ مترجمہ اسعد ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ ص ۲۴

۷ جزیرۃ العرب ص ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱

۸ القرآن، الزخرف ۴۳ - ۳۱

۹ محمد رسول اللہ ص ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ابن سعد ج ۱ ص ۲۱۱، ۲۱۲، سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۷، ۴۸۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۱۳۵، ۱۳۷، پریچنگ آف اسلام ص ۲۳، ۲۴۔

۱۰ دعائے طائف کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْکُوْا اِلَیْکَ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَ ھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ؟ اِلٰی بَعِیْدٍ یَّتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَّلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ تَکُنْ غَضْبَانَ عَلَیَّ فَلَا اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَکَ اَوْسَعُ لِیْ۔ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَنْ یَّنْزِلَ بِیْ غَضَبُکَ اَوْ یَحِلَّ بِیْ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (العلی العظیم) اخرجہ

marfat.com

Marfat.com

الطبرانی ـــــ ج ۱۶ ص ۳۵

۱۱ سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۲۶۴، ۲۶۵، طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۲۷-۲۲۸۔ زاد المعاد ج ۳ ص ۵۱-۵۸، الہیثمی ج ۶ ص ۵۱۔ کنز العمال ج ۸ ص ۳۳۰، ۳۳۸۔ البدایۃ النہایۃ ج ۳، ص ۱۸۱، ۱۸۶۔

۱۲ القرآن ، الانفال ۸-۳۰

۱۳ القرآن ، الصف ۶۱-۸

۱۴ کنز العمال ج ۸ ص ۳۳۴

۱۵ معجم البلدان یاقوت الحموی تحت ہرمزدرہ

۱۶ تاریخ طبری ج ۳ ق ۲ ص ۲۳۳

۱۷ غزوہ طائف وحنین کے بعد حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب واپس تشریف لانے لگے تو سراقہ نے مقام جعرانہ میں حاضر خدمت ہو کر اپنا مذکورہ پروانۂ امن پیش کیا۔ اور اسلام قبول کر کے امن و شرافت کے دائرے میں داخل ہوئے۔ عہد فاروقی میں فتح ایران ہوئی تو اس وقت کسریٰ ہرمز کے کنگن لائے گئے تو امیرالمؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ کنگن سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے اور فرمایا "لاالٰہ حمدو ثنا ذات صرف اللہ کی ہے جس نے کسریٰ جیسے بادشاہ عجم کے کنگن چھین کر سراقہ جیسے غریب دہقانی کو پہنا دیئے" سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت ۲۴ھ میں اس دار فانی سے عالم بقا کی راہ لی رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ۔ صحیح بخاری، باب توبہ الی المدینہ سیرۃ ابن ہشام ج ۴، اسدالغابہ

۱۸ الصارم المسلول علی شاتم الرسول لابن تیمیہ ص ۶۷۔

۱۹ لباب النقول للسیوطی ج ۱ ص ۲۳۔

۲۰ الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۲۴۲ المشاکل الکامل ص ۱۱۰۔

۲۱ تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ ص ۱۲۹، المشاکل الکامل ص ۱۱۷۔

۲۲ الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۱۰۶

۲۳ حوالہ مذکورہ بالا ص ۱۰۳

۲۴ الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۱۴۲

۲۵ حوالہ مذکورہ بالا ، ص ۹۲۔

۲۶ لباب النقول للسیوطی ج ۱ ص ۲۱۔

۲۷ " " ج ۱ ص ۵۲

۲۸ الصارم المسلول ص ۹۰۔

marfat.com

Marfat.com

۲۹ ایضاً ص ۶۰ ،

۳۰ الانوار المحمدیہ ص ۲۸

۳۱ اس کی تفصیلات کے لیے قرآن مجید کی سورۃ "سبا" کی تلاوت کیجیے۔

۳۲ القرآن ، الانفال ۸ ۔ ۳۱

۳۳ اس سلسلہ میں سورۃ ہود کی تلاوت کیجیے۔

۳۴ الانوار المحمدیہ ص ۲۸

۳۵ کتب تفاسیر ، تحت سورۃ لہب

۳۶ الانوار المحمدیہ ص ۲۸ ،

۳۷ الانوار المحمدیہ ص ۲۸

۳۸ بخاری کتاب التفسیر سورۃ مومن ج ا ص ۷۱۱ ۔

۳۹ بخاری باب مناقب ابی بکر ،

۴۰ سیرت حلبیہ ص ۳۰۲ ،

۴۱ " " ص ۳۰۱ ،

۴۲ جمع الفوائد ج ۲ ص ۲۶

۴۳ بدایہ نہایہ ج ۳

۴۴ " " ج ۲ ص ۱۹۸

۴۵ لباب النقول للسیوطی ، حاشیہ جلالین ، مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۱۴۶

۴۶ الصارم المسلول ص ۳۹ ۔ یہ واقعہ کتب تفاسیر میں بھی وارد ہوا ہے۔

۴۷ الصارم المسلول ص ۱۷۴ ،

۴۸ " ص ۱۷۶ ،

۴۹ " ص ۲۱۹ ،

۵۰ القرآن ، التوبہ ۹ ، ۷ ، کنز الایمان ص ۳۸۹

۵۱ کنز الایمان ص ۲۸۵ ، الصارم المسلول ص ۳۳ ،

۵۲ القرآن ، المنافقون ۶۳ ۔ ۱ تا ۴

۵۳ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۱۵

۵۴ القرآن ، الاحزاب ۳۳ ، ۴ کنز الایمان ص ۶۰۵

۵۵ القرآن ، الاحزاب ۳۳ ، ۱۲ کنز الایمان ص ۶۰۷

۵۶ القرآن ، التوبہ ۹ ۔ ۱۰۰

۵۷ تفسیر خزائن العرفان ص ۲۹۵ ، للعلامۃ الشیخ محمد نعیم الدین المراد آبادی علیہ الرحمہ (۱۳۰۰ھ تا ۱۳۶۷ھ) مختصر تفسیر ابن کثیر للعلامۃ الشیخ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن بشیر الدمشقی (۷۷۴ھ) تلخیص محمد علی الصابونی ، مطبوعہ دار القرآن

marfat.com

Marfat.com

بیروت ج ۲ ص ۱۶۹۔ تفسیر ضیاء القرآن للعلامۃ پیر کرم شاہ الازہری، ج ۲، ص ۲۵۳
تفسیر مواہب الرحمن، امیر علی ملیح آبادی (م ۱۳۳۶ھ) مطبوعہ دینی کتب خانہ لاہور ج ۳، ص ۳۱۵۲۔
القرآن، الانفال ۔ ۸ ، ۳۴
صحیح مسلم باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۱۰۔ الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ج ۲ ص ۲۲۵۔ ابن سعد ج ۴ ص ۲۳۰۔
جامع ترمذی، ابواب المناقب،
سیرابن ہشام، ج ۴، ثمامہ بن آثال الحنفی ۴۰۶ و اسلامہ
القرآن، آل عمران ۳، ۱۹

....

marfat.com
Marfat.com

مشعلِ راہ

از

فاضل شہیر مولینا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

ملنے کا پتہ
فرید بک سٹال ۲۸ اردو بازار، لاہور۲

marfat.com
Marfat.com

جامع المعجزات

فی سیر خیر البریات علیہ ازکی التحیات

تالیف

الشیخ محمد ابوالمعاطی احمد خلوصی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

عطاء المصطفیٰ جمیل
ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ

ناشر

فرید بک سٹال

اردو بازار لاہور

marfat.com
Marfat.com

کراماتِ صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور
فون ۳۱۲۱۷۳

marfat.com
Marfat.com

شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن عمر فخر الدین رازی کی معروف تصنیف

جامع العلوم

ساٹھ مختلف اور معتبر علوم کا تعارف

سلیس شگفتہ، بامحاورہ اور عالمانہ اردو ترجمہ از

سید محمد فاروق القادری ایم اے

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور ۲

marfat.com
Marfat.com

تصوف کی بنیادی اور مشہور عالم کتاب

کشف المحجوب

مصنفہ

حجۃ الکاملین امام الواصلین حضرت ابوالحسن سید علی ہجویری
المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

سلیس مستند عالمانہ ترجمہ از
سید محمد فاروق القادری ایم اے

مقدمہ
میاں محمد سلیم صاحب حماد دربار داتا صاحب لاہور

فرید بک سٹال، ۳۸ اردو بازار لاہور

marfat.com
Marfat.com

سیرتِ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علامہ الحاج عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی مدظلہ

ملنے کا پتہ

فرید بک سٹال

۳۸ اردو بازار لاہور ۲

marfat.com
Marfat.com